CONSTITUTION OF LAW

By

SYED AMIRSHAH,

Surveyor I. M. Wks Dn and Mukhtar

1879

کنسٹوشن اوف لاء

یعنی

تواریخ قانون ہند مجریہ ہند مولفہ سید امیر شاہ گردیزی

ساکن گجرات شاہ دولا صاحب سرویر لاہور

میونسپل ڈویزن و مختار

سنہ ۱۸۷۹ء

در مطبع مصطفائی لاہور باہتمام امیر الدین طبع شد

فی جلد عہ محصول ڈاک فی جلد ۱/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام طرحکا شکر اوس کارساز حقیقی کو سزاوار ہی جسنے اپنی قدرت کاملہ سے انتظام امن دنیا فانی کا اپنی معرفت پسندیدہ انسانونکے عدل مین رکہا ہی اور قوانین واسطے ہدایت قومونکی معرفت انبیا کی ہمکو عطا فرمایا ہی سو ہمکو نہایت درجہ کا ممنون ہونا چاہیے اونکا جنکی معرفت اخیر یہ اصول او قواعد ہمکو پہونچے اور دنیا مین چراغ ہدایت کا روشن ہوا ورنہ ہم مخلوق سرگردان و حیران پہرتی رہتی پہر مدح امیر کبیر سلطان وقت یعنی ملکہ معظمہ قیصر ہند کی ضروریات سے ہی کہ اونہنے تمام قوانین مذہب کا زور ہر ایک مذہب اور ہر ایک ملت کیواسطے قائم و مروج رکہا ہی اور مداخلت کا موقع باعث عدل سلطانی کے کسی کو نہین ہے کہ عبادت یا حقوق یا فرائض مین ہرج ڈالی زمانہ سابقہ مین ایک قیاسی بیان تہا کہ عدل سلطانی سے باگہہ بکری ایک گہاٹ پر پانی پیتے ہین مگر زمانہ حال مین تجربہ سے ہر ایک معلوم کرسکتا ہی کہ حالات موجود ہین اور روزمرہ عمل درآمد ہوتا ہی ہماری ملک پر واسطے انتظام مصلحت کے ایسی برمقرر کیا ہی کہ قوت علمی اور عملی مین یکتا ہی اور عدل کو ایسا زندہ کیا ہی کہ دم عیسوی کو ظاہر کردیا خدا اوسکی خورشید اقبال کو آسیب زوال اور کسوف وبال سے تا قیامت محفوظ رکہے آمین آمین ثم آمین

وجہ تیاری کتاب

کہ ۱۸۸۲ء سے بموجب قواعد پنجاب یونیورسٹی امتحان وکالت و مختارکاری مین یہ مضمون لازمی ہوگیا ہی اگرچہ پنجاب یونیورسٹی مین سابق ۱۸۷۸ء کر اس مضمون مین لکچر دئی جاتی لیکن امتحان یہ مضمون لازمی نہ تہا اور ابتک کوئی کتاب بزبان اردو اس مضمون مین موجود نہین ہے سو بندہ نے بموجب ارشاد جناب والا ڈاکٹر لٹینر صاحب بہادر رجسٹرار و مربی بیت العلوم پنجاب کر اس مضمون کا جمع کرنا شروع کیا تاکہ عوام کو فائدہ ہو اس کتاب سے صرف اونکو فائدہ نہین جو امتحان وکالت و مختارکاری مین شامل ہون بلکہ وکلا و مختاران سابق کو اور دیسی جوڈیشل افسران و عوام کو نہایت فایدہ ہی کہ اونکو معلوم ہوسکتا ہی کہ ہندوستان مین زمانہ سابق کیا قانون تہا اور قانون مین کیا کارروائی ہوئی ہی اور اب کیا ہوتی ہی مین بندہ درگاہ

سید امیر شاہ گردیزی مصنف اس کتاب کا نہین ہون بلکہ مولف ہون اور تہ دل سے شکریہ جناب ڈاکٹر لیٹنر صاحب بہادر رجسٹرار و لکچرار پنجاب یونیورسٹی کا اور جناب پارکر صاحب بہادر رجسٹرار و لکچرار پنجاب یونیورسٹی و سابق جج عدالت خفیفہ لاہور کا اور جناب رائیل صاحب بہادر لکچرار یونیورسٹی و جج عدالت خفیفہ لاہور کا اور جناب پنڈت رام نرائن صاحب لکچرار یونیورسٹی و ہائیکورٹ پلیڈر کا ادا کرتا ہون جن صاحبان نے مختلف اوقات مین انگریزی کتابون سے خلاصہ کر کے جماعت قانونی مین اس مضمون پر لکچر دیے اون لکچرون کو جمع کر کے اور چند کتب انگریزی سے خلاصہ کر کے ترتیب تواریخ مین یہ رسالہ بزبان اردو جمع کر دیا ہے تاکہ اوس سے عوام کو فائدہ ملے اور اون صاحبان سے جو نکتہ چینی کے خواہان ہون امید عفو کی ہے بلکہ جہان غلطی مضمون یا کچھ سقم پاوین اوس اصلاح سے بندہ کو مشکور فرماوین تاکہ دوسری دفعہ وقت چھاپنے کے وہ ازدیاد صحت مضمون کر دیجاوے +

د سید امیر شاہ گردیزی ساکن گجرات

رائے نسبت کتاب پنڈت رام نرائن صاحب لکچرار قانون پنجاب یونیورسٹی اور پلیڈر ہائیکورٹ +

مولف نے اس رسالہ کی تیاری مین بہت محنت اوٹھائی ہے - اوسمین کچھ شک نہین کہ ناظرین اوسکے مطالعہ سے ایسی بہت دلچسپ اور نئے نئے امور معلوم ہونگے - جو کہ اردو کتابون مین دستیاب نہین ہو سکتی اور اردو خوان امیدواران امتحانہاے وکالت و مختاری کو اوس سے بہت مدد ملیگی خصوصاً چونکہ اردو مین اور کوئی کتاب اتبک تیار نہین ہوئی ہے +

پنڈت

رام نرائن

۶ فروری ۱۸۷۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سنہ ۱۳۷۵ع مین صوبہ آرمینا کے انگریز ہندوستان مین آئے اور سوداگری شروع
کی رفتہ رفتہ سکونت مستقل حاصل کرلی اور جو باشندگان ملک کا قانون تہا وہی اُنکا قانون ہوا
یعنی تابع بادشاہ وقت ہی اور سنہ ۱۶۸۸ مین اونہون نے کوجی قیلوس قلنڈر کی معرفت جو اسوقت
کا ایک مشہور معروف سوداگر تہا بذریعہ اقرار نامہ کے انگریزی قانون اپنے واسطے منظور و قبول کرلیا ؏
سنہ ۱۴۹۷ مین جبکہ واسکوڈی گومانی راستہ کیپ آف گوڈہوپ کا دریافت کیا تو
اوسنے اپنی قوم کے واسطے بغیر مداخلت کسی غیر قوم کے سوبرس تک آزادی سے
ھندوستان کی سوداگری کی اجازت حاصل کرلی اور کام اوسکا جاری رہا

اول قوم یہہ ہے جو ھندوستان مین آئی ؏

دوسری قوم ڈچ ہی جو ہندوستان مین آئی اسنے سوداگری کرنی اور ریاست پیدا
کرنی شروع کی پہر اور قومون کو ترغیب ہوئی کہ ہندوستان کی سوداگری کرین ؏
سنہ ۱۵۹۱ مین انگلنڈ مین ایک جماعت نی تین جہاز لیکر ہندوستان کی سوداگری
کی اجازت حاصل کی جس سے واقفیت ملک کی حاصل ہوئی اور حالات نفع و
نقصان کے معلوم ہو گئے ؏

سنہ ۱۵۹۹ء مین انگلنڈ کی ایک جماعت نے تیس ہزار پونڈ کی سرمایہ سے ادہر کی سوداگری کی درخوہست کی چنانچہ سنہ ۱۶۰۰ء مین منظور ہوئی اجازت نامہ عطا ہوا کہ بغیر مداخلت کسی اور کے وہ کمپنی آزادی سے ہندوستان افریقہ امریکہ کی سوداگری کرے سنہ ۱۶۰۲ء مین (کوین ایلزابتہہ) نے بذریعہ فرمان شاہی کے ان سوداگرونکو اجازت دی کہ قواعد اور قوانین واسطے حسن انتظام سوداگری کے تیار کرین اور اگر کوئی شخص اُنکی ملازمون یا ہمراہیون مین سے اُن قوانین سے انحراف کرے تو سزا دیوین - یہہ بھی اختیار دیا کہ وقت ضرورت حسب حال قواعد مین تغیر تبدل کرین اوسوقت سزا، قید و جرمانہ اور ضبطی جائداد کا اختیار دیا گیا تھا ؏

سنہ ۱۶۰۹ء مین جیمس اول نے اسی قسم کا چارٹر دیا کہ کمپنی کے حقوق سابق قائم رہین اور اونکو اختیار رہا کہ قواعد اور قوانین واسطے حسن انتظام سوداگری مرتب کرین مگر یہہ شرط دونو چارٹر مین تہی کہ وہ قوانین خلاف قوانین ولائت نہون ؏

سنہ ۱۶۱۲ء مین بموجب اجازت بادشاہ جہانگیر صورت مین سوداگری کا صدر مقام بنایا گیا پھر اور مقامات مین رفتہ رفتہ ترقی ہوئی ؏

سنہ ۱۶۱۸ء مین سر توومس رُو وکیل بادشاہ جیمس اول ہندوستان مین آیا جسکا تمام خرچہ کمپنی نے دیا کیونکہ اوسمین کمپنی کا فائدہ تہا اور بادشاہ ہند سے اوسنے سوداگری کی اجازت حاصل کی تھی اور یہہ بہی اجازت ہوئی کہ جو تنازع سوداگران انگریزی کے ہوا کرین بموجب اپنے قانون کی خود فیصلہ کر لیا کرین قاضی اُنکی فیصلہ کیواسطے نہ جایا کرے یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ قوم کبھی ہندوستان مین تابع اہلملک کے قانون کی نہین ہوئے ؏

سنہ ۱۶۲۰ء مین بنگالہ کی سوداگری شروع ہوئی اور پٹنہ مین صدر مقام بنایا گیا اسوقت جہاز جزیرہ ہپلی تک لیجانیکی اجازت تہی ؏

سنہ ۱۶۲۲ء مین جیمس اول نے بذریعہ فرمان شاہی کے کمپنی کو اختیار دیا کہ جو اشخاص اونکے

ساتھہ یا ماتحت ہون اور اونسی جرم وقوع مین آوے تو اونکو سزا بذریعہ قانون جنگی یا اور طرح سے دیوین ؁

سنہ ۱۶۲۴ مین قوم فرنچ نے انگریزونکی سوداگری کو بہت نقصان پہونچایا ؁

سنہ ۱۶۲۵ مین مقام آرمیگان کنارہ کارومنڈل پر کارخانہ بنایا گیا جہان صدر مقام سنہ ۱۶۴۰ تک رہا

سنہ ۱۶۴۲ مین شاہجہان بادشاہ کی بیٹی جل گئی اور زخم اچھے نہوئی کمپنی کا ڈاکٹر صورت سے طلب ہوا کمپنی کا سارجن جیبریل بروٹن واسطے معالجہ کے روانہ ہوا اور وہ علاج مین کامیاب ہوا بادشاہ نے انعام دینا چاہا مگر سرجن نے عوض انعام بادشاہ سے اجازت سوداگری بغیر محصول اپنی قوم کیواسطے مانگی جو اوسکو حاصل ہوئی اوسوقت ڈایرکٹران سے واسطے بند کرنی سوداگری بنگالہ کے دریافت کیا گیا تھا مگر مسٹر بروٹن صاحب بنگالہ کو واپس آیا تو اوس وقت سلطان شجاع کی زنانہ سی ایک عورت بیمار تھی اوسکے معالجہ مین بہی وہ کامیاب ہوا جسکی عوض مین سلطان شجاع نی ذمہ واری حفاظت مال و جان ملازمان کمپنی کی اوٹھائی جسکو اوسنی سنہ ۱۶۵۷ تک پورا کیا اور سوداگری ہوتی رہی سنہ ۱۶۵۲ و ۱۶۵۸ مین عوض تین ہزار روپیہ سالانہ نذرانہ کی کمپنی کو فرمان اور نشان سوداگری کیواسطے دیا گیا اور پٹنہ اور بنارس مین خرید شورہ کی کوٹھی بنائی مغل کیطرف سی نگرانی تہی کہ کمپنی کوئی کام مضبوطی کا نہ بناوے اور تمام کاربار بنگالہ کا ماتحت مدراس تہا جب میر جملانے شاہ شجاع پر حملہ کیا اور شکست دیکر راج محل پر قابض ہوا تو اوسنے کمپنی کی کارخانہ ضبط کر لئے اور خرید شورہ بند کر دی اسوقت اگرچہ انگریز ہیگلی نی سرکشی چاہی مگر مجبور ہوا۔ صورت سی مسٹر ٹریٹ نے آنکہ میر جملا سی موافقت اور سازش پیدا کی پھر قاسم بازار مین کارخانہ بنایا گیا ؁

سنہ ۱۶۵۶ کے قریب علاقہ مدراس مین ایک راجہ سی زمین شاہجہان کے وقت مین خریدی گئی جہان ایک قلعہ جسکا نام فورٹ سنیٹ جارج ہی بنایا گیا اور پھر اوسکو دار الخلافہ

بنایا گیا اس زمانہ مین جبکہ ہندوستانمین یہہ حالت تہی تو ولایت مین لوگونکو گمان ہوا کہ ہندوستان انگریزونکی ماتحت ہوا سو باعث شک پوشیدہ سوداگری ہندوستانکی شروع کی مگر کمپنی کو اختیار تہا کہ ایسے سوداگرونکو جو پوشیدہ بغیر اجازت بادشاہ کے سوداگری کرین سزا موافق قضا قان کی دیوے اور اونکا مال ضبط کرلیوے اور مقدمہ اونپر ولائت مین دائر کرے ؏

۱۶۶۱ سنہ مین چارلس دویم نے بذریعہ فرمان شاہی کی جو مورخہ ۳ ۔ اپریل تہا گورنر اور کونسل کو نسبت تمام اشخاص کی جو ماتحت کمپنی ہون یا علاقہ کمپنی مین رہتی ہون فوجداری اور دیوانی کے مقدمات فیصل کرنیکا اختیار دیا اور حکم دیا کہ اشخاص دیسی کی مقدمات موافق اونکی قومی اور ملکی قانون و رواج کے فیصل ہوا کرین سو معلوم ہوتا ہے کہ اسیوقت سے ہی دیسی لوگون کے واسطے انگریزی عدالتمین دیسی قانون کا رواج جائز سمجہا گیا تہا ۔ اور سوداگری حقوق قائم رکھے گئے تہے اور اختیارات دیوانی اور فوجداری دئے گئے تہے بلکہ یہہ بہی اجازت ہوئی تہی کہ اگر ہندوستانمین جنگ کی ضرورت ہو تو وہ بہی کیا جاوے ؏

۱۶۶۰ سنہ مین جزیرہ بمبئی چارلس دویم کو پرتگال والون سے جہیز مین ملا جسکو اوسنے ۱۶۶۸ سنہ مین ماتحت کمپنی کی کیا جہان پر سورت سی ۱۶۸۷ سنہ مین صدر مقام بدلا گیا اور کارخانہ مستقل باعث جائے حفاظت بنایا گیا اسوقت سے روز بروز ترقی ہوتی گئی ؏

۱۶۶۹ سنہ مین بذریعہ فرمان شاہی کے کمپنی کو اجازت ہوئی کہ وہ قواعد اور ضابطہ واسطے عمدہ انتظام جزیرہ بمبئی و سنٹ ہلینا کی بناوے اور وہان عدالتین مقرر کرے اور حاکم کمپنی کیطرف سے مقرر ہوا اور سزا موت اور کاٹنے عضا کا در حالت ضروری اختیار دیا گیا اور انگریزونکی نسبت ہی موافق قانون ولایت کی سزا کا اختیار تہا اسی سال مین بنگالہ سی جہاز جزیرہ پپلی سے ہگلی تک جانی کی اجازت ہوئی ؏

۱۶۷۵ سنہ مین بنگالہ مین بہی موافق بمبئی مدراس کی پریزیڈنٹ کارخانہ کے مقرر ہوئے

اور وھان کا کام علیحدہ ہوگیا

سنہ ۱۶۸۰ مین معرفت گورنر صورت اورنگ زیب سے صلح ہوئی - ڈچ اسوقت بہت تکلیف دیرہی تہے اسیواسطے تجویز ہوئی کہ کسی جزیرہ پر قبضہ کرکے صوبہ دار یا بادشاہ پر مہم کیجاوے بادشاہ جیمس دویم نے کمپنی کو اجازت جنگ کی دی دس جہاز ولایت سے اور ۹ - ہندوستان سے لیکر مع اور جہاز شاہی کے جو راستہ مین ملین جنگ کرین - اور تجویز تہی کہ سپاہ چاٹگانگ پر اوتاری جاوے اور مورچہ بندی کرکے ڈہاکہ پر حملہ کیا جاوے - اور بادشاہ اور نواب کے نام مراسلہ تہا کہ تمہارے ہاتہون نے کمپنی کا بہت نقصان کیا ہے سو خیال تہا کہ اسطرح نواب اور بادشاہ کو مجبور کرکے معاوضہ نقصان کا لیا جاوے اور اختیار سوداگری کا حاصل کیا جاوے - مگر باعث خرابی موسم کے یہہ تجویز بہم نہ پہونچی اور خاموش رہنا پڑا کیونکہ جہاز وقت پر نہ پہونچے چنانچہ اڈمیرل نکلس جو افسر فوج کا تہا سنہ ۱۶۸۶ تک ہگلی تہ پہونچا اسوقت ہگلی کی ایجنٹ نے ہسپانیہ والونکی ایک کمپنی رکھی تہی اور اسوقت شاہ ار اکان سے صلحنامہ تحریر ہوا تہا وہ بادشاہ کا نہائت دشمن تہا صورت کے پریزیڈنٹ سے کہا گیا کہ وہ سیواجی اور دوسری ریاستون سے مشورہ کرے تاکہ ملک مین مغل سے فساد برپا کرین

سنہ ۱۶۸۱ مین مسٹر ہیج جو ڈائرکٹرانکا ایک ممبر تہا خلیج بنگالہ کا گورنر مقرر ہوکر آیا

سنہ ۱۶۸۳ مین چارلس دویم نے بذریعہ فرمان شاہی کے کمپنی کو اختیار دیا کہ جہان وہ چاہین عدالت مقرر کرلیوین اور اوسمین ایک بڑا فاضل قانون دیوانی کا اور دو سوداگر جنکا فیصلہ موافق معدلت اور انصاف اور قواعد سوداگری کے ہونا چاہیے اجلاس کیا کرین اسی سال مین مسٹر کیفورڈ - مدراس کا ایجنٹ بنگالہ کا گورنر مقرر ہوکر آیا جو ایک کمپنی سپاہ اور ایک کمپنی کی ہتہیار ہمراہ لایا تاکہ انتظام کرے اور اون سوداگرونکو روکے جو انکی کمپنی کے حقوق مین خلل ا کرتے تہے اور اوسکو یہہ بہی حکم ہوا تہا کہ خلیج بنگالہ مین کوئی جگہ لیکر ایک قلعہ واسطے مقام سوداگری کے بناوے اور حصول اجازت پر تیس ہزار روپیہ خرچ کرے چنانچہ اوسکے

الہ بخش ۱۱

واسطے درخواست ہوئی - اور جو نواب شائستہ خان مخالف تھا اوسنے درخواست نامنظور کی اور مسٹر پی کوک کو جو خرید شورہ کرتا تھا قید کر لیا جسکی رہائی بمشکل ہوئی - وجہہ دشمنی کی یہہ تھی کہ شائستہ خان خیال کرتا تھا کہ کمپنی اوسکے دشمنوں سے سازش رکھتی ہے - کمپنی کو واسطے سزا اور دوسرے سوداگران ولایتی کی بادشاہ کیطرف سے بطور قضاقان کی سلوک کا اختیار تھا - تاکہ وہ حقوق کمپنی زائل نکرین کیونکہ یہہ لوگ خود بخود رشک سے یا شوق سے ازادی سعی دگر تجار کی زائل کرنا چاہتے تھے ٭

۱۶۸۶ سنہ مین جیمس دوئم نے بذریعہ فرمان شاہی کی کمپنی کے حقوق اور اختیارات بحال رکھے - اکتوبر مین لشکر ہگلی پر پہونچا نواب نے یہہ خبر سنکر معاملہ انگریزونکا سپرد ثالثان کیا اور ملک سے فوج سوار اور پیادہ جمع کرنا شروع کیا ۲۸ - اکتوبر کو درمیان سپاہ انگریزی و دیسی چند گھنٹہ جنگ ہوا نواب کو شکست ہوئی انگریز کامیاب ہوئے ہگلی جلائی گئی جسمین انگریزون کا بہت نقصان ہوا نواب نے جنگ سے پناہ مانگی اور کہا کہ کمپنی تکرار نہ کرے تاوقت صدور فرمان جدید اونکے حقوق سابق بلامزاحمت بحال رہینگے اور اونکا نقصان دیا جاویگا اسوقت مین ڈچ اور فرانس والون نے واسطے ترقی کے خوب موقع پایا تھا اور نواب نے تمام فوج جمع کی تاکہ حملہ کرے انگریز ہوگلی چھوڑکر چانڈی پر آئے ٭

۱۶۸۷ سنہ فروری مین جنرل عبد الصمد نے انگریزون پر حملہ کیا اور انگریز بھاگ کر جزیرہ انجلی مین پناہ گیر ہوئے - سنہ ۱۶ اگست مین پھر صلح ہوئی اور ہگلی مین کارخانہ اور قلعہ بنانیکی اجازت ہوئی اس شرط سے کہ کمپنی نقصان رعایا کا جو انہون نے وقت جنگ کیا تھا دیوے اور مال پر (۲ ۱/۲ ٪) بطور سابق محصول دیوے باعث صلح یہہ سبب ہوا تھا کہ کنارہ بمبئی پر انگریزون نے حاجی لوگون کو مکے کے جانے سے روکا اور بادشاہ نے ہرجہ عبادت مذہبی رعایا جانکر شرائط صلح قبول کر لی ٭

۱۶۸۸ سنہ مین آرمینا کے انگریزون نے جو ہندوستان مین آباد تھے بذریعہ اقرار نامہ کے قانون انگریزی

قبول کرلئی اِس انتظام کی خرابی کا بندوبست کرنیکو مسٹر ہیل مقرر ہو کر آیا جنکو یہہ حکم تہا کہ اگر اجرائے سوداگری مناسب نہو تو ملازمان کمپنی معہ اسباب کمپنی لیکر واپس چلا آوے یہہ شخص بی صبر تہا اوسنے بہت جلدی کی اگرچہ فرمان اجرائے سوداگری آیا تہا مگر اوسنی صبر نہ کیا آخر ہم۔ مارچ ۱۶۹۱ سنہ کو معہ اسباب ملازمان کمپنی مدراس مین پہونچا بادشاہ ھند نہائت ناراض ہوا اور حکم دیا کہ آئندہ انگریزونکو سوداگری کی ممانعت ہی اور اونکا مال و اسباب ضبط کرلو اور جہان ملین اونکو قتل کرو اسی اثنا مین نواب شائستہ خان مرگیا علی مردان خان کا بیٹا ابراہیم خان صوبہ دار مقرر ہوا یہہ شخص بہت اچھا آدمی تہا اوسکا پہلا کام تہا کہ انگریز قیدی چہوڑ دئی اور مدراس مین انگریزونکو لکھا اور تحریک دی کہ تم بنگالہ مین آنکر سوداگری کرو۔ مگر بباعث نقصان سابق کی انگریزون نی اعتبار نہ کیا لیکن بمبئی سی دو وکیل آئی جو مطلب مین کامیاب ہوئی اسی سال مین کورٹ آف دائرکٹران نے علی العموم تحریر کیا کہ انگریزون کو لازم ہی کہ ہندوستان مین خودمختاری اور حکومت حاصل کرین تا کہ ھندوستانمین بہی ایک قوم بنجاوی ۱۶۹۰ سنہ مین شاہ ہند نی نقصان آمد مال کا خیال کرکے نواب کو فرمان واسطی معافی قصور انگریزون کی روانہ کیا جسکا مطلب یہہ تہا کہ انگریزون نی ہمارے ملک مین بغاوت کی تہی چونکہ ہمارا کام رحم ہی اسواسطی ہمنے انکا قصور معاف کیا اور اونکو پہر سوداگری کی اجازت دی اور اونکے حقوق سابق قائم رکھے۔ مگر انگریز بغیر فرمان بادشاہ کی بنگالہ مین آنا نہ چاہتی تہے لیکن نواب نی بطور دوستی اپنی ذمہ واری سی بلائے اور چلے گئی اسی سال مین فرمان بادشاہی واسطے اجازت سوداگری معہ تعین حقوق سابقہ عوض نذرانہ تین ہزار روپیہ سالانہ کے پہونچا اور مسٹر چارنک جو بموجب وعدہ نواب آیا مر گیا اور وہان دفن کیا گیا اسی شخص نی بنیاد کلکتہ رکھی تہی اور بڑا دیانت دار تہا اور چاندنی پر صدر مقام بنایا گیا اور سوداگری شروع ہوئے مگر کوئی قلعہ یا کوٹھی بنانی کا حکم نہ تہا اس افسر کا بڑا کام یہ تہا کہ اوسنے اون قزاقون

کو جو ولائت سے انگریز داخلت کرتے تہے بند کیا اور (۱۶۰۰۰) ہزار روپیہ دیکر نیا فرمان حاصل کیا
اور نواب کو دہمکی دی کہ اگر دوسرے سوداگر سوداگری سے بند نہون تو کمپنی اپنا کام بند کر دیگی
سنہ ۱۶۹۱ مین تہوڑا عرصہ پہر سوداگری بند ہوئی کیونکہ شاہ روم نے اورنگ زیب بادشاہ ہند کو تحریر
کیا کہ تمہارے ملک سے انگریز شورہ خرید کر مسلمانون کے برخلاف کام مین لاتے ہین اور اونکا خون
تمہارے گردن پر ہوتا ہے اسواسطے اوسنے ممانعت خرید شورہ کی کی جو پہر تہوڑے عرصہ کے
بعد جاری ہوئی سنہ ۱۶۹۲ مین جنرل گورنر بر ڈ بنگالہ مین مقرر ہو کر آیا اور تمام صوبہ پر اوسکو
اختیار دیا گیا اور سنہ ۱۶۹۴ مین وہ مر گیا اس زمانہ مین ملازمان کمپنی اپنی ذاتی تجارت کرتے تہے اس
افسر کا پہلا یہہ کام تہا کہ بدانتظامی دیکھکر مسٹر اللیس کو موقوف کیا اور مسٹر ادر کو پریذیڈنٹ مقرر
کیا آخری یہہ کام تہا کہ ہگلی کی فوجدار کو اوسنے درخواست دی کہ اگر دوسرے انگریز سوداگری
سے بند نہ کئے جاوینگے تو ہم علاقہ بنگالہ سے سوداگری بند کر دینگے یہ درخواست اوسکی
منظور ہوئی سنہ ۱۶۹۳ مین پارلیمنٹ نے اس امر کی تصفیہ کا ارادہ کیا کہ ہندوستان مین
کون تجارت کر سکتا ہے اس اثنا مین ملکہ میری نے ایک نیا چارٹر ایسٹ انڈیا کمپنی کو دیا
جسکا یہہ نتیجہ نکلا کہ دوسری کمپنی کے ساتھ وہ ہی بدسلوکی قائم رہی اس امر کی شکائت
ہوس آف کامنز مین ہوئی جسپر یہہ حکم ہوا کہ ہر ایک تاجر ہر ایک حصہ مین تجارت کرے
الا جسکو پارلیمنٹ ممانعت کرے ولیم سیوم ملکہ میری کے خاوند نے پارلیمنٹ کی اس رائے
کو بطور ظاہر تسلیم کیا لیکن معلوم ہوتا ہے ایسٹ انڈیا کمپنی نے اراکین پارلیمنٹ کو بخوبی
رشوت دیدی تہی — وہ تجار جو ہندوستانمین تجارت کرتے تہے اونکا منشار
صرف تجارت نہ تہا بلکہ کمپنی کے حقوق مین نقصان لانا چاہتے تہے - اور اپنے حقوق
قائم کرنے چاہتے تہے اسی اثنا مین ولائت سے خبر آئی کہ فرانس والے تمکو انڈیا سے نکالنے
کو آتے ہین اور سپاہ گورہ اور سویز ملازم رکھکر روانہ ہوئے اور دیسی سپاہ رکھنے کا حکم ہوا تا کہ
کارخانجات کی انڈیا مین حفاظت کیجاوے اور بردوان کے صوبہ سنگہ زمیندار نے حاکم کو

قتل کرکی علاقہ مین لوٹ مچائی رحیم خان افغان نے علاقہ اوڑیسہ اور ہگلی پر قبضہ کرلیا
راج محل اور مالدہ مین انگریزونکے کارخانے لوٹ لئے ان باعثون سے بموجب درخواست
نواب کیطرف سے سپاہ رکھنے کی اجازت ہوئی بادشاہ اورنگ زیب نے بنگالہ کی بدانتظامی سے
متعجب ہوکر اپنے بیٹے عظیم الشان کو وہانکا حاکم مقرر کیا۔ چونکہ یہہ شخص فضول خرچ تہا
اوسنے (۱۶۰۰۰) ہزار روپیہ لیکر نیا فرمان کمپنی کو دیا اور حقوق سابق اونکی قائم اور
بحال رکھی اور مداخلت کسیکی نہ سہی مگر فرمان پر دیوان کی دستخط نہ تہی زمینداران نے
نہ مانا اسلیے آٹھہ سو (۸۰۰) روپیہ کی بنات دیکر دستخط کرائے گئے لیکن دوسری سوداگران نے
(۱۴۰۰۰) ہزار روپیہ دیکر فرمان اجازت سوداگری کا حاصل کیا چونکہ اس شاہزادے کا
ارادہ تہا کہ باپ کو تخت سے اوتار کر خود بادشاہ ہوجاوے اوسکو روپیہ کی ضرورت ہوئی
کلکتہ اور گوبند پورہ اوس سے خریدا گیا اور قلعہ کلکتہ کا بنایا گیا جو سات سال مین تیار ہوا
یعنی سنہ مین اور کل کارخانے ماتحت اوسکے کئے گئے سنہ ۱۶۹۸ مین بموجب قانون ۹و۱۰
ولیم دویم کی باب ۴۴ ایک کمپنی بنام انگلش ایسٹ انڈیا کمپنی مقرر ہوئی یعنی پارلیمنٹ
نے تنازع کرکے فرمان ایسٹ انڈیا کا منسوخ کردیا اور اپنے واسطے استحقاق سوداگری کا حاصل
کیا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت دو کروڑ روپیہ دوسری کمپنی نے سرکار کو سپرد کیا تھا
اس سبب سے اوسکو یہہ استحقاق حاصل ہوا اور پارلیمنٹ کے دوسرے اجلاس مین پھر
پہلی کمپنی نے استحقاق حاصل کرلیا اور تنازعات سے یہہ نتیجہ ہوا کہ دو کمپنیان قائم
ہوگئین ایک بادشاہ کیطرف سے دوسرے پارلیمنٹ کیطرف سے اور ہر ایک کمپنی
اس امر مین کوشش کرتی تہی کہ ہوس آف کامنس کی رائے اوسکے حق مین ہو۔ اسی
سال مین بنگالہ مدراس کی ماتحت سے نکالا گیا تہا مگر یہان کوئی عدالت نہ تہی ملزم واسطے
سزا کے مدراس کو روانہ ہوتے تہے سنہ ۱۶۹۹ مین اڈورڈ لیٹلٹن ۔
دوسری کمپنی کا پریزیڈنٹ ہگلی مین پہونچا یہہ شخص دانا تہا اور نیک سلوکی سے پیش

آتا تہا اسی سال مین مسٹر اور پریزیڈنٹ کو ہدائت ہوئی کہ واسطے حفاظت کی کوئی قلعہ بناوے سو اونہنے قلعہ فورٹ ولیم بادشاہ ولیم سیوم کی نام پر بنایا اور اسی سال مین فوجدار بنگلی نی ایک قاضی معاملات کلکتہ کی فیصلہ کیواسطی مقرر کیا مگر رشوت دیکر اوسکا تقرر موقوف ہوا اور لشکر ولائت سے آیا اونکے واسطی بیرک بنایا گیا کیونکہ وقت وفات بادشاہ اورنگ زیب کی غدر کا خوف تہا سنہ [illegible] مین جب نئی پارلیمنٹ قائم ہوئی تو دونو کمپنی کیطرف سے خوب رشوت دہی گئی تہی سو جب رشوت دینے سے دونو فریق تنگ ہوگئی تو باہم اتحاد کرلیا اور دونو کمپنی کو آزادی سے سوداگری کرنیکا نیا فرمان ملا سنہ ۱۷۰۱ و ۲ مین ہندوستان مین شاہ ولیم کا وکیل دوسری کمپنی لائی تاکہ بادشاہ سے اونکو اختیار سوداگریکا دیا جاوے۔ چونکہ پہلی کمپنی کا بہت تعارف تہا اسواسطی بادشاہ ہند نے اول کمپنی کے حقوق قائم رکھے اور دوسری کمپنی کو فرمان نہ دیا جس سببسے دونون مین فساد برپا ہوا سنہ ۱۷۰۳ و ۴ مین بموجب رائے بورڈ گوڈالف کی تجویز ہوئی کہ دونو کمپنی شامل ہوجاوین اور حساب کا تصفیہ شروع ہوا سو آخر کو سنہ ۱۷۰۸ مین دونو کمپنی بعد دس سال شامل ہوگئی اور اونکا نام یونائیٹڈ ایسٹ انڈیا کمپنی ہوا اور بادشاہ کیطرف سے ایک کمیٹی کمشنران واسطی نگرانی حالات کی ولائت مین مقرر ہوئی تاکہ نسبت اونکی تمام کارروائی کی وہ کمیٹی بادشاہ کو رپوٹ کیا کرے اور بورڈ ڈائرکٹران کا تقرر کمپنی کیطرف سے ہو جو تمام انتظام سوداگری یونائیٹڈ ایسٹ انڈیا کمپنی کا رکھین اور قواعد اونکے حسن انتظام کی واسطی مرتب کرین۔ (۱) یہہ کمپنی سنہ ۱۸۵۸ء تک قائم رہی اور اونہون نے انڈیا مین بہت سلطنت پیدا کرلی (جبکہ بموجب جلوس ۲۱ و ۲۲ ملکہ معظمہ وکٹوریا کے انتظام سرکاری ہوگیا) اور پارلیمنٹ سے بل دونو کمپنی کا پاس ہوا اور آزادیسے تجارت کرنی شروع کی۔ اگرچہ یہہ کمپنی سوداگری کی واسطی مقرر ہوئی تہی لیکن چونکہ وقتاً فوقتاً اوسکی تجارت مین نقصان آتا رہا اور کارخانہ بنتی رہی اور قوم ڈچ اور پرتگال والی اونکی سوداگری مین مداخلت کرتی رہی چنانچہ فرانسیسون نی مقام پونڈی چری مین کارخانہ ڈالا اور ارادہ

کیا کہ کسیطرح انگریزونکو انڈیا سی نکالکر خود قابض ملک کی ہوجاوین اور اس زمانہ مین ہندوستانی
ریاستون مین بہی فساد برپا تہا اور خاندان مغلیہ بہی تنزل پر تہا سو انگریزونکو بہی ملک کے
خرید نی اور اوسپر قبضہ کرنیکا بہت عمدہ موقعہ ملا۔ اسوقت مرشد قلی خان نواب تہا اگرچہ
یہہ شخص سوداگریکا خواہان تہا مگر انگریزونکی ترقی کا مانع تہا ۱۷۰۷ء مین شہنشاہ اورنگ زیب
مرگیا بہادر شاہ اوسکا بیٹا مسند نشین ہوا شاہزادہ بنگالہ کا صوبہ دار رہا مرشد قلی خان نواب
بنایا گیا اور اوسنے محصول کی ایزادی کی تیس ہزار روپیہ دیکر جدید فرمان کی درخواست
ہوئی انگر کامیاب نہوئی اس بادشاہ کی مرنیکے بعد اور مغل بادشاہ ہوئے مگر برائے نام کیونکہ
مرہٹے سرکش ہوگئی تہے اور اونہون نے بہت سا ملک دبالیا تہا اور سب جگہہ بدانتظامی ہوگئی
اور انگریزونکو حفاظت کیواسطے پناہ کی ضرورت تہی اور مغل کی طاقت رفتہ رفتہ کم ہوگئی اور
ملک بہی جاتا رہا اور انگریزون نی کلکتہ مین حفاظت کیواسطے خندق تیار کرلیا الغرض جب
اسطرح کی خرابی ہندوستانمین پیدا ہوئی تو فرانسیسون نے اور انگریزون نی ریاست پیدا
کرنی شروع کی اور خوب موقعہ ملگیا چونکہ یہہ کمپنی اول سوداگری کی واسطے مقرر ہوئی
تہی وہ پہلے سوداگری کرتے رہی قوم ڈچ و پرتگال والی رعایا وغیرہ کو دق کرتے تہے
اسلئے اونکی تجارت مین فرق ہوتا رہا چونکہ خاندان مغلیہ زوال پر تہا اس سبب سے
ہندوستانی ریاستون مین تنازع جاری تہا۔ تب ان دونو کمپنی نی ملک بنانا چاہا مگر
اس اثنا مین فرانسیسون نے پانڈیچری مین اپنی کارخانجات قائم کرکی ہندوستانی ریاستین
جو انگریزون کی برخلاف تہین بغرض نکالنے انگریزونکے ہندوستان سی اونکے ساتھہ اتحاد
کرلیا انگریز دیکہتے تہی کہ موقعہ ملے تاکہ ملک حاصل کرین ۱۷۰۸ء مین دونون کمپنی شامل
ہوگئین اور ۱۷۰۹ء مین اونکا اجلاس ہوا سو دونون شامل ہوکر رفتہ رفتہ ریاست پیدا
کرتے رہی مگر ماتحت سلطنت ہند رہی تاوقتیکہ ۱۸۵۸ء مین اونکی حالت عامل بادشاہ
ولائت مقرر ہوئے اور حالت سوداگری کی بدل کر صوبہ دار کیطرح انڈیا مین ہوگئی

اسکا حال بخوبی سنہ ۱۷۵۷ کی ذکر مین ہی ؏

سنہ ۱۷۱۲ مین بہادر شاہ مرگیا عظیم الشان کو کسی نی قتل کردیا فرخ سیر اوسکا بیٹا مسند نشین ہوا اور بعد جنگ آگرہ مرشد قلی بنگالہ گورنر مقرر ہوا سنہ ۱۷۱۳ مین (۳۰۰۰۰) ہزار پونڈ کی تحفہ دیکر فرخ سیر کی پاس وکیل روانہ کیا فرخ سیر بیمار تہا سرجن ہمیلٹن نی جو مشن کے ساتھہ تہا معالجہ کیا اور اوسنے صحت پائی عوض انعام ڈاکٹر نے اجازت سوداگری چاہی جو بادشاہ نے اوسکی قوم کیواسطے خوشی سے دی اور جدید فرمان سنہ ۱۷۱۷ مین بادشاہ کیطرف سی نیا فرمان جسکے ذریعہ سی اختیار تہا کہ (۳۸) گانو بنگالہ مین کمپنی خریدے اور معاملہ سرکار کو بطور سابق دیوی مرشد قلی خان زیادہ ناراض ہوا اور پوشیدہ طور سی زمینداران کو فروخت سی منع کیا مگر بادشاہ کی حکم کو نہ توڑ سکا لیکن انگریزون نی رشوت اور خوشامد سی اپنا کام نکالا سنہ ۱۷۲۵ مین مرشد قلی خان مرگیا اور شجاع الدین خان اوسکا داماد مقرر ہوا جو سنہ ۱۷۳۹ تک رہا اوسکے وقت مین بہت ترقی ہوئی اگرچہ بعض وقت ہرج ہوا مگر فائدہ بہت ہوا کیونکہ روپیہ خرچ کرکی کام اپنا بنالیا اسوقت ملازمان کمپنی کی بہت تہوری تنخواہ تہی چنانچہ گورنر کو تین سو پونڈ سالیانہ ملتا تہا جس باعث ملازم اپنی لئے سوداگری کرتے تہی اور کمپنی کا نقصان ہوتا تہا ؏

سنہ ۱۷۲٦ مین ڈایرکٹران نے ولایت مین بادشاہ کی پاس درخوست کی کہ بمبئی و مدراس و کلکتہ مین عدالت کی نہایت ضرورت ہی تاکہ جو معاملات اونکے علاقہ مین واقعہ ہون جلدی فیصلہ ہوا کرین چنانچہ بادشاہ جارج اول نی اپنی سلطنت کی تیسری سال مین بذریعہ فرمان کی کمپنی کو اختیار دیا کہ وہ تینون علاقہ یعنی بنگالہ بمبئی و مدراس مین ایک ایک عدالت میئرکورٹ مقرر کرین جسمین ایک میئر و نو الڈرمن کا اجلاس ہو اور اونکو اختیار ہوگا کہ تمام قسم کے مقدمات دیوانی کا تفتیش و تحقیقات و تجویز کرین حاکمان مین ایک میئر اور دہس الڈرمن ہون جسمین سات یورپین کا ہونا لازمی تہا اور مقدمات دیوانی فیصلہ کرسکتی تہی اور اپیل اونکا پاس گورنر معہ کونسل ہوا کرتا اور وہانسی اپیل جبکہ ہزار پگوڈہ

یعنی چار ہزار روپیہ سے زیادہ ہو تو بادشاہ معہ کونسل کے پاس ہواکرین اور ہر ایک علاقہ مین عدالت
اُور وٹر مینیر مقرر ہوئی جسمین گورنر اور کونسل اجلاس کرے جنکو اختیارات جسٹس آف دی پیس
کے دئے گئے تھے تاکہ وہ مقدمات فوجداریکا فیصلہ کیا کرین جسطرح ولائت مین مجسٹریٹ کرتے
ہین اور سہ ماہی اجلاس ہواکرے جو تمام مقدمات فوجداری مین تفتیش اور تحقیقات و
تجویز کرین سوائے معاملات بغاوت کے تمام علاقہ مین معہ کارخانجات دس میل کے اندر
اور گورنر اور کونسل کو جسٹس آف دی پیس مقرر کردیا یعنی اونکو اختیار ہوا کہ مقدمات
برٹش سبجکٹ کی سماعت کرکے تجویز کرین یہہ پہلا وقت ہے جبکہ جسٹس آف دی پیس انڈیا
مین مقرر ہوئے گورنر اور کونسل کو اختیار دیا گیا کہ واسطے حسن انتظام اپنے اپنے علاقہ کے قواعد اور
قوانین بناوین اور کورٹ آف ڈائرکٹران مین مرتب کرکے روانہ کرین تاکہ اونکی منظوری
حاصل ہو اور بغیر اونکی منظوری کے وہ کبھی کسی قانون کو اپنے علاقہ مین جاری کرنیکی مجاز
نہ تھے اور یہہ بھی حکم تھا کہ اگر کوئی شخص اون قواعد یا قوانین کی خلاف ورزی کرے تو اوسکو
سزا دیجاوے بشرطیکہ وہ خلاف عقل اور قواعد ہندوستان کے نہون اور جو قانون تحریری
یا زبانی اوسوقت ولائت مین مروج تھا یعنی سٹیچو ٹلا و کامن لا دونو ہندوستان مین مروج
کئے گئے اور جو ابتک کسی قانون صریح سے منسوخ نہین ہوئے مروج ہین اور ہر ایک علاقہ
مین بموجب اس فرمان کے کمپنی نے دو عدالتین مقرر کین اور اونکی کارروائی ہوتی رہی
سنہ ۱۷۳۰ سے سنہ ۱۷۴۲ تک فرنچ نے ماتحت گورنر ڈیوپلکس بہت ترقی کی سنہ ۱۷۴۲ مین مرہٹے
صوبہ بنگالہ پر قابض ہوگئے ہگلی کا کارخانہ بند ہوا کلکتہ مین خندق باجازت نواب کھودا
گیا جسکا نام مرہٹا خندق ہے اور قلعہ بنائی گئی اسکے وقت مین بہت ترقی ہوئی اور سپاہی
زیادہ رکھے گئے اور مدراس مین فرنچ سے جنگ شروع ہوا جسمین فرنچ نے سنہ ۱۷۴۶ مین مدراس
چھین لیا اور صوبہ کی عدالت ٹوٹ گئی اور پھر سنہ ۱۷۴۸ مین بذریعہ صلحنامہ ایکزا شپلی
کے مدراس انگریزونکو واپس ہوئی اسی سال ڈائرکٹران سے حکم آیا کہ تینون صوبہ مین

حفاظت کا انتظام کیا جاوے اور قلعہ بناوین اور میگزین جمع کرین اور سلاح و اسباب لشکر کو ملاحظہ نکر اوین
۱۷۵۰ سنہ مین کپتان کلائو نی مدراس کی حاطہ مین فرانسیسون سے جنگ کر کے
فتح پائی اور انگریز ترقی کرتی گئے اور فرانس والے روز بروز کم زور ہوتی گئے تا آنکہ رفتہ رفتہ
انگریزون نے مدراس حاطہ مین اپنا تسلط کرلیا اور فرانسیسونکا ملک لیا گیا اس باعث
اس زمانہ مین مدراس ہی بہی ایسٹ انڈیا کی کمپنی کی بڑے مقامات سی ہوئی کیونکہ
ایک طرف فرانس دوسری طرف مرہٹی کا خطرہ تہا مگر تب بہی ملک حاصل کرنیمین ترقی کرتی
تہے اگرچہ انگریزونے بنگال مین فورٹ ولیم بنالیا تہا لیکن کچھ عرصہ تک تجارت
کرتے رہے مگر باعث تقرار انگریزونکو ہوشیار اور سپاہی ہر وقت آمادہ جنگ رہنا
پڑا جس سبب سے وہ جلدی ملک کی مالک ہوگئے فرانسیسون سے کلائو صاحب نی بابت
ملک تقرار کیا تہا اور علاقہ مدراس اونکے وقت مین لیا گیا تہا جس سبب لورڈ کلائو کا
خطاب اوسکو ہوا اور دوسری علاقون سی اوسنے صلح کی تہی اور تہوڑی عرصہ مین
کل علاقہ مدراس انگریزون کے قبضہ مین ہوگیا اسوقت تک تجارت کا شوق تہا پھر
غائت درجہ کا شوق ہوا کہ ملک حاصل کرین اور بہت کوشش کرنی شروع کی ۔
۱۷۵۷ سنہ مین کپتان کلایو معہ دو کمپنی کی بنگالہ کو آیا اور گوپراک اور تراجہان سی ترچناپونی کو گیا ۔
۱۷۵۷ سنہ مین ڈائرکٹران نے بادشاہ معہ کونسل کی پاس درخوست کی کہ اگر لائق تجربہ کار عدالت
انڈیا مین اونکے تینون علاقہ یعنی کلکتہ مدراس بمبئی مین مقرر ہون تو لوگونکو واسطے
آباد ہونیکی اونکے علاقہ مین نہائت درجہ کی ترغیب ہو اور چارٹر ۱۷۲۶ مین نقص معلوم ہوتے ہین ۔
۱۷۵۳ سنہ مین بموجب درخوست ڈائرکٹران کی بادشاہ جارج دوئم نے
بذریعہ فرمان شاہی کی ہر تین علاقہ مین از سر نو عدالت سیکیو ڈآور ٹرمینر مقرر کی تہی
اور نئی چارٹر مین مضمون مطابق چارٹر ۱۷۲۶ کی تہا سوا کمپنی اس امر کی جو اوسمین اختیار
سماعت دس میل کی اندر مقدمات فوجداری کے اور ایزادی یہہ تہی کہ میئور

کی عدالت مین دیسی اشخاص کا مقدمہ سماعت نہوگا تاوقتیکہ فریقین علاقہ کمپنی مین رہائش نرکھتے ہون یا بذریعہ تحریر انہون سماعت کرنا ایسی عدالتمین قبول کرلیا ہو اس چارٹر کی بموجب ایک نئی عدالت ریکوئسٹ مقرر ہوئی جسکو اختیار سماعت بیس روپیہ تک کا تہا جو پہر رفتہ رفتہ عدالت خفیفہ ہوگئی یعنی جارج سیوم کی وقت ۲۷ جلوس بموجب باب ۱۴۲-اوسکے اختیارات اسّی روپیہ تک ہوئی اور جارج سیوم ۳۹ جلوس بموجب دفعہ ۷۱ کی گورنران کلکتہ و مدراس کو اختیار دیا گیا تہا بذریعہ اشتہار اس عدالت کے اختیار چار سو روپیہ تک کرین ۱۸۲۰ء مین سو روپیہ تک اور تہوڑی عرصہ کی بعد دوسو پچاس تک اور ۱۸۳۹ء مین دوسری عدالت کی ڈگری کی اجرا کا دیا گیا ۱۸۴۴ء مین موقوفی کی تجویز ہوئی مگر بیفائدہ وہ مسودہ نامنظور ہوا بموجب ایکٹ ۹ ۱۸۵۰ء ایہہ عدالت خفیفہ ہوگئی اور اختیار پانچسو تک دی گئے اور سوپریم کورٹ کو کسی مقدمہ کی انتقال کا اختیار نرہا ابتدا سی یہہ عدالت ماتحت سوپریم کورٹ یا کورٹ آف ریکرڈ رہی اوسمین تجویز سرسری طور پر ہوتی تہی پہر علیحدہ جج اوسمین مقرر ہوئی اور تین جج تک موافق عدالت سوپریم کورٹ اوسمین ہی ہین اوسکے اختیارات موافق عدالت خفیفہ پنجاب تہین گورنران اور کونسل کو قواعد اور قوانین بطور سابق مرتب کرنیکا اختیار بدستور رہا تہا اور کارروائی ہر ایک علاقہ مین ہوتی رہی ٭

۱۷۵۴ء مین جارج دوئم کیوقت واسطی تدارک اون سپاہیون کے جو لشکر سی بہاگ کر چلے جاتی تہے ایکٹ پاس ہوا اور آرٹیکل آف وار بہی پاس ہوا جو تہوڑی تبدیل ہوکر کئی سال تک جاری رہی علی وردی خان اسوقت صوبہ بنگالہ کا حاکم تہا جو واسطی ترقی معاون رہا اور ترقی انگریزون پر خاموش رہا اوسکے وقت مین بہت ترقی ہوئی بلکہ انگریز صوبہ کی مالک ہوگئی اگرچہ اسکو بہی مصطفی خان اور زمانہ نی بہت دفعہ ترغیب دی کہ انگریزون کو ملک سی نکالنا چاہئی مگر اوسنے نہ سنا بلکہ ایک دفعہ اوسنے کہا کہ

انگریزوں نے میرا کیا نقصان کیا ہی تاکہ مین اونکو ضرر دون اور خشکی پر آگ برساؤن اگر انہون نے جنگ شروع کیا تو پہر اونکو ملک سی کون نکالیگا ؟

سنہ ۱۷۵۶ع مین علی وردی خان مرگیا سراج الدولہ اوسکا بیٹا صوبہ دار مقرر ہوا یہہ شخص بہت ظالم تہا اور رعایا سی بہت روپیہ لیتا تہا اوسکے وقت مین اگرچہ انگریزون کو بہت تکلیف ہوئی مگر فائدہ بہی بہت ہوا کیونکہ وہ انگریزونکی برخلاف تہا اور نفرت کرتا تہا وجہہ دشمنی کی اول یہہ ہوئی کہ نواب نی دیوان سابق کو جسکا نام بلب راج تہا قید کرلیا اور ڈاکا سی کشن بلب کی گرفتاری کی واسطی حکم دیا جسکو جلدی خبر ہوگئی اور گنگا کی بہانہ سی اوسنے معہ اسباب و عیال بہاگ کر کلکتہ مین پناہ لی نواب نے مسٹر ڈریک پریزیڈنٹ کلکتہ سی اوسکی گرفتاری کی درخواست کی چونکہ اوسکی پاس کوئی سند نہ تہی اسواسطی گرفتار نہ کیا مگر حکم دیا کہ علاقہ سی چلا جاوے نواب یہہ سنکر نہایت ناراض ہوا (اسی سال مین ولائت سی خبر آئی کہ فرانس والی انڈیا پر حملہ کرنیکو ہین جسواسطے مرمت قلعہ و درستی خندق شروع ہوئی) اس خبر کو سنکر نواب نی مسٹر ڈریک کو تحریر کیا کہ تم قلعہ اور خندق بناتی ہو اسواسطی حکم لکہا جاتا ہی کہ آیندہ ایسی حرکت سی باز آؤ اور جو کچہہ تعمیر ہوا ہی اوسکو منہدم کردو مسٹر ڈریک نی جواب دیا کہ نواب کو غلط خبر ملی ہی کوئی تعمیر نہین ہوئی صرف مرمت خندق جو باجازت نواب سنہ ۱۷۴۲ع مین بنائی تہی وجہہ اوسکی یہہ ہی کہ فرانس والی بطور سابق انڈیا پر حملہ کرنیکو ہین اور ہمارا علاقہ اول ہی اسواسطی حفاظت کی ضرورت تہی ـ جس جواب کو نواب دیکہکر نہایت ناراض ہوا اور دیوان دولت رام کو تین ہزار آدمی دیکر کارخانہ قاسم بازار توڑنی کا حکم دیا مگر وہ کامیاب نہوا پہلی جون کو نواب خود معہ بڑی فوج کی وہان آیا اور محاصرہ کیا نواب نی مسٹر واٹ افسر کارخانہ کو بلایا اور اسکو معہ چند ہمراہیان کی مچلکہ پر دستخط کرنیکو مجبور کیا مچلکہ کا مضمون یہہ تہا کہ ۱۵ یوم تک جو کچہہ مرمت فورٹ ولیم کی معہ

تعمیر سابق بہی منہدم کیجاویگی اور جو معاملہ بذریعہ دستک انگریزون نے علاقہ سے وصول
کیا ہی نواب کو واپس دیا جاویگا نواب نے مال و اسباب قاسم بازار کا لوٹ لیا اور انگریزون
کو قید کر لیا پہر کلکتہ کا محاصرہ کیا اگرچہ مقابلہ ہوا مگر انگریز بہاگ گئی اور ایکسو چالیس قید
ہوئے جنکو نواب نے وعدہ امن کا دیا مگر باتحتون نے رات کو اونہین ایک کمرہ ۱۸ فٹ
مربع مین بند کیا چونکہ موسم گرمی اور باران کا تہا باعث گرمی صبح کو صرف پچاس زندہ
برآمد ہوئی اور باقی مرگئے اسی واقعہ کا نام بلیک ہول مشہور ہے جسکو ہر ایک انگریز جانتا ہے
نواب نے تعداد انگریزون کی دیکھکر بہت تعجب کیا کہ تہوری سے آدمیون نے کیسا
مقابلہ کیا خزانہ سے صرف پچاس ہزار روپیہ برآمد ہوا نواب نے مسٹر ڈریک پریزیڈنٹ
کو تلاش کیا مگر وہ پہلے بہاگ گیا تہا مسٹر ہول سے بہی جو قید مین تہا خزانہ کی بابت
بہت دریافت کیا مگر بیفائدہ تہا۔ نواب نے نانک چند کو گورنر کلکتہ مقرر کیا اور خود معہ
چند قیدیان مرشد آباد کو گیا اور باقی انگریز چھوڑ دی کہ تم جہان چاہو چلے جاؤ جو
جہاز پر پہونچ گئی۔ مقام فلتا پر انگریز جمع ہوئی مگر نواب کا حکم تہا کہ اوسکے علاقہ
مین انگریز نہ رہین نواب نے پینتالیس ۴۵ ہزار روپیہ فرانس والون سے مانگے اور پینتیس ۳۵ ہزار
ڈچ سے وہ اسواسطے رعائت ہوئی کہ انہون نے بارود واسطے حملہ کلکتہ کے دیا تھا
مدراس مین اگرچہ فرانس والون کے حملہ کا خوف تہا مگر بنگالہ کی بربادی کا بہت
خیال ہوا جس سبب سے یہہ تجویز ہوئی کہ تمام فوج بنگالہ مین بہیجی جاوی اور اسوقت
ولائت سے بہی مدد جو کہ پہلے روانہ ہو چکی تہی پہونچ گئی اور بنگالہ پر حملہ کیا گیا
دو ماہ تک تیاری ہوتی رہی اور انگریز مقام بدلتے رہے اور کرنیل کلائو جو
سابق بنگالہ مین رہ چکا تہا اور ملک کا واقف تہا افسر فوج روانہ ہوا مسٹر ڈریک
بہر معاملات سوداگری کا افسر ہوا

سنہ ۱۷۵۷ء مین لورڈ کلائو نے جنگ پلاسی کی فتح پائی اور مرشد آباد بہی انگریزونکے

قبضہ مین آیا چونکہ انگریزونے بزور شمشیر ابتدائً یہہ ملک حاصل کیا تہا سابق اوسکے
جہان جہان انگریزونکے کارخانہ تہے وہان پر معہ علاقہ متعلقہ کے استعمال قانون
انگریزی کا تہا بلکہ جو دیسی آدمی اونکے علاقہ مین تہے اونکے مقدمات مین بہی
قانون انگریزی استعمال کرتے تہے کیونکہ سوائے مقام بمبئی اور سب جگہہ بطور
رعایا آباد تہے اس زمانہ سے ضرور ہوا کہ کمپنی اپنی عدالت مقرر کرے اور قانون
واسطے حسن انتظام ملک کی مرتب کرین سو یہہ اختیار کسی بادشاہ کیطرف سے
درکار تہا سو بادشاہ ولائت کیطرف سے اب تک حاصل نہ تہا چونکہ اسوقت تک بادشاہ ولائت
کیطرف سے صرف بنانے قواعد حسن انتظام تجارت کی اختیار وقتاً فوقتاً دیا گیا تہا جیسا کہ پہلے
بیان ہو چکا ہی مگر کوئی اختیار ایسے قانون بنانے کا نہ تہا جو موثر حقوق مال و جان
کی نسبت رعایا ہند کی ہون اور بعد فتح جنگ پلاسی انگریزونے لوٹ مچائی اور
ظلم کرنا شروع کیا کیونکہ اونکا یہہ منشا تہا کہ تہوڑے ہی عرصہ مین تجارت کرکے چلے
جاوین اور یہہ بہی خیال تہا کہ آب و ہوا ناموافق ہی اور ولائت کی سفر مین ایک
سال خرچ ہوتا تہا اور پلاسی کے جنگ کا یہہ نتیجہ ہوا کہ نواب مارا گیا اور بجائے
اوسکے میر جعفر اوسکا سپاہ سالار انگریزونے مقرر کیا لیکن میر جعفر کے قائمقام ہونے
کی یہہ وجہہ تہی وہ انگریزونکا ماتحت ہو گیا اور جو کچھہ انگریز کہتے تہی بجا لاتا تہا چونکہ
بغیر ظلم روپیہ جمع ہونا محال تہا اور وہ ملازم اپنی واسطے بہی روپیہ جمع کرتے تہی اور
رعایا پر بہت سختی کرتی تہی مورخین باشندگان ہند کی اسوقت بہت تباہ حالت بیان کرتے
ہین یعنی جبکہ ملک بزور شمشیر غیر قوم نی فتح کر لیا تو رعایا کو کسیطرح کی امید حفاظت
مال و جان نہ رہی اور انگریزونکا ارادہ تہا کہ جہانتک ہو سکے بہت سا مال لوٹ
سے جمع کرکے ولائت کو واپس جاوین اور جو نقصان مال کا جنگ مین ہوا ہے
اوسکا معاوضہ ہو جاوی بلکہ کچھہ زیادہ لیجاوین اسواسطے علاقہ مین بہت تباہی

پیدا ہوئی یعنی صوبہ سے تیس کروڑ آدمی کم ہو گیا اگرچہ یہہ لوگ پہلے سراج الدولہ
کی ماتحت رہ چکے تہے مگر انگریزونکو زیادہ سخت پایا اور جب کسی علاقہ مین کسی انگریز
کی آمد کی خبر مشہور ہوئی لوگ گانو چھوڑ جاتے تہے کیونکہ اسی زمانہ سے جمع کرنا مال کا
ماتحت ملازمان کمپنی تہا اور فوجداری ماتحت نواب ہوئی اور لورڈ کلائو ۱۷۶۶ء
مین ولائت کو گیا اوسکی غیر حاضری مین بہت تباہی پیدا ہوئی +
۱۷۶۳ء مین جبکہ چارلسٹ گورنر بنگالہ کا تہا واسطی نگرانی انتظام عدالت مفصل کے
جو سابق صوبہ مین مقرر تھی سوپروائزر ہر ایک حصہ مین مقرر ہوئی اور اونکو یہہ ہدائت دیگئی
کہ وہ تمام حالات ملک معہ رواج وقانون ملک و رسوم سوداگری و تواریخ سابق و پیداوار
اجناس و آمدنی و طریقہ آدائے انصاف معلوم کرین اور عدالت کی کارروائی کی واقفیت
پیدا کرین اور یہہ بہی دریافت کرین کہ عاملان عدالت کسطرح رشوت لیتے ہین اور رپوٹ
کیا کرین ۔ پاس چیف یا ریزیڈنٹ دربارہ کے اس زمانہ مین کارروای عدالت اسطرح
پر تہی اور ملک مین بہت تباہی تہی ۔
انگریز نذر و پیشکش ملازمان و رعایا سے لیتے تہے جسکو وہ رشوت نہین سمجہتے تہے
اور بہت خرابی ہوتی تہی اور رپوٹ سوپروائزران سے تمام حالات ملک معلوم ہو گئی
اور سب طرح کی برائی جو ملک مین پہیلی ہوئی تہی معلوم ہو گئی اور اسطرح کی کارروائی
سات برس تک جاری رہی اگرچہ سبکو رشوت لینا اور کئی طرحکی برائی معلوم تہی مگر
کچھہ تدارک نہ کر سکتے تہے اور تہوڑا عرصہ انصاف کرنا معطل رہا کیونکہ انتظام انگریزی
مطلق برخلاف انتظام سابق تہا اور عاملان کو بطور سابق آزادی نہ رہی کہ رشوت
لیوین اور طرفداری کرین اسلیواسطی سب ناراض ہو گئے اور انتظام مین مدد دینا ترک کیا
کیونکہ رشوت سے اونکے جیب پر نہین ہوتی تہی +
۱۷۶۵ء مین واسطی درستی انتظام لورڈ کلائو تیسری مرتبہ ولائت سے واپس آیا

اور جن ہندوستانیون نے آزادی حاصل کی تھی پھر تابع کیا اور انگریز مغل سے عہدہ دیوانی
حاصل کیا اگرچہ یہہ اختیارات کمپنی کو سابق سے ملک ما تھہ آنیکی وقت ہی تہی اور عمل مین لاتے تہی
اور نواب سے جو چاہتے تہی وہ انکار نہین کرتا تہا اگرچہ کہ یہہ قوم اول مثل سوداگر یہان
آئی تہی اور اب اختیار حکومت کی بادشاہ سے لینا ضروری تہا مثل اُلٹی والونکی اسواسطے
لورڈ کلائو نی واسطے اختیارات بادشاہ ہند سے درخواست کی جسپر یہہ منظور ہی بذریعہ
فرمان مورخہ ۱۲ - اگست سنہ ۱۷۶۵ شاہ عالم بادشاہ دہلی نے جسقدر ملک انگریزونکے پاس
پہلے تہا بخشدیا الا انفصال مقدمات فوجداریکا نواب کی ماتحت رہا یعنی بنگال بہار
اوڑیسہ پر کُل اختیارات ملکیت کمپنی کی ہوئے (دیوانی سے وصولی معاملہ مراد ہے
اور ذمہ واری انصاف عدالت دیوانی ہی) (نظامت سے مراد ہی حکومت پولیس اور
رکھنا فوج کا اور دینا انصاف فوجداریکا) سو یہہ اختیار نواب کو تہا۔
جب میر جعفر علی نواب نے وفات پائی اور نجم الدولہ مسند نشین ہوا تو اوسنے ملک مین
انگریزونکو بہت سے اختیارات دئے اور ۲۰ ستمبر سنہ ۱۷۶۵ کو بذریعہ اقرار نامہ کی قبول کیا
کہ تمام اختیارات حکومت صوبہ کی ماتحت کمپنی کی ہون اور ۵۰ لاکھہ روپیہ سالیانہ
خرچ اخراجات کیواسطے نواب کو ملا کرے نتیجہ یہہ ہوا کہ انتظام ملک کیواسطے کمپنی ذمہ
وار ہوگی کہ وہ تمام معاملات مال و دیوانی و فوجداری و رکھنا سپاہ کا بجالاویگی اور
اور اس امر سے اونکے اختیارات ملک پر پورے پوری ہوگئی اس زمانہ تک برائے
نام وہ علاقہ مین نگرانی کرتے تہے صرف وہ علاقہ اونکی ملکیت تہا جو بذریعہ فرمان سنہ ۱۷۶۵
ملا تہا اونمین بہی فوجداری ماتحت نواب تہی سو اسوقت سے رفتہ رفتہ ایک بڑی
سلطنت قائم ہوگئی ہے
سنہ ۱۷۶۶ کو نواب نے دربار واسطے جمع مال کے کیا اور لورڈ کلائو جو پریزیڈنٹ
کونسل کلکتہ کا تہا اول دیوان ہوا جس سبب سے اوسکا رسوخ بہت ہوگیا اگرچہ

یہہ اختیارات سب ملک پر حاصل ہوئی مگر انتظام کا رکھنا ماتحت یورپین کی نامناسب تہا کیونکہ اونکو واقفیت ملک و رسوم و رواج حاصل نہ تہی اسلیئے نئی عدالت اسوقت مقرر ہوئی مگر دیسی افسران کی ماتحت رہے اور انگریز برائے نام نگرانی بطور سابق ہندوستانی عدالتون کی کرتے رہے مگر پٹنہ - بہار - کلکتہ - بردوان - مدناپور - چاٹگانگ - مع چوبیس (٢٤) پرگنہ - کے جو پہلے فرمان کی ذریعہ سے کمپنی کو حاصل ہوا تہا اور پہلے ماتحت ملازمان متعہد کی رکھے گئی تہے بدستور اونکی ماتحت رہی -

دوسرے علاقہ مین ماتحت دیسی افسران کی تمام انتظام بدستور سابق رکھا گیا -

لورڈ کلائو کو بنیاد سلطنت کہا جاتا ہی اوسنے نیا انتظام کیا جبکہ پوری دیوان کی اختیارات حاصل ہوئی دو حاکم اعلے بنارس اور مرشدآباد مین مقرر کئے شتاب رائے بنارس مین اور محمد رضا کی مرشدآباد مین جنکو پوری اختیارات نسبت جمع مال و کارروائی عدالت دی اور سنہ ١٧٦٩ تک رہی +

لورڈ کلائو نے پہلے ترکیب عدالت کو بدلدیا اور کام کرنی انصاف کا تہوڑی عرصہ کیواسطی بند رہا کیونکہ سابق کی عامل ناراض ہوگئی تہے انتظام جدید خلاف اونکی مرضی کی تہا - لورڈ کلائو نے بڑا بہاری یہہ امر کیا کہ ملازمان کمپنی کو نذرانہ لینے سی روکا اور اپنی بیوپار کرنی سے اور ظلم سے منع کیا جس سبب سی قدری تخفیف ظلم ہوئی اور رعایا کو امن ہوا - لورڈ کلائو کیا کرسکتا تہا کہ کوئی قانون نہ تہا جس سی انگریزون کو سزا دیتا اور جو قواعد سنہ ١٧٢٦ اور سنہ ١٧٥٣ کی چارٹر کی بموجب جاری تہی اونسی کچھہ نہوسکتا تہا اسلیئے اور تدارک نہوسکا کیونکہ اسوقت ایسی وقوع کی خواب و خیال بہی نہ تہی صرف بطور دیوانی معاملہ سماعت ہوسکتا تہا اور واسطی سزا فوجداری کی ولائت مین سٹ ومانسٹر کی عدالت مین دعوے ہوتا تہا اور لازم تہا کہ گواہان انڈیا سے جاوین سو یہہ امر بہت مشکل تہا جسواسطے بخوبی تدارک نہوسکا اس دفعہ یہہ شخص عرصہ

بیس ماہ تک انڈیا مین رہا اور انتظام ملک کا کیا مگر افسوس سے کہا جاتا ہی کہ جب ولائت مین حصول عہدہ دیوان کی خبر ہوئی تو ڈائرکٹران نے تحریر کیا کہ صرف جمع کرنا مال کا ماتحت کمپنی چاہیئے اور تعین افسران عدالت ماتحت نواب رہنا چاہیئے سو ویسا رہا - ملک مین دو بڑی عدالت مقرر ہوئی ایک صدر دیوانی جسمین گورنر معہ کونسل اجلاس کرتا تھا اور اپیل معاملات دیوانی کا پانچ سو سے اوپر کا اونکے روبرو پیش ہوتا تھا جسمین افسران دیسی معاون تھے یعنی مفتی قاضی وغیرہ ایک صدر نظامت جسمین نواب اجلاس کرتا تھا اور اپیل فوجداری اوسمین پیش ہوتا تھا جسمین قاضی مفتی معاون تھے اور انگریز بھی نگران حال رہتے تھے کہ آیا فیصلہ موافق قانون مروجہ اور بے طرف داری بموجب حال اور واقعات پیش کردہ ہوتا ہی یا نہین اور فوجداری کی عدالت اسطرح پر تھی یعنی اوسکے پانچ درجہ تھے اور ماتحت دیسی افسران کے تھے اور قانون محمدیکا عمل درآمد تھا ؛

(۱) نواب جرائم سنگین مین حکم سزا دیتا تھا جو مقدمہ اوسکے ماتحت مرتب کرکے حکم اخیر کیواسطے پیش کرتے تھے ؛

(۲) وزیر مقدمات خفیف مین یعنی مارپیٹ دغا اہانت وغیرہ ؛

(۳) فوجدار جو تمام جرائم سنگین کو سماعت کرتا تھا اور تجویز کرکے حکم اخیر نواب سے ہوتا تھا ؛

(۴) محتسب مقدمات نشہ بدکاری مین سزا دیتا تھا ؛

(۵) کوتوال یعنی داروغہ حفاظت امن و نگھبان اور نگران افسران کمپنی رہتے تھے سو اسطرحکا انتظام رہا ؛

۱۷۶۹ سنہ مین ہر ایک علاقہ پر واسطے نگرانی کی یورپین سوپروائزر مقرر ہوئے تاکہ وہ کام عدالت کا سیکھین اور کارروائی سے واقف ہون اور حالات ملک

معلوم کرین اور بجاے دیسی افسران کی پٹنہ اور مرشدآباد مین دو ریزیڈنٹ مقرر ہوئی تہی اسوقت تک انگریز دیسی آدمیونکو بدستور سابق تنگ کرتی تہے اور ملک مین بہت خرابی تہی اور اسوقت تک ہر دو دیوان کو کامل اختیارات نسبت بندوبست و تحصیل مال گذاری حاصل تہی مگر وہ لوگ بہت خفیف نگرانی کرتی تہی جس سبب سی انگریز سوپروائزر مقرر ہوئی تہے اور اونکو ہدائت ہوئی کہ تمام حالات نسبت معاملہ ملک و قواعد تجارت و انتظام عدالت و امور سلطنت سی بہی خوب آگاہی پیدا کرین تاکہ کام عدالت کا اونکو سپرد کیا جاوی اور اونکو بہی حکم تہا کہ رپوٹ کیا کرین سو اونکی رپوٹ سے معلوم ہوا کہ عاملان زیادہ تنائی کرتے ہین فریب اور زبردستی کی بہت شکائت ہوئی ؛

سنہ ۱۷۷۰ مین بجاے ریزیڈنٹ پٹنہ و مرشدآباد کی دو کونسل مقرر کی اور جو اختیارات ریزیڈنٹ کو تہی بلکہ اوسسی زیادہ کونسل کو نسبت معاملات مال کردی گئے فوجداری عدالت ماتحت دیسی افسران کی رہی اور قانون شرع محمدی اونمین رائج رہا اور فیصلہ بہی اوسکے موافق ہوتا تہا مگر اس زمانہ مین مقدمات قصاص اول خود نواب سماعت کرتا تہا اور فوجدار مثل مرتب کردیا کرتا تہا اور تحقیقات کرنا اوسکے ذمہ تہا۔ اسوقت ذیلدار و نمبرداران کو اپنے اپنے علاقہ مین دس روپیہ تک فیصلہ قطعی کرنیکا اختیار تہا اور پولیس کی ذمہ واری زمینداران پر تہی اور معاوضہ چوری کا اونکی علاقہ مینسے لیا جاتا تہا۔ بہت عجائب بات تہی کہ معاملات قصاص مین وارثان مقتول کو معاوضہ ملتا تہا اور معافی بہی ہو جاتی تہی مگر انگریزونکو اطمینان خاطر تہا کہ حفاظت نہین ہوتی مگر یہہ بہی جانتے تہے کہ خود بہی انتظام نہین کرسکتی اسواسطی سوپروائزر انکو ہدائت تہی کہ فوجداری کارروائی کو معائنہ کیا کرین بلکہ خود دیکہا کرین ؏

سنہ ۱۷۷۱ مین ڈائرکٹران ایسٹ انڈیا کمپنی مستعد ہوئی کہ کل کام دیوان کا اپنے

قبضہ مین لیکر معرفت اپنی ملازمان کی کارروائی کرین جس سبب سے لازم آیا کہ از سر نو
انتظام عدالت ہاے مفصل کیا جاوے ۔ مدراس سے وارن ہسٹنگ صاحب جو سابق بنگالہ
مین کام کر چکے تہے گورنر مقرر ہو کر آئے تا کہ ملکی انتظام کرین اونہونے واسطے جدید انتظام کی
ایک کمیٹی مقرر کی جسمین ایک پریزیڈنٹ اور چار ممبر تہے اور حکم دیا کہ وہ نسبت کارروائی
عدالت ہاے ملکی اور انتظام موجودہ اور تجویز جدید کی رپوٹ کرین اور قواعد مرتب
کرین جنکے بموجب عمل درآمد آئندہ کو کیا جاوے ۔ اس کمیٹی نے ایک بہت طویل رپوٹ
کی اور اس امر کی بڑی زور شور سے شکائت کی کہ عدالتہاے مفصل مین قانون محمدی مروج ہے
اور مسلمانونکی عدالت خراب اور بے انصاف ہے اسواسطے لازم ہے کہ عدالتہاے دیوانی اور
فوجداری براے سماعت مقدمات بلحاظ رسم و رواج قدیم اہل ہند درست اور واجب
طور پر منتظم کیجاوین سو تجویز اس کمیٹی کی اگست ۱۷۷۲ء مین منظور ہوئی اور انتظام جدید
شروع ہوا ۔ اس انتظام سے خزانہ مرشد آباد کا کلکتہ کو منتقل ہوا ایک بورڈ انتظامیہ
جسمین گورنر بنگال اور اوسکی کونسل کے ممبران تہے واسطے انتظام ملک اور تحصیل مال
و دیگر آمدنی کے مقرر ہوے جو انگریز سوپروائزر تہے اونکو کلکٹری کے نام سے صاحب ضلع ہر
ایک علاقہ مین مقرر کیا اور دیسی افسر اونکے معاون مقرر ہوئے ۔ اور اوسکو یہہ
اختیار دیا کہ اگر حالات سے ضروری معلوم ہو تو وہ واسطے دریافت قانون مولویون اور
پنڈتونکو طلب کرکے راے نسبت فیصلہ طلب کرے اور یہہ بندوبست نسبت مال ہوا
کہ جو شخص زیادہ معاملہ دینا قبول کرے اوسکو پانچ برس تک ٹہیکہ دیا جاوے اگر واسطے
ادا ے معاملہ ضمانت کافی دیوے اور ہر ایک ضلع مین ماتحت کلکٹر ایک عدالت دیوانی
مقرر ہوئی تا کہ اوسمین سب قسم کے مقدمات دیوانی خواہ نسبت جائداد منقولہ یا غیر منقولہ
کے ہون دائر ہوا کرین ۔ الا دعوے بابت حقوق زمینداری یا معافی گورنر اور کونسل
کے پاس ہو سکتا تہا اور کلکٹر کو اختیار تہا کہ نگرانی حال کرے کہ آیا فیصلہ بموجب شہادت

پیش کردہ ہوتا تہی یا نہین بلکہ کارروائی مین بعض وقت شامل ہوتا تہا۔ اس عدالت
کی فیصلہ کا اپیل جبکہ دعوی پانچسو سی زیادہ ہو صدر دیوانی مین ہوتا تہا جسکی گورنر معہ کونسل
اور دیسی افسران حاکم تہی جنکی چیف قاضی اور مفتی اور تین مولوی معاون تہی ایسی
عدالت مین دعوی تعلقداری و زمینداری و معافی ہوا کرتا تہا نسبت فوجداری یہ انتظام
ہوا کہ ہر ایک ضلع مین ماتحت کلکٹر ایک عدالت فوجداری مقرر ہوئی تاکہ مقدمات فوجداری
کا فیصلہ ہوا کری اور اس عدالت مین قاضی مفتی یا پنڈت شامل کیا جاتا تہا کہ مجرم کا
جرم اور قانون کی مطلب کی شرعاً تشریح کری اور کلکٹر کو یہہ بہی اختیار تہا کہ کارروائی
مین شامل ہوا کری اور اس بات کا نگران رہی کہ فیصلہ مناسب بموجب شہادت موجودہ
ہوا ہی اور کوئی رو رعایت نہین ہوئی۔ فوجداری عدالتون پر ایک صدر نظامت
بمقام مرشدآباد واز جانب نواب مقرر ہوئی جسکا بڑا عہدہ دار داروغہ عدالت کا تہا اور
ناظم کیطرف سی مقرر تہا اور اوسکے ساتہہ ایک بڑا قاضی اور ایک بڑا مفتی اور تین مولوی
شامل تہی اور کام اونکا نگرانی حال کارروائی عدالت ہای فوجداری جو صوبہ
مین اوسکی ماتحت تہی اور خون کی مقدمات مین اپنی وجوہات تحریر کرکی واسطی حکم اخیر کے
ارسال کرتے تہی یہہ عدالت پہلے مرشدآباد مین قائم ہوئی تہی۔ ایک کمیٹی انگریزون
کی اون عدالت پر مقرر ہوئی تاکہ کارروائی کی نگرانی کرتی رہی کہ انفصال مین قصور
واقع نہو۔ اور کمیٹی کی افسر گورنر اور کونسل تہی جنکو اختیار تہا کہ فیصلہ کو منظور یا منسوخ یا
تبدیل کرین بعد اوسکے یہہ عدالت کلکتہ مین تبدیل ہوئی مگر سنہ ۱۷۷۵ مین پہر مرشدآباد
مین آئی اور پندرہ سال تک وہان رہی تا وقتیکہ عدالت از طرف بادشاہ انگلنڈ
تصور ہوئی اور یہہ بہی سنہ ۱۷۷۲ مین تغیر ہوا کہ جو سابق مقدمات مین قانون محمدی
مروج تہا۔ اب یہہ ہوا کہ جب فریقین مقدمہ کی مسلمان ہون تو بموجب قانون محمدی
فیصلہ دیا جاوی اور جب فریقین ہندو ہون تو بموجب دہرم شاستر فیصلہ ہوا کری

اور جب فریقین مختلف مذہب ہون تو فیصلہ بموجب قانون مدعا علیہ ہوا کری اور جب سوای ان دونون ملت کی فریقین ہون تو بموجب معدلت عامہ اور عدل و انصاف کی فیصلہ ہوا کری - اس انتظام جدید مین بہی زمینداروں کو دس روپیہ کی مقدمہ مین قطعی فیصلہ کرنیکا اختیار تہا اور ذمہ واری پولیس کی اونپر ڈالی گئی تہی اور جب کوئی چوری اونکے علاقہ مین ہو بجز ایسی چوری کی جو شعر عام یا جنگل مین ہو اونکو بالجبر ہوتو معاوضہ اونسی لیا جاتا تہا - نگرانی پولیس ماتحت کلکٹر تہی پولیس کا انتظام ماتحت تحصیلداران اور ذیلداران اور زمینداران ۱۷۹۵ تک رہا - اگرچہ اسوقت کی تجویز عدالت جدید مین بہت نقص تہا مگر ابتک انتظام ہر ایک ضلع اسطور پر چلا آتا ہی اور وجہہ نقص یہہ تہی کہ حکام دیسی لوگونکے پورے خیالات اور رسوم سی ناواقف تہی اور عاملان سابق مدد دینا نہ چاہتے تہے کیونکہ اونکا نقصان تہا اور آزادی اونکے واسطی ظلم اور زبردستی جاتی رہی تہی اونکا یہہ خیال ہوگا کہ انتظام ہونا محال ہی آخر کو پھر وہی پرانا قدیمی قاعدہ جاری ہوگا یہہ معلوم نہ تہا کہ انگریز عمدہ طرح انتظام کرلیونگی انتظام مین انگریز ملازم بہی اونکو مدد نہ دیتی تہی کیونکہ بد انتظامی مین انکو فائدہ تہا اور تہوڑی عرصہ مین بذریعہ ظلم و زبردستی بہت سا روپیہ جمع کرکی ولائت کو واپس جاتے تہے جس سبب ولائت مین بدگمانی نسبت کمپنی پیدا ہوگئی تہی - جب یہہ تجویز ولایت مین پارلیمنٹ کی پیش ہوئی تو گمان ہوگیا کہ ہندوستان مین بہت ظلم ہوتا ہوگا اور لوگ بدگمان ہوئی کہ تہوڑی عرصہ مین سوای ظلم بہت سا روپیہ لوگ کسطرح لاتی ہونگے - ڈائرکٹران نی بہی درخواست کی کہ ہمکو ہندوستان سی اب بہت تہوڑا روپیہ ملتا ہی اسواسطی اونہون نے بہی تین شخص ہندوستان مین واسطی دریافت حالات بعہدہ سوپروائزر کے روانہ کئے تاکہ معلوم کرین کہ کسطرح ہندوستان سی روپیہ حاصل ہوتا ہی اور اونکو اختیار مدلت اختیارات گورنر مین حاصل تہا - اسوقت دو فریق پارلیمنٹ کے ہوگئے اور

اس امر کی کوشش کی کہ کسیطرح انتظام ملک ماتحت پارلیمنٹ کی ہو جاوے اور برک صاحب کمپنی کی مخالف ہوی - جسواسطی پارلیمنٹ نی واسطی دریافت حالات کمپنی انڈیا مین ایک خفیہ کمیٹی روانہ کی تاکہ وہ تحقیقات کرکے پارلیمنٹ مین رپوٹ کرین ٭

حال سنہ ۱۷۷۳ سی سنہ ۱۸۳۴ تک

سنہ ۱۷۷۳ مین اونکی رپوٹ پہونچی جسکا خلاصہ یہہ تہا کہ جہان تک ضمنے تحقیقات کی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ بنگالہ مین ہندوستانی لوگونکو کسیطرح کی امن اور محافظت نہین ہی - اور یہہ بہی لکہا کہ اگرچہ عدالتین مقرر کی گئی ہین - لیکن خود گورنمنٹ کی اصول مین ظلم ہی اور عدالتون سی بجائے انصاف ظلم صادر ہوتا ہی اور نہ صرف یہہ کہ انعدالتونکی ذریعہ سی رعیت کا خلاف امن ہے بلکہ عدالت کیجانب سی سخت ظلم ہوتا ہی - عدالت مفصلات یعنی دیوانی کی نسبت یہہ لکہا کہ جب فریقین مقدمہ اہل یورپ ہون تو لازم ہے کہ مقدمہ بموجب قانون انگریزی فیصلہ ہوا کری اور اوسمین کچھہ شک نہین کہ جو کوئی جج ہوتا ہی اسقدر قانون سی ناواقف ہی کہ خود اپنی ناواقفی کو تسلیم کرتا ہی چنانچہ چند مرتبہ ججونکی جانب سی ولائت مین ڈائرکٹران سی دریافت ہوا کہ بعض امور کی بابت وکیلون سے راے طلب ہو جاوے کہ اپنی واسطی اون ججون نی ہدائت جاتا ہے - یہہ رپوٹ بڑی بہاری شکائت بیان کرتی تہی جیسی کہ اسوقت حالات موجود تہی سو باعث اُس رپوٹ اور تمام حالات کی جو معلوم ہوئی تہی پارلیمنٹ کو دست اندازی کا موقعہ ملا ٭

سنہ ۱۷۷۳ ۱۳ جلوس جارج سیوم باب ۶۳ پاس ہوا - یہہ ایکٹ پہلا ایکٹ پارلیمنٹ کا نسبت انڈیا کی ہے اور جب یہہ ایکٹ ہوس آف کامنز مین پیش ہوا کمپنی کی طرف سی بہت مقابلہ ہوا مگر لاحاصل -

۲۱ جون ۱۷۷۳ کو منظور ہوا اور دستخط بادشاہ کی ہو گئے یہہ قانون جبراً پاس کیا گیا تہا

قاعدہ یہہ ہی پارلیمنٹ سی بذریعہ ایکٹ بادشاہ کو اختیار دیا جاتا ہے اور اُس اختیار سی کم
بذریعہ فرمان بادشاہی وہ اختیار کسیکو دیسکتا ہی - اس ایکٹ مین یہہ اختیار تہا
کہ بادشاہ یا اوسکے قائمقام کو اختیار ہی کہ انڈیا مین ایک عدالت شاہی مقرر کرے
یعنی سوپریم کورٹ جسمین ایک چیف جسٹس اور تین حاکم جنہون نے کام بیرسٹر کا
انگلنڈ یا آرلنڈ مین پانچ برس تک کیا ہو اور تجربہ کار ہون - اور یہہ مضمون تہا
کہ جو عدالت بنگالہ مین بادشاہ کیطرف سی مقرر ہو اوسکو پوری اختیارات شاہی معاملات
فوجداری دیوانی وجہازی اور مذہبی وازدواج مین ہونگے - اوسکو اختیار دیا گیا
تہا واسطی دینی پروبیٹ تقرری ایگزیکٹیوٹر کی - اس زمانہ تک کسیطرحکی نگرانی بادشاہ
کیطرف سی معاملات کمپنی کے نہوتی تہے اور نہ کوئی دست اندازی تہی اور کمپنی
انڈیا مین بطور سوداگر تہی نہ بطور عامل یا امین بادشاہ مگر اسوقت سی پارلیمنٹ نی
مداخلت کی آخر کو ۱۸۵۸ء مین انتظام اپنی ہاتہہ مین لیا - اس ایکٹ کی دیباچہ مین
درج ہی کہ اگرچہ عدالتہای میور مقرر ہوئی تہی مگر معلوم ہوا کہ اُن عدالتون سے
درست اور واجب تصفیہ مقدمات کا بلحاظ حالات پریزیڈنسی بنگالہ مین نہین ہوا
اس ایکٹ کی دفعہ ۷ و ۸ مین یہہ درج ہی کہ گورنمنٹ بنگال کیواسطی ایک گورنر
جنرل اور چار شخص صلاح کار ہونی چاہئی یہہ پہلی دفعہ ہی کہ بادشاہ کیطرف سے
بنگالہ کیواسطی گورنر جنرل منظور ہوا - اور کاروبار گورنمنٹ کا معرفت گورنر
جنرل اور چار شخص کی کونسل کی ہونا شروع ہوا ضابطہ یہہ ہوا کہ مشورہ مین
گورنر جنرل اور عدم حاضری اوسکی مین قائم مقام ممبر کی راے دو راے کی
برابر ہوگی اور بحالت اختلاف راے کثرت راے پر فیصلہ اور کارروائی ہوا کری
دفعہ ۹ کی رو سی مدراس اور بمبئی کی گورنر ماتحت گورنر جنرل کی ہوی اس سے
پہلے مدراس اور بمبئی اور کلکتہ مین علیحدہ علیحدہ حاکم اور انتظام تہا اسوقت سے

بنگالہ مین گورنر جنرل اور کونسل سوپریم گورنمنٹ بن گئی اور تعین اس گورنر جنرل کا
ماتحت کورٹ آف ڈائرکٹران کی تہا سواس ایکٹ کی بموجب وارن ہسٹنگ صاحب پہلا
گورنر جنرل انڈیا مین کمپنی کیطرف سی بموجب منظوری بادشاہ ہوا ہی - دفعہ ۳۶ کی روی
سی گورنر جنرل اور کونسل کو اختیار دیا گیا تہا کہ وقتاً فوقتاً قواعد اور قوانین اور آئین
متضمن پر جس انتظام گورنمنٹ بناوین اور نسبت کارروائی ہای عدالت ضابطہ
مرتب کرین اور آئین جو متعلق فوج آبادیہای کمپنی کی خاص بمقام فورٹ ولیم اور
دیگر کارخانجات ومقامات کی جو اسوقت ماتحت ہون بنالین - لیکن یہہ شرط تہی
کہ ایسا قانون بناوین جو ازروی عقل سلیم وانصاف درست معلوم ہوا اور قانون
انگلستان کی برخلاف نہو نیز یہہ بہی اختیار دیا گیا تہا کہ جو شخص اون قوانین اور آئین سی
انحراف کری اور عمل مین نہ لاوی اوسپر جرمانہ وضبطی وقید کی سزا دیوین - یہہ امر
لازم تہا کہ جبتک وہ قانون یا آئین سوپریم کورٹ مین رجسٹر نہو جاوے تاثیر قانونی
نہ رکھیگا اور ایسی قانون کو سوپریم کورٹ منظور یا نامنظور کرسکتے تہی اگر اوسکی منظوری
یا نامنظوری کی بابت عذر ہو تو بادشاہ مع کونسل کی پاس اپیل ہو سکتا تہا اور اپیل کی
وقت مین کچھہ اعتراض بعد رجسٹری کی نہ تہا کہ ابتک فیصلہ اپیل نہوا گورنمنٹ پر یہہ لازم
تہا کہ ایسی قانون کی دس کاپی ڈائرکٹرانکی پاس اور دس کاپی بادشاہ کی پاس روانہ
کرین تاکہ بادشاہ اوسکو منظور یا نامنظور کری اگر دو سال تک نامنظور نہو تو اوسے کچھہ
اعتراض باقی نہ تہا - سوپریم کورٹ کو علاوہ دیوانی فوجداری سمندری جہازی
مذہبی ازدواج وغیرہ ایکوڈی قواعد بنانیکا اختیار بہی دیا گیا تہا واسطی ادای انصاف
کی اور تعین کرنا اپنی ماتحتون کو واسطی کارروائی عدالت اور اختیارات جو سابق عدالت
میور اور اوئر وٹرمینر کو نہ دی گئے یعنی اون عدالت کی اختیارات جو سنہ ۱۷۲۶ و ۱۷۵۳ع
مین دی گئی تہی منسوخ ہوئے اختیارات عدالت سوپریم اسطور پر تہی نسبت

یورپین رعیت بادشاہ کی تمام صوبہ پر اوسکو اختیار تہا سماعت دیوانی اور فوجداری کا
اور مذہبی اور ایڈمسٹر لیٹی کا اور پروبیٹ دینا اور ایگزیکیوٹر یا ولی مقرر کرنا نسبت جائداد
مجنون و نابالغ یورپین کے ولی مقرر کرنا۔ دیسی آدمیونکی نسبت اوسکے اصلی حدود
تہے عرب مین ہگلی اور دوسری طرف مرہٹا خندق جسمین سب باشندگان کے
ہر طرح کی مقدمات سماعت کرتی تہی اور ابتک ہی کورٹ کو جو اوسکے بجای ہی حدود
بالا مین ابتدائی اختیارات نسبت ہر قسم کی مقدمہ کی حاصل ہین۔ تمام صوبہ مین
بذریعہ اقرار تحریری اگر فریقین دیسی نی قبول کیا ہو کہ بحالت پیدا ہونی تنازعہ کے دعوی
سوپریم کورٹ مین کیا جاویگا اور تمام صوبہ سے ہرجہ وغیرہ کے مقدمات اس
عدالت مین دائر ہو سکتی تہی۔ عدالت مین قانون اور ضابطہ یہ تہا۔ قانون دیوانی
قانون فوجداری۔ قانون ایڈمنسٹریٹی۔ قانون مذہبی۔ قانون ایکوٹی دیسی لوگون
کیواسطی اونکا مذہبی قانون اور رواج قوم و ملک تہا۔ بموجب دفعہ ۲۸ تمام
حجان عدالت سوپریم کورٹ و گورنر جنرل معہ کونسل کو جسٹس آف دی پیس کی اختیارات
دئے گئے۔ دفعہ ۱۴ کی روسے سوپریم کورٹ کو اختیار دیا تہا کہ تمام معاملات
بنگال بہار اوڑیسہ مین درباب تنازعات و جوابدہی بابت جائداد جانی و مالی جو
پیدا ہون درمیان ملازمان کمپنی اور میور اور ایلڈرمین کلکتہ کی اور برخلاف کسی رعایا
بادشاہ کی جو رہتا ہو بنگال بہار اوڑیسہ مین یا جو رہتا ہو یا طرفدار ہو یا معاملہ رکھتا ہو
جائداد مالی یا شخصی کا و جانبر برخلاف کسی رعایا بادشاہ کی یا جو رہتا ہو بنگال بہار
اوڑیسہ مین یا جو رہتا ہو یا طرفدار ہو یا معاملہ رکھتا ہو جائداد دیر بطور کارندہ یا سرپرست
کے کسی رعایا بادشاہ کا یا اسی شخص کا جو وقت پیدا ہونے بنا دعوی یا جبکہ بنا
دعوی پیدا ہو گئی ہو ملازم کمپنی یا میور یا ایلڈرمن یا کسی رعایا بادشاہ کا اور برخلاف
تمام باشندگان ہند کی جو رہتے ہون بنگال بہار اوڑیسہ مین بابت ہرجہ وغیرہ

یا جبکہ بذریعہ تحریر فریقین نے اول قبول کرلیا ہو کہ وقت پیدا ہونے تنازعہ کے
سوپریم کورٹ سے فیصلہ کرایا جاویگا - یہ بہی صریح طور پر درج تہا کہ عدالت کو اختیار
کسی اہل ہند پر برخلاف دعوے سماعت کرنیکا نہوگا تاوقتیکہ وہ بود و باش نرکہتے ہون بنگال
بہار اوڑیسہ مین اور نہ کسی شخص پر جو رہتا ہو انگلنڈ یا آرلنڈ مین تاوقتیکہ وہ دعوے
دائر کیا گیا ہو دو سال کے اندر اور تعداد اسکی تیس ہزار روپیہ سے زیادہ ہو -
[illegible] دفعہ ۱۸ کے بموجب عدالت ڈائوسس کے اختیارات جو ولائت مین ہے اور اختیارات
[illegible] ایکوٹی بہی اوسکو دئے گئے تہے - ایکوٹی سے مراد ایک نرم قانون سے ہے
جو موافق ہوتا ہے رحم اور انصاف اور عدل کے جیساکہ بعضے وقت بموجب
قانون کوئی ملزم لائق سزا سخت ہوتا ہے اور عدالت بموجب حالات موجودہ کے
حد معین سے تخفیف سزا کردیتے ہین یا کوئی شخص از روئے قانون کسی حق سے
محروم ہوتا ہے مگر رحم اور انصاف چاہتا ہے کہ اوسکو دلایا جاوے سو یہ قانون
موافق اصل قیاس قانون محمدی کے ہے - دفعہ ۱۹ کے بموجب اختیارات
عدالت اوئیر و ٹرمینر جو ولائت مین مقرر تہے دئے گئے یعنی تجویز و تحقیقات کرنا
تمام جرائم فوجداری مین جو واقعہ ہون رعایا بادشاہ انگلنڈ سے علاقہ بہار
بنگال اوڑیسہ یا کارخانجات متعلقہ مین یہانپر واضح طور پر تعریف رعایا بادشاہ
نہین تہی کہ صرف یورپین رعایا بادشاہ ہین یا دیسی لوگ بہی جس سبب درمیان
[illegible] گورنر جنرل اور ججان سوپریم کورٹ کے تنازع پیدا ہوا اسی دفعہ سے سمن اور وارنٹ
[illegible] اور سپین کورٹس کے جاری کرنیکا اور تجویز مین چوری طلب کرنیکا اختیار دیا گیا
[illegible] تہا - دفعہ ۲۲ کے بموجب رعایا انگریزی کے معاملات نکاح طلاق و پرورش بچہ
[illegible] و لواحقان قانونی کے مذہبی معاملات کے فیصلہ کا اختیار تہا - عدالت
ڈائیوسیس کے اختیارات جو ولائت کے شہر لنڈن مین موجود تہے وہ عدالت

سوپریم کو حدود بنگال بہار اوڑیسہ معہ کارخانجات دی گئے - رعایا انگریزی جو مرجاوے
تو اوسکی جائداد کیواسطے کیوریٹر یا انگزیکیوٹر مقرر کرنا اور وغیرہ اختیارات سے تہے -
دفعہ ۲۵ کی بموجب کسی نابالغ یا مجنون کا ولی مقرر کرنا و اسکی پرورش و حفاظت
و تعلیم کے - دفعہ ۲۶ کی بموجب ایڈمیرلٹی کی اختیارات بنگال بہار اوریسہ مین بابت
معاملات دیوانی فوجداری جو پیدا ہون کاروبار جہازی مین سماعت اور فیصلہ
کا اختیار تہا - اور دفعہ ۳۰ سی ۳۴ تک بیان اپیل کا سوپریم کورٹ سی پریوی کونسل
مین تہا جو معاملہ چار ہزار روپیہ کی دعوی یا زیادہ کی بابت ہوسکتے تہی - اپیل
فوجداری بہی ہوسکتا پابندی چند شرائط کی اور دیگر معاملات کا بہی اپیل ہوسکتا
تہا - ۲۶ مارچ ۱۷۷۴ء کو بذریعہ فرمان شاہی کی کلکتہ مین بموجب ایکٹ ۱۷۷۳ء سوپریم
کورٹ بنگالہ مین مقرر ہوا جو جلوس نمبر ۲۵ - ۲۶ ملکہ معظمہ تک قائم رہا جبکہ ہائی کورٹ
مین تبدیل ہوا یعنی ۸۸ سال ۱۸۶۲ء تک بنگالہ مین قائم رہا اگرچہ عدالت مین بعض وقت
کچہہ تغیر و تبدل ہوا آخر کو ہائی کورٹ کلکتہ مین بدلا گیا جو ابتک موجود ہی - سوپریم
کورٹ کی کارروائی کی نسبت عوام کی راے یہ تہی کہ نہائت درجہ کا ظلم اوس
عدالت سی ہوتا ہی جسکو عوام نی بے انتظامی شاہان سابق کی وقت مین نہین دیکہا تہا
وجہہ اوسکی یہ تہی کہ جج عدالت کی تہے اُنہون نی سنا ہوا تہا کہ انڈیا مین بہت ظلم
ہوتا ہی اور قانون شرع محمدی اور دہرم شاستر سی ناواقف تہی جس واسطی انہون نی
انگریزی قانون کی پوری پوری پیروی کی جسکے عوام ناواقف تہی - اس ایکٹ
کے بموجب یہ ایک امر ہوا کہ عدالت کو اختیار دیا گیا واسطی قلمبند کرنی شہادت کی بذریعہ
کمیشن کی اور ایسی شہادت فیصلہ مین جائز سمجہی گئی کیونکہ پیشتر اوسکے بہت دقت
تہی کہ گواہان کو واسطی ادای شہادت دور دراز منزل طے کرکی عدالت مین پیش
ہونا پڑتا تہا اور بہت سی مقدمات باعث خرچ و ہرجہ گواہان عدالت مین پیش

نہو سکتے تہی اور فوجداری معاملات انڈیا کے ولایت مین باعث نہ پہونچنی گواہان کے دائر نہو سکتی تہی سو کمیشن کا جاری کرنا عدالت کو اختیار اسوقت سی ہوا ہے پیشتر اوس زمانہ سے کے نہ تہا ❊

سنہ ۱۷۷۴ع مین انتظام عدالت مفصل کا جو سنہ ۱۷۷۲ع مین مقرر ہوئی تہے اسطرح ہوا کہ افسران انگریزی موقوف ہوئی اور پہر دیسی مقرر کئے گئے اور تمام صوبہ کو چہہ کمشنری یعنی پروونشل مین تقسیم کر دیا یعنی کلکتہ۔ بردوان۔ ڈہاکہ۔ مرشد آباد۔ دیناج پور۔ اور پٹنہ ہر ایک ضلع مین اعلے افسر کا نام عامل رکھا گیا اور عامل کا اپیل پروونشل کورٹ مین جو چہہ عدالتین مقرر ہوئی تہی اور پہر وہانسی صدر دیوانی مین ہوتا تہا اور پہلی تجویز اپیل بدلی ہی کہ صدر دیوانی مین بطور سابق اول اپیل نہوا کرے اور کارروائی فوجداری بدستور سابق رہی لیکن بہت سی عدالت فوجداری علاقہ مین مقرر ہوئی نہایت افسوس سی کہا جاتا ہی کہ تہوڑی عرصہ مین درمیان گورنر جنرل اور عدالت سوپریم کے ججوں کے تقرار پیدا ہوئی اور یہ تقرار کچہہ کسی فریق کی نفسانیت سی نہ تہی بلکہ نقص قانون کا تہا جسمین بخوبی تعریفات اور حد اختیارات ہر دو فریق مندرج نہ تہی کیونکہ اسوقت پارلیمنٹ کا صرف یہ منشا تہا کہ کسیطرح انتظام کمپنی مین دست اندازی کیجاوی اور قانون ایسی اشخاص نے مرتب کیا تہا جنکو حالات اور خیالات اس ملک سے واقفی نہ تہی اور قانون ایسا بنا دیا جو برخلاف حالات اور خیالات باشندگان اس ملک کے تہا گو یہ منشا یہ تہا کہ جوڈیشل کام علیحدہ کیا جاوے۔ جو حصہ چارٹر سنہ ۱۷۲۶ع و سنہ ۱۷۵۳ع در باب تعین عدالتہائے بنگالہ تہا منسوخ ہوا کیونکہ بموجب اختیارات چارٹر کے علاقہ مدراس و بمبئی مین وہ عدالت بدستور رہی۔ ججوں کو خیال تہا کہ ہم مقرر ہوئے ہین بادشاہ کیطرف سی واسطے رفع برائی کے جو واقع ہو علاقہ کمپنی مین درحقیقت یہہ خیالات درست تہی جسواسطے انہوں نے اچہیطرح قانون انگریزی

کی تعمیل کی اور بہت سی امور اونسی ایسی واقع ہوئی جنکا اس دیس کی آدمیونکو
خواب و خیال بہی نہ تہا اور ترقی کی ہارج ہوئے جس واسطی اونپر ان امور کی
شکائت تہی - گورنر جنرل اور کونسل سے اونہون نی مجبوراً ایسے کاغذات
عدالت مین پیش کرائے جو معاملات پولٹیکل سی تعلق رکہتی تہی اور اونکی انکشاف
سے بہت نقصان تہا کیونکہ اس زمانہ مین اکثر پولٹیکل امور بہت دغا اور فریب
سی ہوتی تہی بہت سی زمینداران اور مالگذاران کلکتہ مین دور و دراز سی واسطی
شہادت یا جوابدہی طلب کی جس سبب اونکو ہرج ہوا و تنگ ہو گئی اور یہ
قاعدہ تہا کہ جب کوئی شخص عدالت مین طلب ہوا حاضری مین اگر اس سی
غفلت ہوئی تو وارنٹ بابت قرقی جایداد و گرفتاری اوسکی عدالت سے
جاری کیا اور تا وقت فیصلہ اوسکو ضمانت پر رہنا پڑا - اگر ضمانت نہوئی
تو حراست مین رکہا گیا کیونکہ دور دراز کی لوگون کی کون وہان ضمانت
دیسکتا تہا اگرچہ اہل رتبہ ہون - معزز شخص کی گرفتاری اس ملک مین
معیوب ہی اگرچہ گورنمنٹ بہی اس امر سے ناراض ہوئی مگر عدالت نی کچھ
پروا نکیا - جبکہ زمیندار کلکتہ مین گرفتار ہو کر آئے تو گورنمنٹ کو فراہمی
معاملہ مین بہت دشواری پیدا ہوئی - اسوقت سی عدالت ہاے دیوانی
معاملات مال کو سرسری طور پر تجویز کرتے تہی اور اجرای بہی ہوتا تہا سو باقی
معاملہ مین باقیدار کو قید عدالت مال سے ہوتی تہی - جب کسی عدالت دیوانی
نے باقیدار کو سرسری تجویز سی قید کیا اور سوپریم کورٹ مین شکائت
ہوئی تو ججون نے بذریعہ تحریر کے اونکو چھوڑ دیا جس باعث اونکو حوصلہ
ہو گیا اس سبب سی آمد مال مین کمی ہو گئی کیونکہ اس تدارک کی سواے
کیا ہو سکتا تہا باعث حاضری سوپریم کورٹ کی بہت سی زمیندار غیر حاضر

ہوتی تہے وقت ادائے معاملہ کے - فوجداری مین یہ شکائت تہی کہ جب
کسی شخص کو عدالت نی جو کمپنی کیطرف سی صوبہ مین موجود تہے مجرم قرار دیکر
سزا دیا تو عدالت سوپریم نی اوسکو بذریعہ تحریر کے بری کردیا اور حاکمان فوجداری
پر مقدمہ سماعت کیا آخر کو نتیجہ یہ ہوا کہ عدالت ہاے دیوانی کا انتظام خراب
ہوگیا اور خوف فوجداری عدالت کا جاتا رہا جس سبب سی علاقہ مین بد
انتظامی شروع ہوئی - چنانچہ سنہ ۱۷۷۷ مین ڈہاکہ کی عدالت فوجداری کی
حاکم پر ایک مقدمہ مداخلت بیجا اور حبس بیجا کا دائر ہوا - جسمین مدعی ایک
چپراسی تہا جسکو عدالت نے قید کیا تہا سوپریم کورٹ نی حاکم کی گرفتاری
کا وارنٹ جاری کیا سپاہی اوسکے گہر مین گہس گیا کہ اوسکو گرفتار کرے
لیکن بیلف یعنی مذکوری روکا گیا اوسنے بہت آدمی جمع کرلئے اور
مکان کا دروازہ توڑ دیا اوسی دنگہ فساد مین جو حاکم مدعا علیہ تہا مجروح
ہوا پرونشل کونسل نے اوسکی ضمانت دی - اس امر کی نسبت گورنر
جنرل نے شکایت کی کہ کل کاروبار عدالت ہاے فوجداریکا مسدود
ہوگیا ہے اور امید نہین کہ پہر کبہی درست ہو اور کسطرح کوئی جج یا مجسٹریٹ
کاربار جوڈیشل کرسکتا ہی جبکہ اوسکو یہ اندیشہ ہوا کہ قانون انگریزی کی
بموجب اوسکو سزا ہوگی اور کسطرح کوئی سزا موت دیسکتا ہی جبکہ اوسکو
یہ اندیشہ ہی کہ انگلستان کے قانون کے بموجب اوسکو بہی سزا
ہوگی اور کل انتظام دیوانی اور فوجداری کا بگڑ گیا ہے - اور جو صوبہ
ابتک حاصل ہوا تہا برباد ہوگیا ہی - بیان مجوزنکا تہا کہ ہم بادشاہ کیطرف
سی واسطی نگرانی معاملات کمپنی کے ہین اور دینی انصاف کراور ہمکو
حکم ہی کہ تم عاملانہ طور سی جوڈیشل کام کرو - یہان یہ معلوم ہوتا ہے

کہ تمام لوگ کارروائی سوپریم کورٹ سے ناراض تھے سبب اوسکا ناواقفی قانون انگریزی اور خیالات عدالت ہای سابق تہا ورنہ اسوقت مین ہر ایک حصہ مین وہ کارروائی ہوتی ہے۔ بسبب ناراضی صوبہ بہار سے باشندگان نے ایک عرضی گورنر جنرل کے پاس دی کہ ہمکو سوپریم کورٹ کی پروانجات سے پناہ دیجاوے اور اگر یہ ممکن نہو تو اجازت ہو کہ ہم اپنا وطن چھوڑ کر کسی اور ریاست مین چلے جاوین ✢

۱۷۷۹ء امین عدالت سوپریم کورٹ نے واسطے حاضری راجہ کوسی جورا کے حکمنامہ جاری کیا اوسنے حاضری سے غفلت کی بلکہ فرار ہوگیا تب عدالت نے وارنٹ گرفتاری اور قرقی جائداد جاری کیا۔ شرف معہ ۶ سپاہی تعمیل کو گیا تا کہ جائداد قرق کرے اور گرفتاری کرے سپاہی مکان مین گہس گئے اور ملازمان کو مارا اسباب قرق کیا راجہ بہاگ گیا اور گورنر جنرل سے شکایت کی کہ سپاہی زنانہ مین جبراً داخل ہوئے اور زیور اوتارا اور عفت مین خلل ڈالا اور ملازمان کو مارا پرستش گاہ کی تحقیر کی اور کاشتکاران کو ممانعت کی کہ معاملہ ندیوین۔ گورنر جنرل نے اپنے سپاہی واسطے گرفتاری سپاہیان مع سارجن روانہ کئے اور حکمدیا کہ تا حکم ثانی اونکو حراست مین رکہین اور علانیہ طور پر اشتہار جاری کیا کہ کوئی شخص حکمنامجات سوپریم کورٹ کی تعمیل نکرے تا وقتیکہ یورپین ہو یا ملازم کمپنی یا کسی رعایا بادشاہ کا یا فریقین نے بذریعہ تحریر مقدمہ کا فیصلہ عدالت سے کرانا قبول کیا ہو۔ اسپر عدالت سوپریم کورٹ نے وکیل گورنر جنرل کو قید کر لیا اور سپاہیان پر بموجب درخواست مدعی مقدمہ دائر کیا اور گورنر جنرل وکونسل پر پروانہ واسطے جوابدہی جاری کیا گورنر اور کونسل نے حاضری سے انکار کیا اور عرضداشت از جانب مستغیث

اور باشندگان تمام صوبہ مع اپنی شکایت کی بحضور بادشاہ مع کونسل پیش
کرے تاکہ سوپریم کورٹ ایسی عمل سی باز رہے - ان حالات سی معلوم ہوتا
ہی کہ اس زمانہ مین سوپریم کورٹ و گورنر جنرل مین بڑا فساد یعنی ایک دوسرے
کی مخالف تہی گورنر جنرل اور کونسل کا خیال تہا کہ کسیطرح ملک کی ترقی ہو
اور بہت امور پولٹیکل دغا اور فریب سی ہوتے تہے کہ مداخلت بادشاہ نہو اور
انتظام ملک اور آمد مال مین بہی بہت خرابی ہوئی تہی - وجہہ ان تنازعات
کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ سوپریم کورٹ کو گورنمنٹ ہند سی کچھہ تعلق نہ تہا مگر
کارروائی ایسی تہی جس سی گورنمنٹ کی کاروبار مین خلل پیدا ہوتا تہا کیونکہ سوپریم
کورٹ کو کامل اختیارات شاہی بذریعہ ایکٹ سنہ ۱۷۷۳ حاصل تہے کہ قانون اور
قواعد واسطی عدالت کی مرتب کرے - اس زمانہ مین قاعدہ یہ تہا کہ عدالت
اور گورنمنٹ تابع واضعان قانون تہی اگرچہ گورنمنٹ کو بہی قواعد مرتب کرنیکا
اختیار تہا مگر منظوری سوپریم کورٹ کی لازم تہی جسطرح اب لوکل گورنمنٹ
کی قواعد کیواسطی منظوری گورنر جنرل درکار ہے - شاید اس خیال سے
ججون نے مداخلت معاملات گورنمنٹ مین کی ہو اور اونکو یہ بہی معلوم تہا کہ
وہ ظلم ہند روکنے کیواسطی مقرر ہوئی ہین اور یہ اونکی رائے تہی کہ سوائے
اونکے عدالت کی دوسری عدالتین جو صوبہ مین موجود تہی وہ ناجائز ہین
اور گورنمنٹ نی کچھہ مدد نہ دی بلکہ ملازمان کمپنی سے مقابلہ ہوتا رہا اور
دشمنی ہوئی اور جج بہی دیسی قانون اور رواج سی ناواقف تہے -
لوگون کو یہ گمان ہوگیا تہا کہ گورنر جنرل کو کچھہ اختیار نہین اور آپسمین انکا
خوب فساد رہی - سنہ ۱۷۸۰ تک عدالت ملکی مین بغیر تغیر و تبدل یہ انتظام تہا
جبکہ ایک ریگولیشن گورنر جنرل نے تیار کیا اور اوسمین یہ ہوا جو پرووِنشل

کونسل ہر ایک علاقہ مین مقرر ہوئی تہی اوسکو ہر قسم کے مقدمات کے
سماعت کا اختیار دیا یعنی دعوی حقوق زمینداری و تعلقداری و معافی
جو سابق صدر دیوانی کو حاصل تہا اور فیصلہ اونکا ہزار روپیہ تک قطعی
تہا اوس رقم سی زیادہ کا اپیل صدر دیوانی مین ہو سکتا تہا اسوقت
ہر ایک ضلع مین پروانسل کورٹ مقرر ہوئی اور عدالت ڈویژن عدالت
دیوانی کا نام رکھا گیا ۔ پولٹیکل کا کام بہت ہو گیا تو گورنر جنرل نے ایک
ممبر کونسل کو واسطی نگرانی صدر دیوانی کے مقرر کیا جس عہدہ پر سر ایلجا
امپی مقرر ہوا یہ شخص بڑا لائق تہا اوسنے ریگیولیشن ۱۷۸۰ء مین مرتب کیا تہا
جو ۱۷۸۱ء مین پہر پاس ہوا اور وہی عدالتونکا ضابطہ مقرر ہوا جسکا ترجمہ فارسی
اور بنگالی مین مشتہر ہوا تہا اسوقت تک کبہی کوئی قانون ترجمہ ہوکر مشتہر نہین ہوا
تہا اور خفیہ طور پر قانون رہتا تہا جو عدالت سابق صوبہ مین مقرر ہوئی تہی
اسوقت اونکی تعداد ۱۸ ہوئی اور اونکو اختیارات جو سابق پروانشل کونسل
کو تہے دئے گئے ۔ فوجداری عدالت صوبہ مین مقرر ہوئی تہی موقوف ہوئی
اور فوجداری اختیارات سپرد حاکمان دیوانی ہوئی اور زمیندار انکو اختیار
گرفتاری ملزمان کا دیا گیا تہا تاکہ وہ داروغہ کا پاس پیش کرے اسوقت اگرچہ
یہ تینون اختیارات یعنی مال دیوانی فوجداری ایک حاکم کی سپرد تہی
مگر کارروائی ہر ایک صیغہ کی علیحدہ علیحدہ ہوتی تہی ۔ اپیل دیوانی کا
صدر دیوانی مین اور اپیل فوجداری کا صدر فوجداری مین اور اپیل
مال کا بورڈ آف ریونیو مین جو عدالت پروانشل کو توڑکر مقرر ہوئے تہے
جسکی تقرری بموجب ریگیولیشن نمبر ا ۱۷۸۱ء ہوئی تہی اور یہ عدالت
ماتحت گورنر جنرل تہی فوجداری عدالتون کی نگرانی اور پڑتال کیواسطی

ایک افسر جسکا خطاب ایجرنس تہا مقرر ہوا - بموجب ریگیولیشن نمبر ۲ ۱۸۰۷ فوجداری عدالت کو گرفتاری اور قید کا اختیار دیا گیا تھا ❊

۱۸۰۷ مین ایکٹ پارلیمنٹ اس غرض سی پاس ہوا کہ درمیان سپریم کورٹ اور گورنر جنرل تنازع پیدا ہوا اور بہت اشخاص قید ہوئے سو گورنر جنرل کو مدد دینا ضروری ہے تاکہ وہ سزا سے محفوظ ہو اور اگر گورنر جنرل کو تمام طور کی اختیارات ملک مین دی جاوین تاکہ سہولیت سے معاملہ وصول ہو - جو لوگ اُن سے تنازعات مین قید ہوئے ہین اونکے قصور معاف کئے جائین اور قانون اور رواج ملک کا قائم رہے ❊

۱۸۰۲ مین بموجب باب ۷۰ دفعہ ۱۲ جارج سیوم کی گورنر جنرل اور کونسل کو پورا اختیار دیا تہا تمام صوبہ مین اور اوسکو کورٹ آف ریکرڈ اور اڈر وٹرمینر کی اختیارات دی گئے تھے اور یہ عدالت بادشاہ کی قانوناً سمجھی گئی تہی اور اپیل مین اوسکا فیصلہ قطعی تہا تاوقتیکہ وہ پچاس ہزار روپیہ کا یا اوس سے زیادہ کا ہو جسکا اپیل بادشاہ مع کونسل کے پاس ہو سکتا تہا ❊

۱۸۰۱ مین بموجب قانون باب ۲۵ دفعہ ۲ و ۸ و ۹ و ۱۰ اظاہر کیا گیا کہ سوپریم کورٹ کو گورنر جنرل اور کونسل پر کچھہ اختیار نہوگا نسبت اون معاملات کی جو ملازمان سے اپنے عہدہ کی حیثیت سی سرزد ہوون - کسی شخص نی بموجب تحریر گورنر جنرل کی کوئی فعل کیا ہو تو وہ تحریر واسطے بریت کی کافی ہوگی اور اوسپر کوئی دعوی نہو سکیگا - گورنر جنرل اور کونسل اور عاملان جوڈیشل پر کوئی دعوی سماعت نہوگا نسبت اوس

امر کی جو اوسنی بحیثیت اپنی عہدہ کی کیا ہو۔ معاملات مال مین سوپریم کورٹ
کی دست اندازی نہوگی اور نسبت اون معاملات وافعال کی جو متعلق
فراہمی معاملہ سی پیدا ہون دست اندازی نہوگی الا بموجب رواج ملک
یا ریگیولیشن گورنر جنرل کی صریح طور پر دست اندازی سوپریم کورٹ ہو۔
کوئی شخص جسکو تعلق زمین باعث ملکیت و قبضہ یا ٹہیکہ ہو ماتحت سوپریم کورٹ
نہوگا۔ کوئی شخص جسکو زمینداری سی تعلق ہو ماتحت سوپریم کورٹ نہوگا۔ کوئی
معاملہ درمیان ہندوستانی فریقین کے سوپریم کورٹ مین سماعت نہوگا
تاوقتیکہ انہون سنے بذریعہ تحریر قبول کیا کہ فیصلہ عدالت سی وقت پیدا ہونی تنازعہ
کے کرایا جاویگا اور اس امر کا لحاظ نہوگا کہ فریق ملازم یا ماتحت کسی یورپین کی
تہے یا کمپنی کے یعنی صریح طور پر تمام باشندگان ہند ماتحت گورنر جنرل ہوگئے
عدالت سوپریم کورٹ مانع سماعت مقرر کی صرف اس غرض سی نہوگی کہ فریقین
یا منجملہ اونکے کوئی فریق ملازم کمپنی یا گورنر جنرل کا ہے یا اسی قسم کی مقدمات
جنکی بنیاد تجارت پر ہے اور مقدمہ ہرجہ وغیرہ یا بذریعہ تحریر فریقین نی فیصلہ
کرانا قبول کیا ہو دائر ہوا کرینگے۔ دفعہ ۷ اگی بموجب قانون مروجہ ہند و
رسم و رواج فیصلہ نہین جائز رکہا گیا تہا کیونکہ کئی فیصلون سی دیسی رعایا کو
بہت تکلیف ہوئی تہی اسواسطی حکم ہوا تہا کہ جب فریقین مسلمان ہون تو معاملات
مذہبی اور معاملات روزمرہ مین فیصلہ بموجب قانون محمدی ہوا کرے اور جب
ہندو ہون تو بموجب دہرم شاستر اور جب فریقین مختلف مذہب ہون تو فیصلہ
بموجب قانون مدعا علیہ اور جب ان مذہب سی نہون تو مطابق معدلت
عامہ اور انصاف کی ہوا کرے یہ بہی حکم ہوا تہا کہ لوگ معاملات مذہبی و
دیوانی سے ملازمت آغا وغیرہ مین بموجب مذہبی عقائد کی عمل درآمد کرین

تو کوئی جرم نہین اگرچہ بموجب قانون انگریزی جرم ہون بشرطیکہ جائز ہو سکتا
ہوا ور دفعہ ۲۱ مین رائج ہو چونکہ گورنر جنرل کو یا کمپنی کی ممبران کو عدالتہائے
مفصل کے اپیل سماعت کرنیگا اختیار رہا ہی لہذا حکم ہوتا ہی کہ یہ عدالت جائز
طور پر اپیل سماعت کیا کری جسطرح کہ ابتک ہوتا رہا ہی اور جو فیصلہ اوس اجلاس
سے قطعی ہوگا پچاس ہزار تک اوس سی زیادہ کا اپیل پریوی کونسل مین ہوا
کریگا - دفعہ ۲۲ گورنر جنرل یا کمپنی کو اختیار تہا سماعت مقدمات فوجداری
نسبت کل جرائم اور خرابیونکی اور استحصال بالجبر جو تحصیل مالگذاری سے
پیدا ہون اور سزا دینے کا اختیار تہا بجز سزا موت وحبس دوام و کاٹنا اجزا
کا - دفعہ ۲۳ سی گورنر جنرل کو تیاری قانون کا اختیار تہا واسطی کارروائی
عدالتہای مفصل کی جسکی دس کاپی چھ ماہ تک بادشاہ معہ کونسل کی پاس واسطے
منظوری بہیجنے لازم تہی جسپر بادشاہ کو اختیار منظوری یا نامنظوری ترمیم حاصل
تہا اور قانون کو بادشاہ دو سال تک نامنظور نکرے تو وہ قانون جائز سمجہا جاتا
تہا مگر شرط یہ تہی کہ قرین انصاف ہو - جو لوگ درمیان ۱۷۷۹ء اور ۱۷۸۱ء
کی بابت خلاف ورزی احکام سوپریم کورٹ مجرم قرار دئی گئے تہے بری کئے
گئے - فرق درمیان ایکٹ ۱۷۷۳ء و ۱۷۸۱ء یہ ہوا کہ گورنر جنرل تحت سوپریم
کورٹ نرہا - نقص جو پہلے ایکٹ مین تہے رفع ہوئے - گورنر جنرل کو بغیر
رجسٹری سوپریم کورٹ عدالتہای مفصل کیواسطی قانون بنانیکی اجازت
ہوئی اور جو قانون سوپریم کورٹ کی واسطے مرتب ہون وہ رجسٹر ہوتی
تہے جو ۱۸۳۳ء تک ہوتی رہے یعنی دونو طرح کے قانون گورنر جنرل تیار
کرسکتا تہا واسطی عدالتہائے مفصل و سوپریم کورٹ - گورنر جنرل کی
تیار کئے ہوئے قانون سی ۱۸۳۰ء تک کوئی ایسا قانون نہین جو لائق

بیان ہو مگر سنہ ۱۸۳۳ء مین ریگیولیشن جو پیچھے ضابطہ عدالتہاے
مفصل کا ہو +

سنہ ۱۸۱۷ء تک جو قانون مرتب ہوئی تہے وہ سوپریم کورٹ مین رجسٹر ہوئے
اور بعد اوسکے جو بنائے گئے وہ اکثر عدالتہائے مفصل کے متعلق تہے مگر بغیر اختیار
تیار ہوتے رہے کیونکہ گورنر جنرل کو صرف اجازت ضابطہ عدالت بنانیکا
حکم تہا مگر قانون موثر حقوق رعایا بنائے گئے جو آخر کو بہ منظوری بادشاہ قانون
ہو گئے - دفعہ ۲۴ مین تہا کہ کسی جج یا مجسٹریٹ پر بابت کسی غلطی کے مقدمہ
ہو سکیگا جو کہ کارروائی جوڈیشل کرتے ہین عدالتہاے ملکی مین یا کسی اجنبی
شخص پر جو بموجب ایسی عدالت کے حکمنامہ کی یا پروانہ کی تعمیل کرتا ہو -
اسی دفعہ کے بموجب گورنر جنرل مع کونسل کو اختیار دیا گیا تہا ضابطہ واسطے
کارروائی عدالت مفصل کے بنانیکا بغیر نگرانی سوپریم کورٹ کے اور رجسٹری
ہونا بطور سابق موقوف ہوا تہا - مگر جو قانون واسطے کارروائی سوپریم
کورٹ کے مرتب ہوا اسکے رجسٹری سوپریم کورٹ مین ہونی لازم تہی -
یہ امر لازم تہا کہ دس کاپی اوس قانون کی پاس ڈائرکٹران کے اور
دس کاپی کمشنران کے پاس واسطے منظوری بادشاہ کے بہیجے -
اور یہ امر ہوا تہا کہ جن اشخاص کو عدالت سوپریم نے مقدمات خلاف ورزی
مین قید کیا ہوا تہا اونکی معافی ہوئی اور قید مین اور انتظام مین بہت تغیر و
تبدل ہوا تہا - یہ بہی مفہوم ہوا ہے کہ کمپنی کی عدالت جو صوبہ مین موجود تہی
اونکو عدالت سمجہا گیا تہا - اختیارات سوپریم کورٹ مسدود ہو گئے تہے
جو نقص قانون سنہ ۱۸۳۳ء مین تہا رفع ہو گیا - اختیارات گورنر جنرل معلوم
ہو گئے سو اسوقت سے ملک گیری مین بہی بہت ترقی ہوئی اور سوپریم کورٹ

بہی تعین رہا اور کام عدالت کا بخوبی ہوتا رہا اور انڈیا مین نہایت عمدہ اعلے
درجہ کی عدالت ہو گئی اور اوسی قاعدہ پر ۱۸۶۱ء تک قائم رہی جبکہ وہی عدالت
ہائی کورٹ مین بنائی گئی اوسیوقت سے کبہی کوئی تنازع درمیان سوپریم کورٹ
اور گورنر جنرل نہین ہوا اور بغیر نگرانی سوپریم کورٹ گورنر جنرل قانون
مرتب کرتا رہا — اگرچہ صرف اسوقت ضابطہ ہائی عدالت بنانیکا حکم تہا مگر گورنر
جنرل اور کونسل نے قانون جو موثر حقوق رعایا تہے بنائے اور آخر کو تمام
قانون مرتبہ گورنر جنرل ۱۷۹۷ء مین منظورے بادشاہ سے قانون ہو گئے یعنی جو
اختیار گورنر جنرل اور کونسل کو واسطے تیاری قانون ۱۷۸۳ء مین ملا تہا صرف
واسطے تیاری ضابطہ عدالت تہا مگر لیجس لیچر نے اپنے اختیارات سے انحراف
کرکے ایسے قانون بنائے جو موثر حقوق رعایا ہند وغیرہ تہے کیونکہ دس کاپی
بورڈ کمشنران مین ہر ایک قانون کی جاتی تہی جس سے پارلیمنٹ مین یہ
امر معلوم ہو گیا اسواسطے انہون نے بذریعہ ایکٹ پارلیمنٹ باب ۱۴۲ ۱۷۹۷ء
کے گورنر جنرل مع کونسل کو اختیار دیا کہ وہ ایسے قانون آیندہ مرتب کرین جو
موثر حقوق ہون اور درمیان ۱۷۸۳ء و ۱۷۹۷ء بغیر اختیار کے مرتب ہوئے
ہین وہ بہی جائز سمجھے جاوین یعنی اونکو بہی تاثیر قانون ہو گی — اور اس
زمانہ تک کوئی ضابطہ عدالت کا نہ تہا اور فریقین مقدمہ کو بہت ہرج ہوتا تہا
اور خرچہ بہت پڑتا تہا چنانچہ چارسو روپیہ کے مقدمہ مین سولہ سو روپیہ خرچ
ہوا سو چار سال تک معلوم ہوتا ہے عدالتہاے مفصل کا انتظام بغیر تغیر و تبدل
رہا کیونکہ کوئی نشان اونکا نہین پایا جاتا — ۲۳ جلوس جارج سیوم کے باب ۵۲
کی دفعہ ۱۰۷ کے بموجب سوپریم کورٹ کو دوبارہ اختیارات عدالت جہاز بہی
کے دئے گئے اور اختیار ہوا کہ انگریزون کو بطور جوری طلب کرین بہ نسبت

تجویز جرائم کی جو واقع ہون ہندوستان مین یا باہر کسی جگہ مین یورپین ملزم ہون سے
۲۷ جلوس جارج سیوم کے وقت مین بموجب باب ۱۴۱ دفعہ ایک کے سوپریم کورٹ
مین تین جج بجای چار کے مقرر ہوئے ٭
سنہ ۱۷۸۴ مین پارلیمنٹ نے پھر مداخلت کی یعنی ۲۹ باب جارج سیوم
کی ۲۴ و ۲۵ مین پاس ہوا جسکے دیباچہ مین یہ درج تہا کہ انتظام ایسٹ انڈیا
کمپنی ہندوستان مین درست کیا جاوے اور جو راجہ یا ہمردار یا زمیندار
یا مالک زمین سے تہے اور باعث حصول ملک اب وہ بیدخل ہوگئے ہین اونکو
بموجب قانون اور انصاف کے اپنا حصہ دینا چاہیئے اور دیسی لوگونمین
اونکے قانون قدیمی اور ملکی کے بموجب فیصلہ دینا چاہیئے ۔ اسی سال
مین ایک کمیٹی کمشنران بادشاہ کیطرف سے واسطے نگرانی حالات ایسٹ انڈیا
کمپنی کے مقرر ہوئے تہے تاکہ وہ رپوٹ بادشاہ کے پاس کیا کرین اور مارکوس
کورن ول اوس کمیٹی کا پریزیڈنٹ مقرر ہوا جو سنہ ۱۷۸۶ مین بعہدہ گورنر جنرل
مع تحریری ہدایات انڈیا مین آیا اور مضمون ہدایات موافق حالات ملک
تہا نہ رعایت دوسرے ملکون سے ٭
چوبیس ۲۴ جلوس جارج سیوم کے باب ۲۵ کے بموجب رعایا بادشاہ ماتحت عدالتہائے
کمپنی ہوئی یعنی حکم ہوا کہ تمام معاملات دیوانی و فوجداری کمپنی کی عدالت
مین سماعت ہوا کرین سابق اسکے تمام مقدمات یورپین پر سوپریم کورٹ
مین ہوسکتے تہے اور اسوقت سے ملکی عدالتون مین اوسیطرح ہونگے جیسے
وہ تابع تہے عدالتہای انگلند کے
۲۶ جلوس جارج سیوم مین باب ۵۷ پاس ہوا بموجب دفعہ ۹ کے
تمام ملازمان اور رعایا بادشاہ ماتحت عدالتہائے کمپنی کئے گئے

اور گورنر جنرل معہ کونسل کو اختیارات عدالت اور وٹرمینر کورٹ آف ریکرڈ دیئے گئے اور اوسکو فیلو ہیٹ بنایا گیا اور حکم ہوا کہ تمام اشخاص جو رعایا بادشاہ ہوں اور اونسے جرائم واقع ہوں ایشیا افریقہ امریکہ مین کیپ آف گوڈ ہوپ سے دوسری طرف وہ ماتحت کورٹ اور وٹرمینر کمپنی کی ہونگے اور سزا دینا اور جیل خانہ سپرد کرنا گورنر جنرل معہ کونسل کے اختیار رہو گا اور جو عدالتین اسی نام سے مدراس اور بمبئی مین سابق قایم تہی اونکو بہی اختیار تہا ان علاقونمین اگر کسی یورپین سے جرم سرزد ہو یعنی کنارہ کارومنڈل پر یا شمالی سرکارون مین یا صوبہ دکھن مین ماتحت راجہ آرکورٹ یا تنجور کے ہو

۱۷۸۷ء مین لورڈ کورن ولیس نے عدالتونکو جو صوبہ مین تہی دوبارہ مقرر کیا اور دیوانی اور مال ایک شخص کے ماتحت ہوا جو مقدمات فوجداری مین بہی سماعت کرتا تہا اور جرائم سنگین کے مجرم سپرد عدالت صدر نظامت کے اور یورپین بعد تحقیقات سپرد سوپریم کورٹ کئی جاتی تہے اور اسوقت مین فوجداری عدالت قائم رہی ہو

۱۷۹۰ء مین گورنر جنرل نے قانون فوجداری جو قانون محمدی سا نون ملک مین مروج تہا نہایت سخت سمجہکر فوجداری عدالتونکو تبدیل کیا جو ۱۷۷۲ء مین مقرر ہوئی تہی اور صدر فوجداری عدالت مرشدآباد سے پہر کلکتہ مین بدلدی جسمین بجای ججان گورنر جنرل و کونسل معہ قاضی القضات اور دو مفتی کے کام کرتے تہے اوس عدالت کو تمام اختیار بموجب ریگیولیشن نمبر ۲۶ ۱۷۹۰ء دیئے گئے تہے ۔ اسوقت مجسٹریان مقرر ہوئے جنکو واسطے سماعت و سزا دینے مقدمات خفیف مین اختیار

دیا گیا اور حکم ہوا کہ جرائم سنگین کے ملزم سپرد عدالت سرکیوٹ جو اسوقت
تمام صوبہ مین چار عدالت مقرر تہی کرین جن عدالت مین مفتی اور قاضی
بطور اسیسر کام کرتے تہے اور افسران عدالت ملازم متعہد تہے ہی
یہ عدالت موت اور حبس دوام تک سزا دیسکتی تہی اور ان سزا مین منظوری
صدر نظامت لازم تہی مگر واسطے سزا کے اکثر فتوے مولوی مفتی سے
موافق قانون ابو یوسف اور ابو حنیفہ کے ہوتا تہا — اور یہ تبدیل
ہوئی کہ معافی خون جو وارث مقتول سابق کرتے تہے موقوف ہوئی
اور عوضانہ خون بند ہوگیا اور دعوے کرنا قتل کا لازمی ہوگیا بلکہ مقدمات
سنگین مین سرکار مدعی سمجہی گئی +

۱۷۹۱ سنہ مین حکام سرکیوٹ کو حکم ہوا کہ سزا موت کا حکم عدالت صدر
نظامت خود دیویگی اور مقتول کے وارثون کو عوض خون مین نقدی
دینا موقوف ہوا معافی خون ناجایز سمجہی گئی — اور بموجب ریگیولیشن
نمبر ۲۲ سنہ ۱۷۹۲ اوسی سال مین داروغہ پولیس مقرر ہوا اور زمینداران سے
ذمہ واری پولیس موقوف ہوئی اور ہر ایک ضلع ٹہانجات مین تقسیم ہوا
جہان ایک ایک کوتوال مع ماتحتان پولیس مقرر ہوئے اور تنخواہ دینا ذمہ
سرکار ہوا اسوقت انتظام پولیس ماتحت زمیندار کے تہا اور تنخواہ بہی زمیندار
پولیس کو دیتے تہے جس سبب سے بہت اخفا اور ناانصافی ہوتی تہی
کیونکہ زمیندار رعائت ملزم کرسکتے تہے اور خواہ مخواہ کسی کو گرفتار
کرکے واسطے سزا مجسٹریٹ کے پاس پیش کرسکتے تہے مگر اُس وقت سے
انتظام جدید ہوا +

۱۷۹۳ سنہ مین یعنی ۳۳ جلوس جارج سیوم باب ۵۲ پاس ہوا

دفعہ کی بموجب تمام ججان سوپریم کورٹ اور گورنرانکو اپنے اپنے علاقہ مین اختیارات جسٹس آف دہی پیس کی استعمال کرنیکا حکم ہوا تہا اور گورنر جنرل کو اختیار دیا گیا تہا کہ کسی یورپین یا دیسی کو کسی علاقہ مین ماتحت اپنی حکومت کی اختیارات جسٹس آف دہی پیس اور ایسا شخص عدالت اپیل مین شامل نہو سکیگا تاوقتیکہ وہ بالخصوص بلایا جاوسے اور عدالت لئے علے کو اختیار تہا کہ مثل اونکی ماتحت سی اپنی عدالت مین طلب کرلیوی - دفعہ ۵۷ ایسے گورنر مقرر کرین جنکا عہدہ اسوقت کمشنر کی برابر تہا واسطے معاملات فوجداری کے دفعہ ۵۶ اسی گورنران کو اختیارات نسبت صفائی شہر بابت میونسپل ورک کے دیئے گئے تاکہ بذریعہ ٹکس یا جس طرح مناسب ہو انتظام صفائی کرین ہو

۱۷۹۳ء مین ایک مجموعہ ریگیولیشن کا ایک جلد مین ترتیب دیا گیا جسکا نام بنگال کوڈ ہی ہے اور جو عدالت مفصل کے واسطے ضابطہ مقرر ہوا اوسمین اچہے اچہے قواعد تہے ۴۸ ریگیولیشن جمع کئے گئے اسوقت گورنر جنرل مارکوس کورن ویلیس تہے ریگیولیشن نمبر ۴۸ مین بابت تیاری قانون یہ قواعد درج تہے - دیباچہ ریگیولیشن یہ ہے کہ واسطے بہتری رعایا کی ضرور ہے کہ قانون مرتب کیا جاوسے اور مع ترجمہ کی مشتہر کیا جاوے اور ان قوانین سے عدالتون کو معلوم ہوا کہ سابق کا قانون کیا تہا اور اسپر عمل درآمد ہوتا تہا اور کوئی نیا قانون جاری ہو سابق کا منسوخ ہوا اور کوئی قانون سابق بلا توجہ کامل منسوخ نہو ہر سال جو قانون جاری ہو سلسلہ وار نمبر ہو ہر ایک قانون مین نمبر ہو دیباچہ مع دلائل ضرورت قانون ہوا کرے اگر ضرورت ہو تو ہر ایک دفعہ مین فقرہ بہی ہو اور خلاصہ مضمون

ہر دفعہ کا ہوا کرے - جو نیا قانون تیار ہوا فسران جوڈیشل کے پاس
بہیجا جایا کرے - دفعہ ۱۲ کے رُو سے ہدایت ہوئی تہی کہ انتظام و فیصلجات
موافق پابندی ریگیولیشن ہوا کرین اور کسی قانون پر سوائے ضابطہ یعنی
بنگال کوڈ عمل درآمد نہ کیا کرین - دفعہ ۱۴ - و ۱۵ مین یہ درج تہا کہ دیسی
زبان مین ترجمہ ہو کر مشتہر ہوا کرے اور الفاظ ایک معنی مین استعمال
ہوا کرین - دفعہ ۹ مین تہا کہ عبارت ایسی صریح چاہیئے جو مناقض دوسری
عبارت کی نہو - دفعہ ۱۲ مین تہا کہ جب پہلے قانون کو دوسرا قانون منسوخ
اور دوسرا منسوخ ہو تو پہر پہلا جاری ہوگا اور عدالت جو تمام صوبہ مین سنہ ۱۷۸۷ع مین
مقرر ہوئے تہے موقوف ہوئے اور اوس ریگیولیشن کے بموجب
انتظام جدید شروع ہوا اور نئی عدالت ایسی قاعدہ پر مقرر ہوئین جو ابتک
تمام ملک مین قریب اوسی تجویز کے چلی آتی ہین صرف بنگالہ مین نہین
بلکہ تہوڑے عرصہ کے بعد مدراس و بمبئی مین بہی اوسی قانون کے
بموجب انتظام کیا گیا تجویز یہ تہی عدالت مال علیحدہ ہو گی اور دیوانی
فوجداری اختیارات ایک شخص کے سپرد ہوئے جو ملازم متعہد تہا
اور اپیل مال کا بورڈ آف ریونیو مین مقرر ہوا جج اور مجسٹریٹ کو اختیارات
پولیس بہی دئے گئے تہے اور عدالتونکے عہدہ داران ناموں سے
آمن - منصف - ثالث یہ دیسی آخر تہے جنکا اپیل ضلع جج کے پاس
ہوتا تہا صاحب ضلع اور رجسٹرار یہ لوگ یورپین اور اکثر ملازم متعہد تہے
رجسٹرار کو باجازت صاحب ضلع دو سو روپیہ تک دعوے فیصل کرنیکا
اختیار رہا اور منظوری اور دستخط صاحب ضلع فیصلہ پر لازمی تہے اور
تعداد ضلعہائے اسوقت ۲۶ تہے اور افسر اجلاس کنندہ ملازم متعہد

سے تہے معاون اونکے ایک مولوی اور ایک پنڈت ہر ایک ضلع مین
تہا اور فیصلہ مین یہ ہر ایک صاحب ضلع اور رجسٹرار کو مدد دیتے تہے
اپیل عدالت ضلع کا پروینشل کورٹ مین ہوتا تہا جنکی تعداد عام صوبہ مین
چار تہی اور ہر ایک ایسی عدالت مین تین تین جج تہے اور اسوقت یہہ
عدالت اِن مقامات مین مقرر تہی - کلکتہ - پٹنہ - مرشدآباد - ڈہاکہ -
اونکے معاون رجسٹرار و مولوی و پنڈت مقرر تہے - اِن پروینشل
کورٹ کا فیصلہ ہزار روپیہ تک قطعی تہا اوس سے زیادہ کا اپیل صدر
دیوانی مین ہوتا تہا جو کلکتہ مین مقرر تہی جسکے حکام گورنر جنرل معہ
کونسل و دیسی افسران تہے جنکا فیصلہ قطعی تہا اور ایسی عدالت مین
اپیل بورڈ آف ریوینو کا ہوتا تہا اور صاحب ضلع کو اسوقت سی عام
دعوی سماعت کرنیکا اختیار دیا گیا تہا - اس سال مین مجسٹریٹ مقرر
ہوئے جنکو اختیار دو سو روپیہ تک جرمانہ اور ۱۵ یوم تک قید کے دئے
گئے اور سپرد کرنیکا ملزمان کو جرائم سنگین مین عدالت سرکیوٹ اور
صدر نظامت مین اور یورپین کو سوپریم کورٹ مین اور عدالت سرکیوٹ
جو معاملات کی واسطے مقرر تہی اسکو تمام طرح کی سزا کے اختیارات
حاصل تہے مگر سزا موت و حبس دوام مین منظوری صدر نظامت لازم
تہی - صدر نظامت کے حاکمان گورنر جنرل معہ کونسل اور دیسی
افسران تہے اس عدالت کا اختیار تہا کہ حکم ماتحت کو منظور یا نامنظور
یا ترمیم یا منسوخ کرے یا تبدیل سزا کرے یا مزید تحقیقات کے واسطے
مقدمہ واپس بہیجے مگر یاد رہے اسوقت بہی گورنر جنرل کو اختیار تہا
کہ کسی مجرم کو باشرائط یا بلاشرائط قصور معاف کر دیوے یا سزا کو بدل دیوے

مفصل عدالتونمین قانون محمدی مروج تہا جہانتک کہ قانون انگریزی سے منسوخ نہین ہوا تہا اور اختیارات مین یہ فرق آیا تہا کہ فیصلہ رجسٹر کا پچیس روپیہ تک قطعی تہا اوس سے زیادہ کا اپیل عدالت سرکیوٹ مین اور دیسی افسران کا اپیل صاحب ضلع کے پاس ہوتا تھا ؛

سنہ ۱۷۹۵ مین بموجب ریگیولیشن نمبر ۲۲ کے پہر پولیس مقرر ہوئی اور داروغہ ہر ایک ٹہانہ مین مقرر ہوا زمینداران کو پولیس رکھنے کی معافی ہوئی اور تنخواہ پولیس سرکار کے ذمہ تہی اور ضلع ٹہانہ جات مین تقسیم ہوئے چنانچہ اول سنہ ۱۷۹۵ مین علاقہ بنارس مین انتظام پولیس ماتحت تحصیلداران وذیلداران وزمینداران انکے رہا اور واسطے معاوضہ چوری کے ذمہ وار قرار دئے گئے جبکہ اونکے علاقہ مین چوری ہوسوائے چوری وقت شب جو واقع ہو شعر عام یا جنگل مین بالجبر۔ یہ انتظام جو تجویز ہوا تہا رفتہ رفتہ تمام صوبہ مین ہوگیا جو اسوقت سے سنہ ۱۸۶۱ تک قائم رہا اگرچہ بعضے وقت کچھہ تغیر و تبدل بہی ہوا جبکہ ملک وکٹوریہ قیصر ہند نے بموجب ایکٹ آف پارلیمنٹ جلوس ۱۷ و ۱۸ تمام انتظام ملک اپنے قبضہ اقتدار مین کیا۔ تواریخ قانون اسوقت تک واسطے کارروائی جوڈیشل اور پولیٹکل مجمل تہے اور اکثر جنگی طور سے کام ہوتا رہا ہے اور کام جوڈیشل اور جنگی شامل ہوکر چلا آیا ہے اسوقت سے پختہ انتظام ہوا ہر ایک صیغہ کی کارروائی علٰحدہ ہوگئی ؛

سنہ ۱۷۹۷ مین جلوس جارج سیوم کو باب ۳۲ پاس ہوا جس مین حکم ہوا کہ گورنر جنرل قانون اور ریگیولیشن عام مجلس مین تیار کرین

اور دیسی زبانمین ترجمہ ہوکر واسطے اطلاع عوام کے مشتہر ہوا کرین
اور دس کاپی ڈائرکٹران اور دس کاپی بورڈ کمشنران کے پاس
ولائت مین واسطے اطلاع بادشاہ روانہ کیا کرین اسوقت تک قانون
پوشیدہ تیار ہوتا تہا اور سوا ے عاملان عدالت کے کوئی قانون
نہین پاتا تہا اسوقت سے عام طور مین مشتہر ہونا شروع ہوا ہی اور
گورنر جنرل کو اختیار رہا ری قانون جو موثر حقوق ہو بنانیکا ملا نسبت
تمام اشخاص کی جو ماتحت یا علاقہ مین یا رعایا ہند کے مال و جان حقوق
کی نسبت موثر ہوا اور قوانین کا نمبر یا قاعدہ سلسلہ وار ہوا کرے اور ترجمہ
ہوکر مشتہر ہوا کرے ؃

۱۷۹۷ء مین بموجب ریگیولیشن نمبر ۱۲ ۱۷۹۷ء دفعہ ۶ و ۷ دیوانی مین
فیصلہ پروانشل عدالت پانچہزار روپیہ تک قطعی سمجہا گیا اور اوس سے
زیادہ کا اپیل صدر دیوانی مین ہوتا تہا ۔ بموجب پاس ہوئی ریگیولیشن
نمبر ۱۶ ۱۷۹۷ء جسمین قواعد اپیل پریوی کونسل درج تہے حکم ہوا کہ جب
کسی شخص کو نا انصافی فیصلہ صدر دیوانی مین معلوم ہو تو اوسکو اختیار
ہے کہ اپیل پریوی کونسل مین کرے جبکہ دعوے پچاس ہزار روپیہ
یا زیادہ کا ہو ۱۷۸۰ء سے لیکر ۱۷۹۷ء تک عدالتہا ی مفصل بدستور
قائم رہی جبکہ گورنر جنرل نے قانون محمدی کو سخت جانکر حکم دیا کہ تبدیل
کرنی مناسب ہے اور صدر فوجداری کلکتہ مین مرشد آباد سے
تبدیل ہوئی جسکے حاکم گورنر جنرل مع کونسل ایک خاص قاضی القضاۃ
اور دو مفتی تہے اوسکو اختیار تہا ۔ بموجب ریگیولیشن نمبر ۲ ۱۷۹۰ء
کے اختیار تبدیل یا تنسیخ فیصلہ ماتحت کو کرے ۔ اسوقت مجسٹریٹ

مقرر ہوئے جنکو اختیارات مقدمات خفیف مین سزا دینے کا تہا اور جرائم سنگین مین سپرد کرنا عدالت سرکیوٹ مین جو صوبہ مین پہلے سے مقرر تہے اوسمین قاضی اور مفتی بطور اسیسران تہے اور اجلاس کنندہ افسر بلازم متعہد تہے اور سشن کا اجلاس کرتے تہے تمام قسم کی سزا دینے کا اختیار تہا صرف سزا موت و حبس دوام کے واسطے منظوری صدر نظامت درکار تہی مگر اوسوقت بہی فتوے موافق قانون ابو یوسف و ابو حنیفہ رح کے ہوتا تہا - لیکن یہ امر ظاہر کیا تہا کہ ہر فرقہ کو اختیار رہے کہ آزادی اپنے مذہبی رسومات بجا لاوے اور اپنے قانون و رسوم و رواج قوم کا پابند رہے - عدالت فوجداری مین اسوقت اسسٹنٹ مجسٹریٹ مقرر ہوئے اور بموجب ریگیولیشن نمبر ۵ سنہ ۱۷۹۵ پانچوین عدالت سرکیوٹ بنارس مین مقرر ہوئی اور تہوڑے عرصہ کے بعد دوسرے علاقہ مین ہو ٭

سنہ ۱۸۰۱ مین یہ تبدیلی ہوئی کہ صدر دیوانی کے حاکمان جو سابق سے تہے اونکی بجاے تین جج ملازمان متعہد مقرر ہوئے بموجب ریگیولیشن نمبر ۲ سنہ ۱۸۰۱ دفعہ ۲ و ۳ اور اپیل خاص کی اجازت دی گئی ہر ایک عدالت سے صدر دیوانی مین جو دعوے کسیقدر ہو - فوجداری مین یہ تبدیلی ہوئی کہ صدر نظامت مین بجاے گورنر جنرل و کونسل کے تین جج مقرر ہوئے اور قاضی مفتی اونکے معاون ہوئے ٭

سنہ ۱۸۰۳ مین دیسی کمشنر مقرر ہوئے جنکو سو روپیہ کے دعوے کی سماعت کا اختیار دیا گیا اور رجسٹر کو اختیارات پانچسو تک ایزاد ہوئے - بموجب ریگیولیشن نمبر ۱۶ سنہ ۱۸۰۳ ضلع کے جج کا فیصلہ اپیل ماتحت مین

قطعی سمجھا گیا مگر اسکے فیصلہ کا اپیل پرونشل عدالت مین ہوتا تہا اور اسسٹنٹ جج بہی اسی سال مین مقرر ہوئے مگر واقع غلطی قانون پر اپیل خاص کی اجازت تہی اور جو علاقہ جات سواے بنگالہ حاصل ہوئے تہے اونمین بہی انتظام پولیس مقرر ہوگیا +

سنہ ۱۸۰۴ مین جو علاقہ بزور شمشیر حاصل ہوا تہا اوس مین انتظام پولیس قائم ہوا +

سنہ ۱۸۰۵ مین صدر دیوانی کو اپیل خاص لینے کا اختیار دیا گیا تہا اون معاملات مین جسمین کسی اور وجہ سے نہو سکتا ہو۔ اور عدالت پرونشل کو اسیطرح ماتحت عدالت پر اختیار اپیل کا بطور صدر دیوانی کے دیا گیا ۔

بذریعہ ایکٹ نمبر ۴۷ جلوس جارج سیوم باب ۶۸ کے گورنران مدراس و بمبئی کو وہی اختیارات درباب تیاری قانون دئے گئے جو گورنر جنرل بنگالہ کو تہے اور اون قواعد کی رجسٹری گورنر جنرل کے پاس اور سوپریم کورٹ مدراس اور کورٹ آف ریکارڈ بمبئی مین ہوتے تہے اسی ایکٹ کی بموجب گورنر بمبئی کو مفصل کی عدالت کے قانون بنانیکا حکم ہوا تہا مگر یہہ لازم تہا کہ جو ریگیولیشن بابت ٹکس ہون اوسکی منظوری بورڈ آف کمشنران کے لازم تہی جو پارلیمنٹ مین ہوتے تہے اس ایکٹ مین یہ درج تہا کہ بادشاہ کے اختیارات مین خلل نہو گا +

سنہ ۱۸۰۷ یعنی ۴۷ جلوس جارج سیوم مین باب ۱۵۵ دفعہ ۱۰۵ اسکے بموجب ججون اور مجسٹریٹونکو جو عدالت مفصل مین مقرر تہے اختیارات جسٹس آف دی پیس دئے گئے تاکہ خفیف مقدما مین یورپین کو سزا دیوین اور بعد تحقیقات اونکو عدالت مناسب مین سپرد کرین اور دیوانی مین

مقدمات پانچسو روپیہ تک درمیان دیسی اور یورپین کے واقعہ ہون فیصلہ کرین - ۱۸۰۸ء مین مجسٹریٹون کو ایک سال قید مع جرمانہ یا بلا جرمانہ اور سزا بید اور جرمانہ کے اختیارات دئے گئے اور اسسٹنٹ مجسٹریٹ کو ایک ماہ قید کا اختیار ہوا پولیس کا انتظام جدید ہوا کیونکہ ماتحت تحصیلداران نامناسب سمجہا گیا امین مقرر ہوئے اور ضلع تہانہ جات مین تقسیم ہوئے جسطرح موجود ہین ✤

۱۸۰۸ء مین ضلع جج کے اختیارات محدود ہوئے کہ پانچہزار روپیہ کا دعوے سماعت کرے اوس سے زیادہ پروونشل عدالت مین ہوا کرے اور ایک سپرڈنٹ پولیس ماتحت صدر نظامت واسطے بنگالہ مقرر ہوا جو ملازم متعہد تہا - فوجداری مین یہ حکم ہوا کہ جب ملزم لائق سزائے موت یا حبس دوام ہو تو سپرد صدر نظامت ہوا کرے ✤

۱۸۱۰ء مین یہ تبدیلی ہوئی کہ گورنمنٹ کو اختیار ہوا کہ علاقہ مین ملازمان سے کسی کو اختیارات مجسٹریٹی عطا کرے اور وہ بطور مجموعی یا تنہا جیسی صورت ہو اجلاس کرے ✤

۱۸۱۲ء ۵۳ جلوس جارج سیوم بموجب باب ۱۵۵ بہت تبدیلی ہوئی دفعہ ۹۹ و ۱۰۰ کے بموجب تمام اشخاص کو اختیار دیا گیا تہا دعوے کرنیکا عدالتہائے کلکتہ و بمبئی و مدراس مین نسبت امورات دیوانی و فوجداری و مال وغیرہ کے اور ہر ایک علاقہ مین سرکاری وکیل مقرر ہوا تہا واسطے دعوے کرنے اور پیروی کرنے مقدمات کے جو سرکار پر یا سرکار کیطرف سے کسی پر ہون خواہے مقدمہ دیوانی یا فوجداری یا مال ہو - بموجب دفعہ ۱۰۷ کے یہ اختیار دیا گیا تہا کہ اپیل لئے علے عدالت

مین ہوا کرے جہان کہین مقدمہ ہو جو دفعہ بموجب ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۳۸ منسوخ ہوئے۔ اور دفعہ ۱۰ اسکے بموجب یہ شک رفع ہوگیا تہا کہ عدالت کو اختیارات جہازی حاصل ہین تمام اشخاص پر جنسے جرم واقع ہو سمندر یا خشکی مین موافق عدالتہاے ولایت کی اس سال بنارس و برار کے واسطے دوسرا پولیس سپرنڈنٹ مقرر ہوا تہا ✣

سنہ ۱۸۱۳ مین بہت بڑی تبدیلی ہوئی یورپین معاملات دیوانی مین ماتحت عدالتہاے کمپنی ہوئے تاکہ اونپر دعوے ہوا کرے اور اپیل بجائے صدر دیوانی سوپریم کورٹ مین اختیار تہا۔ فوجداری مین جرائم خفیف مین سب برٹش سبجکٹ ماتحت عدالت کمپنی ہوئے مگر سوپریم کورٹ کو اختیار تہا کہ مقدمہ اپنی عدالت مین منگا لیوے۔ اس سال گورنر جنرل نے ریگیولیشن واسطے ملکس بنگال و مدراس و بمبئی کے تیار کئے مگر ایسے ریگیولیشن کے واسطے منظوری ڈائرکٹران اول حاصل کرنی لازم تہی اور یہ بہی قواعد بنائے گئے تہے کہ جو شخص کسی علاقہ یا ملک سے کمپنی کے علاقہ مین آوے وقت پہونچنے کے وہ تابع قواعد مرتبہ کمپنی کے ہوگا اور آرٹیکل آف وار بنانیکا حکم بہی ہوا تہا سنہ ۱۸۲۴ تک اوسکی کارروائی ہوتی رہی ✣

سنہ ۱۸۱۴ مین اسسٹنٹ جج ہر ضلع سے موقوف ہوئے اور بجاے اونکی منصف و درامین مقرر ہوئے منصف کو ۶۴ روپیہ کا اختیار تہا اور امین کو ایکسو پچاس روپیہ کا اپیل منصف اور اور امین کا عدالت ضلع مین ہوتا تہا جسکو اختیار تہا کہ اگر کام کثرت سے ہو تو باجازت صدر دیوانی صدر امین کو اپیل سپرد کرے جسکا فیصلہ قطعی تہا مگر یورپین کے

مقدمہ کا اختیار نہ تہا اسی سال مین یہ ہدایت ہوئی تہی کہ جب فیصلہ خلاف
انصاف ہو یعنی کسی قانون یا رسم و رواج کے تو اوسکا اپیل خاص ہو سکتا
تہا عدالت پروونشل یا صدر دیوانی مین جیسی کہ صورت ہو اور صدر دیوانیکا
فیصلہ پچاس ہزار روپیہ تک قطعی تہا اوس رقم یا زیادہ کا اپیل پریوی کونسل
مین ہو سکتا تہا - فوجداری مین اسی سال پھر عدالت سرکیوئٹ جائز
ہو گئی +

۱۸۱۶ء مین پولیس سپرڈنٹ کو حکم ہوا تہا کہ اپنے اپنے علاقہ کی انتظام
پولیس کی نسبت گورنمنٹ کو سالانہ رپوٹ کیا کرین +

۱۸۱۷ء مین عدالت ضلع کے اختیارات دس ہزار روپیہ تک ہوئے
اور عام فیصلہ کا اپیل پروونشل مین ہوتا تہا - فوجداری مین عدالت سرکیوئٹ
کو حکم ہوا تہا کہ ملزمان قتل و سرقہ مع قتل کے سپرد نظامت ہوا کرین -
ریگیولیشن نمبر ۲ ۱۸۱۷ء جسکو ہدایت نامہ پولیس کہتے ہین پاس ہوا جسمین
مفصل اختیارات افسران پولیس درج تہے جو قواعد قریب انتظام موجودہ
کے تہے اسوقت چوکیداران دیہ کو لازم ہوا تہا کہ تمام وقوعہ موضع کی
رپوٹ تہانہ مین پہنچاوے +

۱۸۱۹ء مین صدر دیوانی اور پروونشل مین دوبارہ اپیل دینے کا
اختیار ہوا تہا کہ جب یہ معلوم ہوا کہ انصاف نہین ہوا - فوجداری مین
تمام مجسٹریٹان کو حکم ہوا تہا کہ اپنی اپنی حد اختیار تک سزا دیوین اور سپرد
کرین نگرانی اونکی کارروائی کی عدالت پروونشل کرتی تہی +

۱۸۲۱ء مین یہ منصف مقرر ہوئے اور اونکو ڈیڑھ سو روپیہ تک اختیار دیا
گیا - اسی سال مین صدر امین کو پانچسو تک اور اپیل صاحب ضلع کی پاس ہوتا تہا

سنہ ۱۸۲۴ء مین جزیرہ سنگاپور اور قلعہ ملاکا برٹش کو بذریعہ عہدنامہ کے بادشاہ ہند رلنڈ سے حاصل ہوئے پانچوین سنہ جلوس مین جارج چہارم نے کمپنی کو دیدئے اور چہٹے جلوس کو جزائر پرنس آف ویلس بہی شامل ہوئے جہان ایک عدالت ریکرڈ مقرر ہوئی جسکو اختیارات مساوی سوپریم کورٹ کلکتہ کے دئے گئے اور سنج جسٹس آغدہی پیر بنائے گئے ملازم متعہد جج ہوئے اب وہ علاقہ متعلق بنگالہ کیا گیا ہے اور عدالت ریکرڈ بہی مقرر ہوئی ✤

سنہ ۱۸۲۵ء مین عدالت سرکیوٹ کو قید ۱۴ سال کا اختیار دیا گیا بعض جرائم مین اور یہ امر موقوف ہوا کہ جرائم سنگین کے ملزم سپرد صدر نظامت ہون ✤

سنہ ۱۸۲۶ء مین گورنر جنرل کو اختیار دیا گیا تہا کہ جس قدر صرفی ہو عدالت مقرر کرین ✤

سنہ ۱۸۲۷ء مین صدر دیوانی نے صدر امین کے اختیارات ہزار روپیہ تک کر دئے اور اپیل مین ضلع جج کا فیصلہ قطعی سمجہا گیا ✤

سنہ ۱۸۲۹ء مین کمشنر مقرر ہوئے اور عدالت سرکیوٹ جو معاملات فوجداری کے واسطے تہے موقوف ہوئے اور کمشنر انکو اختیار دیا کہ دو دفعہ سال مین اجلاس کرین - اس سال تک انتظام پولیس قائم رہا اور کچہ تبدیل انتظام نہین ہوئے مگر اب پولیس سپرنٹنٹ موقوف ہوئے اور کام ماتحت عدالت سرکیوٹ ہوا جو صوبہ مین موجود تہے ✤

سنہ ۱۸۳۱ء مین ضلع مجسٹریٹ کو اختیار دیا تہا کہ صدر امین کو کوئی مقدمہ سپرد کرین اور عدالت کو ماہواری اجلاس کا اختیار دیا گیا تہا اکہ تمام

قسم کی مقدمہ تجویز کرین اور اپیل عدالت کمشنری اور صدر نظامت مین ہوتا
تہا کہ اس سال اختیارات پولیس تحصیلداران کو دیے گئے اور ۱۸۵۴ء
تک اونکی نگرانی داروغہ پولیس پر بدستور رہی اور کامل اختیار اونکا
نسبت نگرانی پولیس بطور سابق رہا۔ ۱۸۳۱ء مین بموجب ریگیولیشن نمبر ۵
۱۸۳۱ء کے منصف کے اختیارات تین سو روپیہ تک ہوئے اور صدر
امین کے ایک ہزار روپیہ تک رجسٹر کی عدالت موقوف ہوئی اور صدر
امین مقرر ہوئے اور عدالت ضلع کو پہر پانچہزار تک اختیار دیا گیا اور اپیل
کی بجاے پروونشل کی صدر دیوانی مین حکم ہوا۔ اسی سال مین یعنی ۱۸۳۱ء مین
اضلاع ممالک مغربی وشمالی مین ایک عدالت صدر دیوانی مقرر ہوئی
جسکو مساوی اختیارات صدر دیوانی کلکتہ کے دئے گئے۔ ایک
عدالت صدر نظامت مقرر ہوئی جسکو تمام اختیارات مساوی صدر نظامت
کلکتہ دئے گئے اور عدالت کمشنران کو اختیار دیا گیا کہ اسیسران اور
جوری سے امداد لیا کرین اور جسکو وہ چاہین طلب کر لیا کرین اور
اس سال مین فتوے لینا موقوف ہوا بجاے اوسکے حکم ہوا کہ جس
امر مین شک ہو اوسکی نسبت صدر نظامت سے راے طلب کیا کرین
اور یہ بہی حکم ہوا تہا کہ جو شخص مسلمان نہو اوسکو قانون محمدی سے
سزا نہوا کرے +

۱۸۴۳ء مین یہ تبدیلی ہوئی کہ صدر امین اور دوسرے افسران
دیوانی کو اختیارات فوجداری سپرد ہوئی اور فتوے موقوف ہو چکا تہا
اسواسطے اونکو حکم تہا کہ اسیسران یا جوری طلب کر لیا کرین اور ضابطہ
کارروائی عدالت مرضی حاکم پر موقوف تہا۔ اور دیوانی مین ججون کو

ہدایت ہوئی تہی کہ اونکو اختیار ہے کہ دیسی آدمیان سے تین طرح پرمدد لیوین - اول کمیشن مقرر کرین تاکہ بعد دریافت واقعات وہ تحریری رپوٹ کرین - دویم بطور اسیسران مقرر کرین تاکہ نسبت واقعات وہ اپنی راے ظاہر کرین - سیوم بطور ثالث یا جوری ہوکر راے دیکر فیصلہ کراوین +

۱۸۳۲ء مین پرونشل کورٹ موقوف ہو گئے اور جو مقدمات دائر تہے ضلع عدالت مین تبدیل ہوئے اور اپیل جو دائر تہی صدر دیوانی مین داخل ہوئی اور ضلع جج اسوقت زیادہ کئے گئے - ۱۸۳۳ء مین پارلیمنٹ کا یہ خیال ہوا کہ ہندوستان مین تیاری قانون کا اچہا انتظام نہین ہے سو اونکو تین امور کی کوشش کرنی ضروری معلوم ہوئی +

(۱) خود قوانین ہند کیطرف اعتراض تہا +

(۲) واضعان قانون کے اختیارات اچھی طرح سے ظاہر ہون +

(۳) کونسل ہر ۳ صوبہ مین اگرچہ مقرر ہے لیکن قانون عمدہ تیار نہین ہوتے +

(۱) اس ایکٹ پارلیمنٹ کے بموجب گورنر جنرل کو اختیار ہوا کہ تمام انڈیا کیواسطے قوانین تیار کرین اور علاقہ مدراس و بمبئی کی کونسل موقوف ہوئی +

(۲) یہ کہ کل قوانین مرتبہ گورنر جنرل کی ایسی حیثیت ہوگی جیساکہ ایکٹ اوف پارلیمنٹ کے ہوتے ہین اور کل عدالتہاے ماتحت پر اونکی تعمیل لازمی ہوگی اور رجسٹری وغیرہ کی آیندہ کسی قانون کی ضرورت نہوگی جیسے پہلے قوانین سوپریم کورٹ کے واسطے تہے +

(۳) گورنر جنرل کو یہ اختیار ہوگا کہ بغیر منظوری کورٹ اوف ڈائرکٹران آیندہ قانون مرتب کرین اور ایسے قانون نافذ کرین جنسے عدالت کمپنی کو اختیارات مساوی عدالت شاہی کے اختیارات اپنے علاقہ کی عدالت کو دیوے اور ایسی عدالت نسبت یورپین کے سزاموت کا حکم دیوے اور عدالت شاہی کو موقوف کردے ۴ بورڈ اوف ڈائرکٹران کو حکم ہوا کہ قواعد واسطے کارروائی گورنر جنرل مرتب کرکی بورڈ کمشنرانعین واسطے منظوری پیش کرین جنکی پابندی گورنر جنرل پر واسطے تیاری قوانین لازمی ہوتا کہ حق تیاری قانون پارلیمنٹ کا رہی نقول قانون مرتبہ گورنر جنرل پارلیمنٹ مین ارسال ہون گورنران مدراس وبمبئی کو اختیار تیاری قوانین جو سابق حاصل تہا جاتا رہا اگرچہ یہ اختیار ہوا کہ اپنے لیئے علاقہ کیواسطے قواعد مرتب کرکے منظوری گورنر جنرل حاصل کرین ۞

بموجب دفعہ ۷۳ گورنر جنرل کو اختیار ہوا کہ آرٹیکل اوف وار اور قواعد کورٹ اوف مارشل کے واسطے دیسی سپاہی کے بناوے خلاصہ یہ ہو کہ اس ایکٹ کے جاری ہونے سے متخلف کونسل موقوف ہوئی اور ایک کونسل ہوگئی جو ۱۸۶۱ء تک قائم رہی اگرچہ بعضے وقت کچھہ تغیر و تبدل ہوا چونکہ اس ایکٹ کی میعاد بیس سال تہی یعنی ۱۸۵۴ء مین ختم ہوئی اور اسوقت بہی گورنر جنرل مع کونسل کو اسطرح کے قوانین بنانیکا اختیار نہ تہا ۞

(۱) نسبت ترمیم یا تنسیخ یا التوا کسی ایسے ایکٹ کے جو واسطے انتظام فوج شاہی کے پارلیمنٹ سے جاری ہون ۞

(۲) نسبت ترمیم و تنسیخ ایسے ایکٹ کی جو ایسٹ انڈیا کمپنی یا ممالک ہندوستان یا باشندگان ہند کیواسطے پارلیمنٹ سے جاری ہون ٭

(۳) گورنر جنرل کو استحقاق نہوگا کہ ایسے قانون بناوے جس سے حقوق شاہی یا اختیار پارلیمنٹ مین خلل واقعہ ہو یا کسیطرح انگلستان کے قوانین مین یا اطاعت بادشاہ انگلنڈ مین از جانب رعیت کسیطرح کا خلل واقع ہو اسواسطے بذریعہ ایکٹ پارلیمنٹ سنہ ۱۷و۲۶ جلوس ملکہ معظمہ باب ۹۵ دفعہ ۲۶ سے یہ قرار دیا کہ کوئی قانون مرتبہ گورنر جنرل صرف اس وجہ سے نا جائز نہوگا کہ نسبت استحقاق بادشاہ کی یا اوس سے کمی بیشی ہوتی ہے بشرطیکہ قبل جاری ہونے اس ایکٹ کی منظوری اوس قانون کے بمہر شاہی حاصل ہو گی اور دستخط پریزیڈنٹ بورڈ کمشنران ہوئے ہون ایکٹ پارلیمنٹ سنہ ۱۸۳۲ مین درج ہے کہ اگر کورٹ اوف ڈائرکٹران قانون مرتبہ گورنر جنرل منسوخ کردے تو وہ منسوخ ہو جاویگا ٭

حال سنہ ۱۸۳۴ سے سنہ ۱۸۵۴ تک

سنہ ۱۸۳۴ کو انڈیا مین یہ قوانین جاری تھے ٭

(ا) کل قوانین انگلستان جو سنہ ۱۷۲۶ مین جاری تھے بذریعہ فرمان متعلق انڈیا ہوئے تھے ٭

(۲) قوانین مرتبہ پارلیمنٹ جو مختلف اوقات مین انڈیا کے واسطے جاری ہوئے تھے

(۳) ریگیولیشن مرتبہ گورنر جنرل جو سنہ ۱۷۹۴ تک جمع ہوئے تھے اور ما بعد سنہ ۱۷۹۴ سے سنہ ۱۸۳۴ تک جاری ہوئے تھے ۔ اور ریگیولیشن مدراس و بمبئی جو سنہ ۱۷۳۴ تک جاری ہوئے تھے سنہ ۱۸۳۴ مین سزا موافق قانون محمدی کی مطلق موقوف ہوئی اور اختیارات مین ایزادی ہوئی یعنی مجسٹریٹ درجہ

اول دو سال قید و درجہ دوم ایکسال قید اور صدر امین کو ایکماہ قید بتیس بید اور ۵ روپیہ جرمانہ کا اختیار تہا مگر عورت کو سزا بید ہی مستثنی کیا گیا
سنہ ۱۸۳۵ء مین اختیارات سرکیوٹ گورنر بنگال و آگرہ کو تبدیل ہوئی جنکو اسوقت سشن جج بولتے ہین بموجب ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۳۵ء
سنہ ۱۸۳۶ء مین یہ حکم ہوا تہا کہ بباعث نسل یا زاد بوم کوئی شخص کمپنی کے عدالت سے معاف نہوگا اور یورپین کا اپیل اس سال بجاے سوپریم کورٹ کمپنی کی عدالت مین دائر کرنیکا حکم ہوا
سنہ ۱۸۳۷ء مین صدر امین کو اور مقدمہ سماعت کرنیکا اختیار دیا گیا اور مقدمات مین جو ضلع جج اونکی سپرد کرے اور اپیل ضلع جج کی پاس ہوتا تہا ضلع جج کا فیصلہ جو پانچہزار سے زیادہ کا ہو اوسکا اپیل صدر دیوانی مین اور لوکل گورنمنٹ کو اختیار دیا کہ اپنے اپنے علاقہ مین پولیس مقرر کرین بطور سابق اور اختیارات عدالت موقوف ہوئے
سنہ ۱۸۳۸ء مین بموجب ایکٹ نمبر ۲۴ سنہ ۱۸۳۸ء منصف کا سرسری اپیل ضلع جج کے پاس ہوتا تہا
سنہ ۱۸۴۱ء مین حکم ہوا تہا کہ مقدمات بغاوت تمام عدالت مین تحقیقات ہوکر نظامت مین سپرد ہوا کرین جو اخیر حکم کی منظوری گورنمنٹ سے طلب کرے اور یہ امر ظاہر کیا گیا تہا کہ ماتحت کے حکم کا اپیل میعاد ایکماہ مین اور عدالت نظامت مین تین ماہ تک ہوسکتا تہا اور اوس عدالت کا حکم قطعی تہا
سنہ ۱۸۴۲ء مین یہ حکم ہوا کہ جب کوئی فیصلہ خلاف انصاف یا رواج یا ضابطہ کے ہو اوسکا اپیل صدر دیوانی مین ہوسکیگا بموجب ایکٹ

نمبر ۳ سنہ ۱۸۴۳ بموجب ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۴۳ یہ حکم ہوا تہا کہ مفصل مین اگر عدالت ماتحت یا جسٹس آف دی پیس نے کسی یورپین کو سزا دی ہو تو اعلے عدالت بذریعہ تحریر ہیبس کورپس کے منسوخ نکر سکیگی اور لوکل گورنمنٹ کو اختیار دیا گیا تہا کہ ڈپٹی مجسٹریٹ علاقہ جات مین جہان مناسب جانین مقرر کرین اور اختیارات مجسٹریٹی اور پولیس دیوے

سنہ ۱۸۴۴ مین بموجب ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۴۴ یہ حکم ہوا کہ مقدمہ عدالت صدر امین وغیرہ مین دائر ہوا کرے یا جہانکہ سماعت کی لائق ہو مگر صاحب ضلع کو اختیار تہا کہ جس مقدمہ کو وہ چاہے اوٹہالیوے خواہی خود تجویز کرے یا کسی ماتحت کو جو لائق سماعت ہو سپرد کرے

سنہ ۱۸۴۵ مین اسسٹنٹ مجسٹریٹ کو اختیارات خاص عطا ہوئی اور لائق سمجہے گئے اون مقدمات مین تجویز کرنیکو جو مجسٹریٹ ضلع اونکی سپرد کرے اور یہ تجویز ہوئی کہ ہر ایک مجسٹریٹ آیندہ بغیر منظوری مجسٹریٹ ضلع کے تجویز کرے اسوقت تک منظوری مجسٹریٹ ضلع کی لازم تہی

سنہ ۱۸۵۴ چونکہ بموجب ایکٹ ۳ و ۴ بادشاہ ولیم چہارم یعنی سنہ ۱۸۳۴ مین پارلیمنٹ سے منظور ہوا تہا کہ تیس اپریل سنہ ۱۸۵۴ تک انتظام ہندوستان کا ماتحت کمپنی کے بطور امانت رکھا جاوے سو حال کے پارلیمنٹ سولہوین و سترہوین جلوس مین یہ ایکٹ پاس ہوا

دفعہ نمبر ۱ مین حکم ہے کہ جبتک پارلیمنٹ دوسرا بندوبست ملکی نکرے تبتک سب ممالک جو بالفعل سرکار کمپنی کے تصرف اور قلمرو مین ہے بموجب قوانین اور ضابطہ سابق کے اونکے قبضہ مین رہے اور تمام شرائط نسبت حکومت وغیرہ بدستور رہے

دفعہ نمبر ۲ سنہ ۱۸۵۴ء مین صرف اٹھاران ڈائرکٹر ہونگے اور اونکے حقوق ویسی ہونگے جیسے کہ سابق کو حاصل تھے اور اونکی مجلس مین دس یا اس سے زیادہ کے دستخط ہر ایک کارروائی پر ہونا چاہئے ✢

دفعہ ۳۔ ملکہ معظمہ کو اختیار ہے کہ تین منتظم مقرر کرکے ڈائرکٹران مین شامل کرے اور وہ ایسے شخص ہونے چاہئے کہ دس سال یا زیادہ نوکری ہندوستان مین کی ہو ✢

دفعہ ۴۔ اور اپریل سنہ ۱۸۵۴ء تک سب ڈائرکٹران کی تقرری ہوچکے اور اونکو ایک مہر بنام بورڈ کمشنران رکھنی ہوگی ✢

دفعہ نمبر ۵ مین ملکہ معظمہ کو اختیار ہے کہ چھہ ممبر تک مقرر کرے ✢

دفعہ نمبر ۶ جب کسی ممبر کی جگہ خالی ہو تو دوسرے کو مقرر کرے ✢

دفعہ ۷۔ انتخاب ایسے ممبرونکا ضابطہ معینہ سے ہوگا ✢

دفعہ ۸۔ دو سال اور چار سال اور چھہ سال میعاد ممبرونکی ہوگی آئندہ کو وہی بدستور قائم رہیگی اور شرائط بھی وہی رہینگی ✢

دفعہ ۹۔ جو ممبر کمپنی مقرر کریگی وہ بھی لائق اور ہوشیار ہونا چاہئے اور ہندوستان مین نوکری کی ہو ✢

دفعہ ۱۰۔ مال شریک کو جسکا دس ہزار روپیہ سے زیادہ حصہ ہو اوسکو اختیار ہوگا کہ ایسے منتظم کی تقرری مین رائے دیوے ✢

دفعہ ۱۱۔ مین کوئی شخص منتظم مقرر ہونیسے پارلیمنٹ سے نکالا نہین جائیگا ✢

دفعہ ۱۲۔ جو منتظم سابق ہے وہی منتظم پھر مقرر ہوگا ✢

دفعہ ۱۳۔ منتظم کو ان الفاظ مین حلف اوٹھانا ہوگا ✢

دفعہ ۱۴- کمپنی مذکور کے دربار مین بیس شخص کا لائق حاضر ہونے چاہیے اور اوس تعداد سے کم نہون +

دفعہ ۱۶- بنگالہ مین گورنر جنرل کو ہر ایک علاقہ مین لفٹنٹ گورنر مقرر کرنا اختیار ہوگا- گورنر جنرل معہ کونسل کو اختیار ہوگا کہ ممالک شمالی و غربی مین لفٹنٹ گورنر مقرر کرے +

دفعہ ۱۷- کمپنی کے منتظمون کو اختیار ہوگا کہ علاوہ بنگالہ کے اگر کوئی حصہ زیر حکومت ہو تو اوسکے واسطے جدا لفٹنٹ گورنر مقرر کرے +

دفعہ ۱۸- منتظمون کو اختیار ہوگا کہ ملک کے حصہ کرکے لفٹنٹ گورنرونکو حدود مقرر کر دیوے +

دفعہ ۱۹- ۱۸۳۴ء سے جو مدراس اور بمبئی کی کونسل موقوف ہوئی تہی پھر اجازت ہوتی ہے کہ ہر ایک علاقہ مین کونسل مقرر کرین +

دفعہ ۲۰- ہر ایک کونسل مین معمولی ممبر ملکہ کی طرف سے مقرر ہوگا +

دفعہ ۲۱- کونسل واضعان قانون کے چوتہے ممبر کو جو اختیار حاضری اور راے دینے کا نہ تہا آیندہ کو اختیار ہوا +

دفعہ ۲۲- مین ہے کہ ہندوستان مین واضعان قانون کی انجمن بہتر تجویز کیجاوے اور ہر ایک علاقہ سے ممبر کونسل مین واسطے تیاری قانون کے بہیجا جاوے اور سوپریم کورٹ کا ایک جج شامل جلسہ ہوا کرے اور گورنر جنرل کو منتظمان کمپنی اختیار دے سکتے ہین کہ دو ممبر کونسل مین اور ایزاد کر لیوین اور ہر ایک ممبر کو اختیار ہوگا کہ جلسہ و تیاری قانون مین راے دیوے +

دفعہ ۲۳- گورنر جنرل کو اختیار رہے کہ اپنی غیر حاضری مین کسی ممبر کو

جلسہ مین میر مجلس مقرر کرے اور میر مجلس کی راے حالت اختلاف مین دو راے کے برابر ہوگی +

دفعہ ۲۴- گورنر جنرل کو اختیار رہے کہ کسی قانون مرتبہ کونسل کو مشتہر نکرے جبتک مشتہر نہو قانون کا اثر نہین رہیگا +

دفعہ ۲۵- گورنر جنرل کو یہ بھی اختیار رہے کہ مشتہر ہونے سے پہلے دوسری ممبران قانون بنانیوالونکو طلب کر لیوے +

دفعہ ۲۶- کوئی قانون صرف اس وجہ سے ناجائز نہوگا کہ بادشاہ کی کسی حق مین خلل ڈالتا ہے بشرطیکہ اُسکی تیاری کی منظوری بادشاہ کیطرف سے ہوئی ہو +

دفعہ ۲۷- اور سب جرمانہ اور تاوان اور ملکیت اور وراثت بیت المال مین جمع ہوکر ملکہ معظمہ کیطرف سے بطور امانت ذمہ سرکار کمپنی کے ہے اور روپیہ ہند کے کام مین اصراف کیا جاوے اور گورنر جنرل کو اگر اجازت ہو تو کسی رشتہ دار قریبی یا بعید کو مال لاوارث کا عطا کرے

دفعہ ۲۸- تیسرے اور چوتھے جلوس ولیم چہارم کمشنران قانون مقرر ہوئے تھے کہ وہ قانون اور ضابطہ بموجب حالات ملک اور رواج رعیت مرتب کرکے رپوٹ کیا کرے سواونکی متواتر کیفیت واسطے تبدیلی قانون پہونچی لیکن کچھہ فیصلہ نہین ہوا پس ملکہ معظمہ کو اختیار ہے کہ جتنے شخصون کو مناسب سمجھے اس کام کے لئے مقرر کرے اور تمام کاغذات اونکی سپرد ہون اور اونکو اختیار دیا جاوے کہ اگر اونکو کوئی کاغذ ہند سے درکار ہو یا کسی کمشنر قانون یا کمپنی کی ملازم کی راے درکار ہو تو اوسکو طلب کر لیوین +

دفعہ ۲۹ - کمپنی کا اول وکیل کمشنران کی منظوری سے مقرر ہوگا +

دفعہ ۳۰ - کمانڈر انچیف ملکہ معظمہ کا ہند مین کمپنی کی فوج کا سپہ سالار مقرر ہوگا +

دفعہ ۳۱ - کمپنی کو اختیار ہوا کہ بیس ہزار تک گورہ سپاہ رکھہ لیوی +

دفعہ ۳۲ - کمشنرونکا اختیار ہی کہ آئین اور ضابطہ واسطی ہند کی تیار کرین +

یعنی یہ قرار دیا گیا کہ گورنر جنرل کی کونسل مین ہر سہ پریزیڈنسی سے گورنران ایک ایک ممبر اپنی اپنے علاقہ سے واسطی بنانے قانون کے روانہ کرین تاکہ کونسل مین وہ حالات اسپنے اسپنے علاقہ کے بیان کیا کرین - اس زمانہ سی سابق گورنر جنرل کی چار ممبر تھے اور چوتھا ممبر رواج ملک سے ناواقف تھا اسلیئے وہ مسودہ موافق حالات ملک تیار نکر سکتا تھا اور یہ امید نہ تھی کہ تمام ملک کیواسطی ایک جگھہ قانون تیار ہوسکے - تین ممبر ملازم کمپنی کے تھے اور چوتھا بادشاہ کا جو مسودہ کرتا تھا اور مجلس مین اوسکو حاضری کا اختیار نہ تھا مگر اس ایکٹ کی بموجب ممبر چہارم کو شریک جلسہ ہونیکا اختیار ہوا - اس سال دو ممبر اور مقرر ہوئے ایک مدراس اور ایک بمبئی سے اور یہ قرار دیا گیا تھا کہ علاوہ گورنر جنرل کے یا عدم حاضری مین چھہ ممبر جمع ہوا کرین لازم تھا کہ منجملہ چھہ ممبران کے ممبر چہارم یا سوپریم کورٹ کا چیف جسٹس جلسہ مین شامل ہوا کرے - اسی سال مین بموجب ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۸۵۳ع پہلے اختیارات منسوخ ہوئے اور جدید دئے گئے اور یہ حکم ہوا کہ اپیل خاص صدر دیوانی مین ہوا کری صرف ان وجوہات پر +

(۱) واقعات پر فیصلہ نہین ہوا +

(۲) فیصلہ خلاف قانون ہے +

(۳) کارروائی عدالت موافق ضابطہ مروجہ عدالت نہین ہوئی +

(۴) فیصلہ مین درحقیقت نقص یا شک ہی +

(۵) ظاہراً غلطی ضابطہ کی ہے +

(۶) تحقیقات کسی (امر تنقیح کی نہین ہوئی - اور کوئی اپیل خاص واقعات پر نہوگا سواس ایکٹ کی کارروائی سنہ ۱۸۶۱ تک ہوتی رہی جبکہ ایکٹ بابت لیجس لیجرانڈیا کے جاری ہوا +

حال سنہ ۱۸۵۴ سے سنہ ۱۸۶۱ تک

سنہ ۱۸۵۴ مین ایکٹ آف پارلیمنٹ یعنی باب ۹۵ جلوس ۱۶ و ۱۷ ملکہ معظمہ وکٹوریہ کی تعمیل شروع ہوئی اور ملک بطور امانت ماتحت کمپنی رہا - اوراس سال تک صرف کونسل گورنر جنرل مین تمام انڈیا کیواسطے قانون تیار ہوتا تھا - لیکن اس سال یہ حکم ہوا کہ ہرایک علاقہ سے ایک ایک ممبر گورنر جنرل کی کونسل مین بہیجا جاوے تاکہ وہ حالات اپنے علاقہ کے وقت تیاری قانون بیان کرے پیشتر اوسکے سنہ ۱۸۳۴ سے گورنران کو کوئی قانون واسطے اپنے علاقہ کے مرتب کرنیکا اختیار نہ تھا اُن سے دریافت نکیا جاتا تھا کہ کون امور اونکے حالات ملک کی موافق یا خلاف ہین - یہ بات لائق یاد کے ہے کہ فرق نسبت تیاری قانون درمیان سنہ ۱۸۳۴ و سنہ ۱۸۵۴ کے یہ ہوا - ہر علاقہ سے ایک ایک ممبر شامل واضعان قانون کیا گیا - اور زائد ممبر کی اجازت ہوئی +

سنہ ۱۸۵۶ مین جبکہ کمپنی سند کی تجدید کے انتظام مین تہی کہ ہندوستان مین فوج دیسی یکایک باغی ہوگئی اور بہت مکانمین بلوہ ہوگیا اور انتظام مین خلل واقع ہوا - مگر ۱۴ - دسمبر سنہ ۱۸۵۷ کو دہلی پہر فتح ہوئی

اور ملک مین انتظام درست ہونا شروع ہوا - ولائت مین اِس خرابی کی خبر پارلیمنٹ ہین ہوئی تو ۱۲- اگست ۱۸۵۸ء کو یہ ایکٹ پاس ہوا - جسکے بموجب سلطنت ہند ماتحت انگلنڈ ہوئی +

۱۸۵۸ء اگست تک کمپنی کے حقوق قائم رہی جبکہ جلوس ۲۱ و ۲۲ مین ایکٹ پارلیمنٹ باب ۱۰۶ پاس ہوا جسکی +

دفعہ ۱- کا مضمون ہے کہ آیندہ کو انڈیا مین جسکی حکومت ایسٹ انڈیا کمپنی کے ماتحت تہی بنام و از جانب ملکہ معظمہ کی حکومت ہوگی اور انڈیا کی تعریف وہ علاقہ ہے جو کمپنی کے ماتحت ہے یا بموجب کسی باعث کے آنیوالا ہے یا داخل ہو +

دفعہ ۲- کا مضمون ہے کہ جو تعلق دائمًا ریاست غیر سے کمپنی کو تہا وہ ملکہ معظمہ کے ساتہہ قائم رہیگا اور جس آمد یا حقوق کی کمپنی مستحق ہوتی اگر یہ ایکٹ نہوتا وہ تمام حقوق سرکار کے ہونگے اور آمد خرچ بموجب کارروائی اُس ایکٹ کے صرف مین لائی جاویگی +

دفعہ ۳- کا مضمون ہی کہ تمام طرح کے اختیارات جو کمپنی کے ڈائرکٹران یا بورڈ کمشنران کو واسطے آمد و خرچ و تقرری افسران حاصل ہے وہ تمام اختیارات ملکہ معظمہ کے وزیر اعظم کو آیندہ حاصل ہونگے اور اوسکی کارروائی جائز سمجھی جاونے گی +

دفعہ ۴- کا مضمون ہے کہ چار وزیر ملکہ معظمہ کے مع چار نائب وزیر کے واسطے اے دینے معاملات انڈیا کے ہوس اف کامنس مین شامل ہوا کرینگے +

دفعہ ۵- کا مضمون ہے کہ جو شخص پریزیڈنٹ بورڈ کمشنران معاملات ہند کا فی الحال مقرر ہی عرصہ ایکماہ کے اندر وہ شخص وزیر اعظم مقرر ہوگا

اور ہوس آف کامنس کا ہوجاویگا مگر اس باعث سے وہ پارلیمنٹ سے خارج نہوگا ۞

دفعہ ۶۔ ملکہ معظمہ کو اختیار ہوگا کہ در حالت ضرورت پانچوان وزیر اور نائب وزیر مقرر کرے اونکو بہی تنخواہ موافق دوسرے وزراء انڈیا کی آمد سے دیجاوے گی ۞

حال انڈیا کی کونسل کا جو ولایت مین ہے

دفعہ ۷۔ واسطے کارروائی اس ایکٹ کی ایک کونسل جسمین ۱۵ ممبر ہون بنام انڈیا کونسل کے مقرر ہون اور جو کونسل انڈیا مین اس نام سے ہے اوسکا نام گورنر جنرل کی کونسل پکارا جائے ۞

دفعہ ۸۔ کورٹ آف ڈائرکٹران کمپنی کو اختیار ہے کہ سات ممبر کے نام جنہون نے کام ڈائرکٹران کا کیا ہو یا کرتے ہون چھانٹ کر سفارش کریں تاکہ وہ بمنظوری ملکہ معظمہ بمہر شاہی ممبر کونسل انڈیا کے مقرر ہون وہ ممبر پہلے ہونگے۔ اور ۸ ممبر ملکہ معظمہ بورڈ کمشنران سے مقرر فرماوے۔ در حالت غفلت ڈائرکٹران واسطے تقرری یا انکار کمپنی ممبر کے ملکہ معظمہ کو اختیار ہے کہ کسی لائق شخص کو مقرر کرے مگر ۹ شخص ایسے لائق ہون جو انڈیا کے حالات سے ماہر ہون موافق اس قانون کی ۞

دفعہ ۹۔ پہلے وقت تقرری ممبران ملکہ معظمہ کے منظوری سے ہوگی اور آئندہ کونسل خود بموجب کثرت رائے کسی شخص کو مقرر کریں جبکہ کسی طرح سے کسی ممبر کی جگہہ خالی ہو ۞

دفعہ ۱۰۔ ممبر کونسل کے جو اسے ڈائرکٹران کی طرف سے منتخب ہون

یا ملکہ معظمہ مقرر کرین ایسے ہونے چاہئین جنہون نے کم از کم دس سال انڈیا کی بود و باش کی ہو اور دس سال سے پہلے انڈیا چھوڑا ہو ۔ کوئی ممبر مقرر نہو گا تا وقتیکہ ایسی لیاقت رکھتا ہو یا ۹ ممبر ایسے لیاقت کے سابق کونسل مین موجود ہون ۞

دفعہ ۱۱ ۔ ہر ایک ممبر کو لازم ہی کہ دیانت دار اور نیک چلن رہے اور ملکہ معظمہ کو اختیار ہو گا کہ کسی ممبر کو بموجب درخواست دونو پارلیمنٹ کے موقوف کرے ۞

دفعہ ۱۲ ۔ کوئی ممبر کونسل کا پارلیمنٹ مین شامل ہو کر راے دینے کی قابل نہو گا ۞

دفعہ ۱۳ ۔ ہر ایک ممبر کو ۱۲ سو پونڈ سالانہ آمد ہندسی دیا جاویگا ۞

دفعہ ۱۵ ۔ وزیر اعظم کو لازم ہو گا کہ محکمہ سکرٹری آف سٹیٹ کا انتظام بہت جلدی کر کے تجویز انتظام مع کیفیت تنخواہ افسران چھہ ماہ تک پیش کرے اور پارلیمنٹ سی منظور ہو کر آیندہ اوسپر عمل درآمد ہو ۞

دفعہ ۱۶ ۔ جب ایک دفعہ انتظام شروع ہو جاوے تو آیندہ کیواسطے وزیر اعظم کو اختیار ہو گا واسطے تقرری اور موقوفی افسران سول سروس کے اور قواعد امتحان وغیرہ اون سے متعلق ہونگے مگر یہ دفعہ بموجب باب ۷۰ جلوس ۲۲ و ۲۳ منسوخ ہوئی ۞

دفعہ ۱۷ ۔ ملکہ معظمہ کو اختیار ہے کہ کسی شخص کو جو ملازم کمپنی ہو اور تخفیف مین آجاوی اوسکو معاوضہ ایک دفعہ یا سالیانہ وظیفہ کے طور بہ مہر شاہی عطا کرے ۞

دفعہ ۱۸ ۔ ملکہ معظمہ کو اختیار ہی کہ بمہر شاہی اون اشخاص کی ملازمت

سابق جو آیندہ بہی نوکر سرکار ہون واسطے وظیفہ کے مجرا دیویں اور جنکی نوکری آیندہ شروع ہو اونکو بہی موافق قواعد معینہ وقت وظیفہ یا پنشن ملازمت کی عطا کرے ⁂

ضابطہ کونسل

دفعہ ۱۹ - کا مضمون ہے کہ تمام خط وکتابت متعلق انڈیا کے خواہ ہندستی یا انگلنڈ سے ہو سکرٹری آف سٹیٹ سے ہوگی اور جو کاغذات انڈیا کو روانہ ہون ونپر ایک وزیر کا دستخط ہونا چاہیے ⁂

دفعہ ۲۰ - سے وزیر اعظم کو اختیار تہا کہ کونسل کو مختلف کمیٹی مین تقسیم کرے تاکہ مختلف محکمہ جات کا کام سہولیت سے ہو اور اونمین موافق حالات تغیر وتبدل کرے ⁂

دفعہ ۲۱ - وزیر اعظم پریزیڈنٹ ہی اور کونسل مین اوسکی راے غالب اور اوسکو اختیار ہی کہ وائس پریزیڈنٹ مقرر اور موقوف کرے ⁂

دفعہ ۲۲ - وزیر اعظم کو اختیار ہی کہ کونسل کا اجلاس ہفتہ مین ایکدفعہ واسطے کاروبار معاملات انڈیا کے تعین کرے اور جسمین پانچ ممبر سی کم کا اجلاس نہو لیکن کسی ممبر کی تقرری ایسے اجلاس مین نہوگی ⁂

دفعہ ۲۳ - کونسل مین سواے تقرری کسی ممبر کے وزیر اعظم کی راے اور عدم حاضری مین وائس سکرٹری کی راے غالب ہے ⁂ بحالت مساوی یا اختلاف راے ہر ایک ممبر کو مع وزیر اعظم کی نسبت اپنی اپنی راے کی دلائل تحریری دینی ہونگی ⁂

دفعہ ۲۴ - تمام کاغذات جو متعلق انڈیا ہون مع دلائل سات روز تک کمسری کونسل مین واسطے ملاخطہ دوسرے ممبران کے رکہے جاوینگے

تاکہ اونکو موقع ہو واسطی اظہار اپنی رائے کے۔ اگر کوئی ممبر مائینوٹ بک مین رائے ظاہر کرے تو اوسکی نقل وزیر اعظم کے پاس روانہ ہوگی

دفعہ ۲۵ - اگر وزیر اعظم کی رائے سے خلاف زیادہ ممبر کی رائے ہو تو وزیر اعظم اپنی دلائل اختلاف کی کارروائی مین تحریری درج کرے گا ✝

دفعہ ۲۶ - وزیر اعظم کو بحالت ضرورت اختیار ہی کہ کوئی کاغذ انڈیا کو بخبر کارروائی دفعہ ماسبق روانہ کرے اور دلائل اپنی ضروری کارروائی کی تحریر کرکی ہر ایک ممبر کو اطلاع دیوی جبکہ اختلاف رائے رہا ہو ✝

دفعہ ۲۷ - وزیر اعظم کو اختیار ہی کہ ایسے کاغذات جنکو پوشیدہ طور پر بورڈ کمشنران معرفت ڈائرکٹران کسی صوبہ یا حاکم کو خفیہ روانہ کرتے تھے بغیر اطلاع کونسل کی انڈیا کو روانہ کرے - اور جو کاغذات خفیہ کارروائی کے انڈیا سے ڈائرکٹرانکے پاس روانہ ہوتے تھے آیندہ افسران لفافہ پر لفظ خفیہ کا تحریر کرکی وزیر اعظم کے نام روانہ کرین ✝

تقرری افسران و پنشن

دفعہ ۲۹ - ملکہ معظمہ کو اختیار ہی کہ ممبر شاہی آیندہ گورنر جنرل اور چہارم ممبر اوسکی کونسل کا اور گورنران صوبہ اور ایڈوکیٹ ہر ایک صوبہ مین مقرر کرے - دوسرے ممبر کونسل گورنر جنرل کی وزیر اعظم مقرر کریگا - لفٹننٹ گورنر بمنظوری ملکہ معظمہ گورنر جنرل مقرر کرسکتا ہے اور شرائط لیاقت جو سابق ضروری تھی بدستور رہی ✝

دفعہ ۳۰ - تمام عہدہ داران کی تقرری اور پنشن و ترقی بموجب

قواعد سابق قائم رہینگی اور جو کارروائی ڈائرکٹران کرتے تھے
وزیر اعظم آیندہ کو کریگا

دفعہ ۳۲ — وزیر اعظم بامداد بورڈ کمشنران قواعد واسطے امتحان سول سروس تیار کرکے پارلیمنٹ مین پیش کرے تاکہ اوسکی موافق ملازم مقرر ہوا کرین جنکی تقرری وزیر اعظم کے اختیار مین ہے

دفعہ ۳۳ — دوسری صیغہ یعنی جہازی جنگی وغیرہ کے افسران کی تقرری ملکہ معظمہ کو اختیار رہے

دفعہ ۳۴ — تمام اشخاص برٹش سبجکٹ جنکا ارادہ ملازمت یا جنگی کا ہو درخواست امتحان اون علوم کی دیوین تاکہ بعد امتحان ملازم ہون

دفعہ ۳۵ — ملازمت کیواسطے ۱/۲ حصہ ایسی اشخاص ہونے چاہئیں جنکے والد نے انڈیا مین ماتحت سرکار یا کمپنی کی ملازمت کی ہو

دفعہ ۳۶ — ملازمان صیغہ غیر کی تقرری بمنظوری ملکہ معظمہ وزیر اعظم کو بھی اختیار رہی ماسواے اشخاص بالا کے

دفعہ ۳۷ — وزیر اعظم کو اختیار رہی کہ مع کونسل قواعد اور قوانین واسطے تقرری افسران انڈیا کی تیار کرے اور تاوقت موجودگی ایسی قوانین کی ضابطہ سابق جو کمپنی مین تھا جاری رہیگا

دفعہ ۳۸ — واسطے تقرری کسی شخص کی سابق تحریریہ بیوم کی انڈیا ڈائرکٹران کو دیجاتی تھی آیندہ وہ تحریر بعد مہر شاہی میعاد بالا مین وزیر اعظم کی دفتر [illegible]

دفعہ ۳۹ و ۴۰ — تمام حقوق کمپنی سے بجز سرمایہ اصلی کے جو انڈیا مین ہے وہ حق سرکار ہونگے

دفعہ ۴۰ - وزیر اعظم کو اختیار ہے کہ تمام جائداد جو کمپنی کی سرکاری ہے جاوے اوسکو فروخت یا گرو کرے اور انڈیا کے خرچ مین لاوے اور ہر امر قسم کے بیعنامہ پر تین ممبر کی دستخط ضروری ہین ✤

معاملات مال

حسب دفعہ ۴۰ - اختیار نسبت آمد مال انڈیا وزیر اعظم کو ہوگا اور کسیطرح کوئی پنشن یا وظیفہ بجز غلبہ راے کونسل کے نہ دیا جاویگا ✤

دفعہ ۴۲ - جو حقوق بموجب ایکٹ ۱۸۳۳ء کمپنی نسبت انڈیا کی یعنی اصل رقم و قرضہ و اخراجات بابت صلحنامہ ریاست غیر یا کسی وظیفہ کے ہین تمام وہ حقوق اوسیطرح قائم رہینگی اور آمد مال انڈیا سے روانہ ہونگے ✤

دفعہ ۴۳ - تمام رقوم جو بابت انڈیا کی آمد مین ہون وہ بینک انگلنڈ مین جمع ہونگے بموجب دستخطی چک وزیر اعظم برآمد ہوا کرینگے ✤

دفعہ ۴۴ - جو روپیہ اب کمپنی کا بینک مین موجود ہے وہ بنام وزیر اعظم درج حساب ہوگا تمام طرح کی اختیارات نسبت آمد و خرچ و خرید و فروخت اسباب ایسٹ انڈیا کمپنی کے وزیر اعظم کو حاصل ہونگے اور وزیر اعظم کو لازمی ہوا کہ حساب سالیانہ پارلیمنٹ کی اجلاس مین پیش کیا کرین اور ترقی تنزل آمد و خرچ کا دکہلایا کرین - جب کسی علاقہ انڈیا مین جنگ یا دشمنی کسی ریاست کی شروع ہو تو اوسکی اطلاع پارلیمنٹ مین تین ماہ کے عرصہ مین پیش کرنی ہوگی درحالت ضرورت ایکماہ مین - بجز صورت حفاظت سرحد حملہ دشمن کوئی خرچ جنگی بجز منظوری پارلیمنٹ آمد انڈیا سے نہوگا - جو ملازمان کسی عہدہ پر ہون وہ بدستور ملازم رہینگے

اور اونکے حق حقوق نسبت پنشن رخصت وغیرہ ویسی ہونگے گویا یہ ایکٹ
پاس نہین ہوا۔ گورنر جنرل مع کونسل کو اختیار نسبت تیاری قانون و
قواعد بدستور سابق قائم رہینگے۔ جو جلوس ۱۶ و ۱۷ ملکہ معظمہ کے بموجب
دیئے گئے تمام قوانین جو اسوقت تک نسبت انڈیا جاری ہوئی ہین بطور
سابق جاری رہینگے۔ تمام دعوے اور معاہدہ جو کمپنی کیطرف سے
یا کمپنی پر ہوسکتے تھے آیندہ وزیر اعظم کی نام ہوا کرینگے اور اونکے نام سے
جوابدہی ہوگی۔ مگر کسی وزیر پر ذاتی ذمہ واری بابت کسی معاہدہ یا دعوے
کی نہوگی اور آیندہ کو ڈائرکٹران پر کوئی دعوی نہوگا ✤

۲۲ و ۲۳ جلوس ملکہ معظمہ مین باب ۲۷ پاس ہوا وجہ اوسکی یہ تھی کہ کوئی
معاہدہ جو سابق افسران کمپنی انڈیا مین کرسکتے تھے بموجب ایکٹ ۲۱ و ۲۲
جلوس ناجائز سمجھے جاتے تھے اسواسطے گورنر جنرل اور گورنران و دیگر اشخاص
کو جنکو صراحتاً اختیار دیا جاوے معاہدہ بنام وزیر اعظم کیا کرین ایسے معاہدے
جائز ہونگے اور جوابدہی مین نام وزیر اعظم ہوا کرے اور کسی شخص یا وزیر اعظم
پر ذاتی ذمہ واری کسی معاملہ کی نہوگی ✤

جلوس ۲۳ و ۲۴ مین باب ۲۷ پاس ہوا کہ لیجس لیچر شاہی کو اختیارات تیاری
قانون نسبت ایسے اشخاص کی دیا جاوے جن سے جرم قتل عمد یا زہر یا کوئی
جرم سنگین سمندر یا کسی علاقہ غیر مین واقع ہو تو ایسے ملزم کو سزا دینے کا
اختیار رہو جاوے اور آیندہ کو شک رفع ہو جاوے سو اس ایکٹ کے
بموجب واضعان قانون ہند کو اختیار نسبت تیاری قانون مساوی
پارلیمنٹ کے دیا گیا تھا ✤

باوجود اس ترمیم کی مدراس اور بمبئی سے یہ شکایت پیش ہوئی کہ اگرچہ قوانین

بنگالہ مین تیار ہی ہوتی ہین مگر مدراس اور بمبئی کے واسطے تکلیف پیدا ہوتی ہے کیونکہ بہت امور متعلقہ عدالتہاے مدراس بمبئی کلکتہ کونسل کو معلوم نہ تہے واقع ۹ دسمبر ۱۸۵۹ لارڈ کنگ ہیم صاحب نے جو اوسوقت گورنر جنرل تہے اپنی راے اسطرح پر ظاہر کی ۞

اوّل اعتراض نسبت واضعان آئین و قوانین کی بہت بحث کرتے ہین اور مثل پارلیمنٹ کارروائی کرتے ہین جو اونکو کرنی نہین چاہئے ۞

دویم یہ کہ اگرچہ ہر ایک پریزیڈنسی سے ایک ایک ممبر بہیجا جاتا ہے مگر تاہم شکایت مدراس و بمبئی کے قانون کی درست ہے کیونکہ امور متعلق اونکے احاطہ کے درست طور پر کونسل مین پیش نہین ہوتے اور نہ ہوسکتے ہین - اسلئے تجویز اونکی ہر سہ پریزیڈنسی مین ایک ایک کونسل مقرر کرنیکی ہوئی - یعنی کلکتہ مدراس بمبئی مین - بلکہ لارڈ کنگ ہیم صاحب نے یہ بہی تجویز پیش کی کہ پنجاب اور الہ آباد مین بہی علیحدہ علیحدہ کونسل قانون بنانیکیواسطے مقرر ہون - اونہون نے یہ راے بہی ظاہر کی کہ کونسل واضعان قانون کیواسطے جو ممبر تجویز ہون اونپر دو امور قابل غور ہونے چاہئین ۞

اوّل وہ ممبر ایسے ہونے چاہئین جو کلکتہ اور دیگر مقامات کے جلسہ ہاے قانونی مین شریک ہوسکتے ہون ۞

دویم کارروائی اُس نہج پر ہونی چاہئے کہ ممبران ہندوستانی کی راے لیجاوے - نتیجہ اس سفارش کا یہ ہوا کہ ۱۸۶۱ء مین ایکٹ ۲۴ و ۲۵ جلوس ملکہ معظمہ باب ۶۷ جاری کیا گیا جس کا نام انڈین کونسل ایکٹ ہے بذریعہ جسکے مدراس اور بمبئی کے مقامی کونسل واضعان قانون کے بنائی گئی ۞

ذکر انڈین کونسل ایکٹ

منشا اس ایکٹ کا ہے کہ کونسل گورنر جنرل کو انڈیا مین عمدہ طرح قانون بنانے کے اختیارات دئے جاوین اور مختلف صوبہ مین واضعان قانون مقرر ہون اور عدم حاضری گورنر جنرل مین کونسل کی کارروائی کسطرح ہو دفعہ ۱ یہ ایکٹ مشہور انڈین کونسل ایکٹ سنہ ۱۸۶۱ کے نام سے مشہور ہوگا دفعہ ۲ حسب ایکٹ ہذا گورنر جنرل کے عاملانہ کونسل مین پانچ ممبر ہونی چاہیئین تین کی تقرری وزیر اعظم معہ کونسل کے اختیار مین ہوگی اور ایک بیرسٹر ہوگا ممبر چہارم اور کمانڈر انچیف دو ممبر ملکہ معظمہ مقرر فرماوینگے لیکن بموجب ایکٹ پارلیمنٹ سنہ ۲۸ و ۲۹ جلوس ملکہ معظمہ باب ۱۹ مین بادشاہ کو اختیار ہے کہ بجاے پانچ کے چھہ معمولی ممبر مقرر کرے اور یہ چھٹا ممبر محکمہ تعمیرات کا نگران رہیگا بروے دفعہ ۲ - ایکٹ ہذا ملکہ معظمہ کو اختیار ہوا کہ بعد تقرری ممبران کے کسی ممبر کا عہدہ خالی ہو تو بجاے اوسکے کوئی اور ممبر مقرر نہ کرے - برخلاف اسکے یہ ہے کہ عہدہ قانونی ممبر کا خالی نہین رہ سکتا بلکہ تمام ممبران کی تقرری اختیار ملکہ معظمہ کے ہے چنانچہ اختیار مذکور ملکہ کو بذریعہ ایکٹ سنہ ۳۲ و ۳۳ باب ۹۷ دفعہ ۸ کے ذریعہ سے دیا گیا - دفعہ ۴ ممبران موجودہ کام کرینگے اونکی تقرری ایسی سمجھی جائیگی کہ بموجب اس ایکٹ کے مقرر ہوئے ✤

ذکر کونسل گورنر جنرل آف انڈیا مین

اس کونسل کی ممبر تین قسم کی ہوتی ہین معمولی غیر معمولی - زاید ممبر معمولی ممبر کی تقرری کا بادشاہ وقت کو اختیار ہے ✤

ذکر غیر معمولی ممبران

(۱) غیر معمولی ممبر کونسل گورنر جنرل مین کمانڈر انچیف جسکو جناب گورنر جنرل مقرر کرین ہوسکتا ہے ✤

(۲) اگر کونسل گورنر جنرل کی مدراس اور بمبئی کے احاطہ مین ہو۔ تو گورنران اوس احاطہ کے بلحاظ اپنی عہدہ کی غیر معمولی ممبر ہوسکتے ہین ✤

(۳) ایڈیشنل یعنی زائد ممبر چھہ سی کم اور بارہ ۱۲ سی زاید نہون مگر زاید ممبران صرف تیاری قانون مین شامل ہوسکتی ہین اور جلسہ عاملانہ مین معمولی ممبر شامل ہو سکتے ہین اور یہ کونسل گورنر جنرل کی کسی مقام مین جو گورنر جنرل مقرر کرے ہوسکتی ہے۔ اور واسطی کارروائی اس کونسل کی قواعد بنانیکا اختیار گورنر جنرل کو ہے مگر جبکہ گورنر جنرل کی رائے واسطی کرنے دورہ کے ہو اور کونسل اونکی ہمراہ نہو تو گورنر جنرل کو اختیار ہی کہ معمولی ممبران ہی کسیکو قائم مقام بنائے مگر ایسے قائمقام کو اختیار ہوگا کہ قانون مرتبہ کی نسبت درباب منظوری یا نامنظوری کے رائے ظاہر کرے۔ بلکہ گورنر جنرل کو اختیار ہوگا کہ براہ دورہ سوائے تیاری قوانین بذریعہ اشتہار اپنے آپکو اختیار گورنر جنرل باجلاس کونسل کا دے اور جبکہ پریزیڈینٹ بباعث غیر حاضری گورنر صدر نشین جلسہ ہو یا بسبب بیماری یا کسی اور وجہ سے شریک جلسہ نہو سکتا ہو تو ممبران حاضرین سے جو بلحاظ تقدیم تاریخ مقررہ کے مستحق ہو بجائے پریزیڈینٹ صدر نشین جلسہ ہوسکتا ہے۔ اگر گورنر جنرل یا پریزیڈنٹ مقام جلسہ مین موجود ہو اور وہ بیمار ہو مگر ایسا بیمار نہو کہ کواغذ پیش شدہ کونسل پر دستخط کرنی سی معذور ہو تو اوسپر دستخط گورنر جنرل یا حسب حال پریزیڈنٹ کے ہو سکتے ہین

ذکر نسبت کونسل واضعان قانون

کونسل واضعان قانونمین معمولی اور غیر معمولی اور زائد ممبر شامل ہواکرینگی زاید ممبراز جانب گورنر جنرل ہونے چاہئین انکی تعداد چھہ سے کم اور بارہ سے زائد نہونے چاہیئے جس قدر زائد ممبر تجویز ہون اونمین سے نصف ایسے ہون جو سرکاری ملازم نہون یعنی ملازمان سول اور فوج نہون اور اگر کوئی سرکاری عہدہ اختیار کرلیوے تو کونسل سے اوسکا عہدہ خالی ہوجاویگا ؕ

لیکن کوئی قانون مرتبہ کونسل واضعان قانون کا صرف اس وجہ سی ناجائز نہوگا کہ بروقت بنائے جانے قانون کے تعداد ممبران غیر ملازم پوری نہین تہی ۔ زاید ممبر دوسال کے لئے مقرر کیا جاتا ہے ۔ لیکن ممبر کو اختیار ہے کہ دوسال سی پہلے مستعفی ہوجاوے اور اگر بباعث وفات یا مستعفی ہونے کسی ممبر کے اوسکا عہدہ قبل میعاد دوسال کے خالی ہوجاوے تو گورنر جنرل کو اختیار ہے کہ باقی میعاد کے لئے کسی اور ممبر کو مقرر کرے جو اختیارات کہ گورنر جنرل باجلاس کونسل کو واسطی تیاری قانون کے دئے گئے ہین وہ صرف کونسل واضعان قانون مین عمل مین لا سکتے ہین اور ایسی کونسل مین گورنر جنرل یا اوسکی غیر حاضری مین پریزیڈنٹ یا پریزیڈنٹ کی غیر حاضری مین کوئی معمولی اور ممبر اور چھہ دیگر ممبر شریک جلسہ ہونے چاہیئے ۔ اس سے کم نہون ورنہ کونسل نہوگی ۔ بصورت اختلاف رائے کثرت رائے پر فیصلہ ہوگا اگر رائے دونو طرف برابر ہو تو گورنر جنرل یا اوسکی غیر حاضری مین میر مجلس کی

اوسکی راے کے برابر ہوگی ✤

کونسل کی تاریخ اور جلسہ کا التوا باختیار گورنر جنرل ہوگا ✤

بموجب دفعہ ۱۸ گورنر جنرل باجلاس کونسل کو آئندہ بہی قواعد کارروائی کونسل بنانیکا اختیار رہوگا لیکن سیکریٹری آف سٹیٹ کو اوسکی نامنظوری کا اختیار رہیگا۔ یہ قواعد جنکا اوپر ذکر ہوا نسبت تیاری اور مشتہر کرنے قوانین کے ہوتے ہین بجز اسکے اَور کارروائی کونسل واضعان قانون مین نہین ہوتے سواے اون امور کے جو واسطے تیاری قانون پیش کئے گئے ہون اونپر تجویز کرے۔ لیکن کوئی نیا قانون کوئی ممبر پیش نہین کرسکتا جبتک کہ ایسے امر کے پیش کرنیکی اجازت کونسل سے نہ حاصل کرلیوے یا جبکہ وہ امر جو پیش کیا گیا متعلق ایسے امر کے ہو جو کونسل مین پہلے پیش ہوا تہا۔ لیکن بموجب دفعہ ۱۹۔ ایکٹ مذکور امور ذیل کی نسبت بلامنظوری گورنر جنرل کے کوئی تجویز پیش نہین ہوسکتی ✤

(۱) تجاویز نسبت قرضہ عام یا قرضہ قوم یا مالگذاری سرکار جس سے قانون آمدنی و خرچ مین فرق پڑتا ہو ✤

(۲) نسبت مذہب یا مذہبی رسومات و رواج کسی قانون رعایا ہند کی ✤

(۳) نسبت انتظام یا قائمی فوج جنگی یا بحری کے ✤

(۴) نسبت رابطہ اتحاد جو مابین سرکار اور والیان ملک غیر کی ہو ✤

جبکہ کوئی قانون کونسل واضعان قانون سے مرتب ہو جاوے تو گورنر جنرل خواہ وہ اوس جلسہ مین حاضر تہا یا نہ تہا اختیار رکھتا ہے کہ وہ اوس قانون کو منظور یا نامنظور کرے یا اپنی منظوری یا عدم منظوری ظاہر نکرے جبتک کہ ملکہ معظمہ کا منشا اوسکی بابت ظاہر نہو ✤

کوئی قانون یا کوئی ایکٹ مرتبہ کونسل قانون کی حیثیت نہ رکھیگا تاوقتیکہ گورنر جنرل نے منظور نکیا ہو یا ملتوی اور منظوری ملکہ معظمہ پر رکھا گیا ہو تاوقتیکہ منظوری ملکہ معظمہ بہ نسبت اوسکی حاصل نہوا ور اوسکا اشتہار گورنر جنرل نے ندیا ہو جس قانون کو گورنر جنرل منظور کرلیوے اوسکی نقل مصدقہ سکرٹری آف سیٹٹ ہند کے پاس بھیجی جاویگی اور ملکہ معظمہ کو اختیار ہے کہ کسی قانون کی نسبت اپنی نامنظوری کی رائے ظاہر کرے ایسی صورت مین جس تاریخ سے گورنر جنرل نامنظوری قانون ملکہ معظمہ مشتہر کرے اوس تاریخ سے وہ ایکٹ منسوخ سمجھا جاویگا۔

کونسل واضعان قانون کو اختیار ہے کہ واسطے تیاری قانون جسکے رو سے کوئی قانون جو بروقت جاری ہونے ایکٹ ہذا کے مروج ہو یا آیندہ مروج کئے جاوین اوسکی منسوخی وترمیم وتبدیل کا اختیار ہندوستان مین اور واسطے تیاری قوانین نسبت کل اشخاص کی خواہ اہل برطانیہ ہون خواہ باشندگان ہندوستان و ملک غیر و کل عدالتہائے و کل مقامات و کل اشیار کی جو حدود مندرجہ ہندوستان مین واقع ہون اور واسطے کل ملازمان گورنمنٹ ہند خواہ سے ریاست غیر مین ہون جنکے ساتھ اتحاد کا رابطہ قائم ہو +

گورنر جنرل کے اختیارات

بموجب ایکٹ ۲۴ و ۲۵ جلوس ملکہ معظمہ باب ۶۷ دفعہ ۱۱ کے گورنر جنرل کو اختیار بنانے قوانین کا ہے +

نواب گورنر جنرل کو اختیار ہے کہ نئی ہائی کورٹ منظوری زیر عملداری کسی حصہ ہند مین مقرر کریں

بموجب ایکٹ ۲۸ جلوس ملکہ معظمہ باب ۱۱۵ ہائی کورٹ کی حدود مین
تغیر و تبدل کا گورنر جنرل کو اختیار حاصل ہی - بذریعہ ایکٹ ۲۸ جلوس
ملکہ معظمہ باب ۱۷ گورنر جنرل معہ کونسل کو کل رعایا برطانیہ کی نسبت
اختیار تیاری قوانین کا دیا گیا ہے اگرچہ ایسا شخص کسی ریاست غیر مین
بھی رہتا ہو جسکے ساتھ سرکار کو رابطہ اتحاد خواہ وہ سرکاری ملازم ہو
یا نہو - بذریعہ ایکٹ ۳۲ و ۳۳ جلوس ملکہ باب ۹۸ دفعہ ۳ کل رعایا
ہند کی نسبت خواہ وہ اسوقت برٹش انڈیا مین ہون یا باہر جاوین
گورنر جنرل کو اوسیطرح اختیار دیا گیا جیسا کہ بموجب ایکٹ ۲۸ سنہ ۱۸۷۲
دیا گیا ہی - اور بموجب دفعہ ۱۲ - اسی ایکٹ کی جو قوانین گورنر مدراس
یا گورنر بمبئی نے مرتب کئے وہ جاری رکھے گئے - حسب دفعہ ۵۲
قانون ۳۲ و ۳۳ جلوس ملکہ معظمہ باب ۹۸ نواب گورنر جنرل اجلاس کونسل
کو اختیار نسبت تنسیخ و ترمیم ایکٹ سنہ ۱۸۳۳ع باب ۸۵ دفعات ۸۱ لغایت ۸۶ کے
دیا گیا اور گورنر جنرل نے ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۶۹ نسبت انگریزان اوارہ گرد
کی جاری کیا اب بعوض اوسکے ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۴ جاری ہی گورنر جنرل
و گورنران کو اختیار ہی کہ کسی ممبر کونسل کو بحالت بیماری چھہ ماہ تک
رخصت عطا کرین اور نصف تنخواہ دیوین *

بموجب ایکٹ ۱۴ و ۱۵ جلوس ملکہ معظمہ باب ۴۰ دفعہ ۲۰ لغایت ۲۲
گورنر جنرل کو نسبت ازدواج و طلاق وغیرہ عیسائیان قوانین بنانے
کے اختیار دئے گئے - کونسل واضعان قانون کو امور ذیل کی
نسبت قوانین کے ترمیم و تنسیخ کا اختیار نہین ہے *

(۱) نسبت مدارج انڈین کونسل ایکٹ سنہ ۱۸۶۱ *

(۲) مدارج مندرجہ ایکٹ سنہ ۳ و ۴ جلوس ولیم چہارم باب ۸۵ سولے دفعات ۸۱ لغایت ۸۶ کو

(۳) ایکٹ پارلیمنٹ سنہ ۱۶ و ۱۷ جلوس ملکہ معظمہ باب ۹۵ کو

(۴) سنہ ۱۷ و ۱۸ جلوس ملکہ معظمہ باب ۷۷ کو جو آیندہ جاری رہینگے کو

(۵) نسبت ترمیم تنسیخ ایکٹ پارلیمنٹ سنہ ۲۱ و ۲۲ جلوس ملکہ معظمہ باب ۱۰۶ جو ایکٹ بغرض انتظام کے جاری کیا گیا تہا اور نسبت ایکٹ ۲۲ و ۲۳ باب ۴۱ جنسے ایکٹ مذکور کی ترمیم ہوئی کو

(۵) کوئی ایکٹ جسکے رو سے سکرٹری آف سٹیٹ با جلاس کونسل کو ملک برطانیہ مین ہندوستان کی گورنمنٹ کیواسطے قرضہ لینے کا اختیار دیا گیا ہو کو

(۷) نسبت ترمیم تنسیخ کسی ایسے ایکٹ کی جو واسطے انتظام و سزا و تدارک فوج ملکہ معظمہ کی بابت جاری ہوا یا آیندہ ہو کو

(۸) نسبت ترمیم تنسیخ کسی ایسے ایکٹ کی جو پارلیمنٹ کی شسن شدہ یا آیندہ شسن مین ملک ہندوستان یا اوسکے باشندگان کی واسطے جاری کیا گیا ہے یا کیا جاوے کو

(۸) نسبت ترمیم کسی ایسے قانون کی جس سے پارلیمنٹ کی اقتدار اور ایسٹ انڈیا کمپنی کی استحقاق یا ملک برطانیہ کے رواج مین فرق آتا ہو یا بادشاہ انگلستان کی فرمان برداری یا اطاعت مین فرق آتا ہو۔ یا کوئی ایسا قانون جس سے بادشاہ انگلنڈ اور کسی ریاست یا ملک کے اتحاد مین فرق پڑ جاوے۔ کوئی قانون محض اس غرض سے ناجائز نہو گا کہ وہ نسبت استحقاق شاہی کے ہے

لیکن بادشاہ کو اوسکے نامنظور کر دینے کا اختیار رہوگا ۔

سوا ے اختیار بنا رہی قانون جو گورنر جنرل باجلاس کونسل کو عطا ہوئے
صاحب موصوف کو بشرط ضرورت واسطے امن رعایا اور حفاظت ملک
ارڈیننس یعنی کورٹ مارشل جاری کرنیکا اختیار رہوا مگر میعاد اوسکی
چھہ ماہ سے زیادہ نہوگی ۔ لیکن اگر کوئی قانون نسبت ترمیم
و تنسیخ ارڈیننس پارلیمنٹ سے درمیان چھہ ماہ کے جاری نہو خود
بخود وہ منسوخ ہو جاتا ہے اور گورنر جنرل اور بادشاہ انگلستان
کو یہ بھی اختیار رہوگا کہ قبل انقضا میعاد چھہ ماہ کے اوس ارڈیننس
کو منسوخ کر دیوے ۔ بروے دفعہ ۲۵ صریح طور پر بیان ہوا کہ جو
سابق شک تھا کہ گورنر جنرل مع کونسل کو بنانے قواعد و قوانین کا
نسبت علاقہ نن ریگولیٹ انک کی ہے یا نہین تو اس دفعہ سے
قوانین مرتبہ سابق جائز سمجھے گئے اور آیندہ اپنے علاقہ کیواسطے
قانون بنانیکا اختیار دیا گیا ۔ ایکٹ ۲۴ جلوس ملکہ معظمہ باب ۲
۱۸۶۱ء اس غرض سے جاری کیا گیا کہ بعض حصہ ہندوستان کے
واسطے قانون بنانیکا اچھا انتظام کیا جاوے مگر بروے ایکٹ ھذا
کارروائی اوسوقت عمل مین لاتے تھے ۔ جبکہ سکرٹری آف سٹیٹ
ملک ہندوستان یا اوسکے کسی حصہ کیواسطے دریاب عمل مین آنے
ایسے اختیارات کی صریح اجازت دی ۔ جب سکرٹری آف سٹیٹ
کسی حصہ ملک کی متعلق ایکٹ ہذا کرے تو لفٹنٹ گورنر یا گورنر جنرل
یا چیف کمشنر اوس حصہ ملک کو یعنی جیسے کہ صورت ہو اختیار رہوگا کہ
مسودہ ہا قانون متعلقہ اوس جزو ہندوستان کے واسطے تیار کرکے

بحضور گورنر جنرل باجلاس کونسل پیش کرے اگر صاحب ممدوح اون
مسوده ہا کو منظور فرماوین تو گزٹ ہند یا مقامی گزٹ مین مشتہر کیا جاویگا بعد
مشتہر ہونیکے اوسکو حیثیت قانون کی ہوگی۔ بادشاہ انگلستان کو مثل
دیگر قوانین کی قانون مذکور کو نامنظور کردینے کا اختیار ہوگا۔ جناب سکرٹری
آف سٹیٹ کو وقتاً فوقتاً اختیار ہے کہ جس حصہ ملک سے ایکٹ ہذا متعلق کیا
گیا ہو اوسکو تاثیر ایکٹ مذکور سے مستثنی کردین یا دیگر کسی حصہ ملک سے متعلق کردین
تاثیر ایکٹ ہذا کی یہ ہے کہ اگر کوئی قانون مجریہ گورنر جنرل ایکٹ ہذا کے
متناقض ہو تو ایکٹ ہذا مرتبہ مختص المقام کو ترجیح ہوگی۔ اختیارات گورنران
مدراس و بمبئی و لفٹنٹ گورنر بنگال درمیان سنه ۱۸۳۴ و سنه ۱۸۶۱ ایک جماعت
واضعان قانون مین رہے۔ بموجب ایکٹ سنه ۳ و ۴ جلوس ولیم چہارم باب ۸۵
دفعه ۵۶ جو سنه ۱۸۳۴ مین جاری ہوا تہا۔ اب یہ حکم ہوا کہ علاوہ کونسل
گورنمنٹ ہر ایک پریزیڈنسی کے لئے یعنی بنگال مدراس بمبئی و آگرہ
بذریعه ایکٹ مذکور گورنر اور تین کس دیگر ممبران کے ہوا کرینگے اور
گورنر جنرل بنگاله کے گورنر کا بہی کام کیا کرینگے۔ حسب دفعه ۳۸
ایکٹ ہذا یہ حکم ہوا کہ بنگال پریزیڈنسی کے دو حصه کئے جاوین منجملہ جنکے
ایک موسوم به بنگاله پریزیڈنسی اور ایک بنام آگرہ پریزیڈنسی کے ہونگے
چنانچه انتظام نسبت آگرہ پریزیڈنسی کے عمل مین آیا کیونکه بذریعه ایکٹ
۵ و ۶ جلوس ولیم چہارم باب ۵۲ کورٹ آف ڈائرکٹران کو حکم دیا گیا
که بنگال پریزیڈنسی سے آگرہ پریزیڈنسی کے بنانے کی تجویز ملتوی کردین
اور گورنر جنرل کو حکم ہوا که ممالک مغربی و شمالی مین لفٹنٹ گورنر مقرر
کرین چنانچه گورنر بنگاله مقرر کئے گئے نتیجه اسکا یہ ہوا که ایک گورنر بمبئی و

ایک مدراس و ایک لفٹننٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی و ایک لفٹننٹ گورنر
بنگالہ و نیز لفٹننٹ گورنر پنجاب مقرر ہوئے۔ حسب دفعہ ۲۸۔ انڈین کونسل
ایکٹ ۱۸۶۱ء گورنران مدراس و بمبئی کو اپنی اپنی کونسل کی کارروائی کے
لئے قواعد واسطے کونسل عاملانہ کے مرتب کرنیکا اختیار دیا گیا چنانچہ جو
کارروائی حسب قواعد ہذا ہو وہ سوائے تیاری قانون کے کارروائی
کونسل عاملانہ کہلاتی ہے۔ حسب دفعہ ۲۹۔ ایکٹ مذکور واسطے تیاری
قوانین کے سوائے ممبران معمولی کے زائد ممبر بھی ہونے چاہئیں منجملہ
ایک ایڈوکیٹ جنرل ہوگا اور باقی شخص تعداد مین چار سے کم اور آٹھ
سے زاید نہون اور ایزاد کیجاوینگے مگر ایسے ممبران کو سوائے تیاری قانون کے
دیگر جلسہ مین شامل ہونیکا اختیار نہین ہے مگر منجملہ ان ممبران کے نصف
ایسے اشخاص ہونی چاہئیں جو ملازم سرکار نہون۔ لیکن کوئی قانون محض
اس غرض سے ناجائز نہوگا کہ تعداد ممبران غیر ملازم پوری نہ تھی زائد
ممبران دو سال کیواسطے مقرر ہوتے ہین۔ لیکن بسبب وفات یا موقوفی
یا استعفا دینے کے عہدہ کسی ممبر کا قبل اس میعاد معینہ کے خالی ہو جاوے
تو باقی میعاد کے لئے گورنر جسکے حصہ ملک مین یہ کارروائی ہو دیگر
ممبر مقرر کر سکتا ہے۔ اگر گورنر بسبب کسی امر کی اپنی کونسل مین شریک
نہو سکتا ہو تو منجملہ ممبران معمولی کے جو بلحاظ تقدیم تاریخ تقرری اپنی کے
مستحق پایا جاوے بجائے گورنر یا لفٹننٹ گورنر کے میر مجلس ممبر مقرر ہوگا۔
اور لازم ہے کہ کونسل واضعان قانونمین علاوہ گورنر یا میر ممبر کے جو بحالت
غیر حاضری گورنر صدر نشین جلسہ ہو چار اور ممبر ہونے چاہئیں اور بحالت
اختلاف رائے کے کثرت رائے پر فیصلہ ہوگا اگر رائے ہر دو جانب

مساوی ہو تو گورنر یا میہر ممبر کی رائے دو راے کے برابر ہوگی۔ بذریعہ
ایکٹ ہذا اول جلسہ واضعان آئین وقوانین کی تاریخ معین کرنیکا گورنر
جنرل کو اختیار دیاگیا بعد ازان اپنے اپنے علاقہ مین تقرری تاریخ جلسہ
یا اوسکے التوا کا اختیار گورنر انکو ہے۔ واسطے جلسۂ کورۃ الصدر کے
گورنران کو قواعد مرتب کرنیکا اختیار دیاگیا مگر جبتک گورنر جنرل ہند اون
قواعد کو منظور نہ کرے تبتک اونپر عمل نہین ہوسکتا۔ لیکن واضح رہے
کہ کونسل واضعان آئین وقوانین مین سواے پیش کرنے اور غور کرنے
امور متعلقہ آئین وقوانین کی ترتیب کے اور کچھہ کارروائی نہین ہوسکتی اور
نہ کوئی ممبر اور کوئی تجویز پیش کرسکتا ہے۔ لیکن جبکہ کوئی واسطے پیش کرنی
کسی قانون کے ہو تو اجازت کونسل کی حاصل کرنی واجب ہوگی۔ یا کوئی
ایسی تجویز پیش نہو جو کونسل مین اول دفعہ پیش ہوئی ہو تو اوسکے واسطے
منظوری کونسل درکار ہوگی۔ اگر کسی ممبر کو کوئی قانون بنسبت آمدنی سرکار
یا جسکے باعث سرکار مین کچھہ نقص ہوتا ہو کونسل مین پیش کرنا منظور ہو
تو قبل پیش کرنے ایسے امور کے منظوری کونسل کی حاصل کرنی ہوگی
جبکہ کوئی قانون کونسل واضعان آئین وقوانین تیار ہو جاوے تو
گورنران کو اپنے اپنے کونسل مین اختیار ہے کہ خواہ وہ اوس کونسل
مین شریک تھا یا نہ تھا اوس قانون کو منظور یا نامنظور کرے۔ اگر گورنر
اوس قانون کو منظور کرے تو نقل مصدقہ اوسکی گورنر جنرل ہند کے
پاس بھیجنی چاہیئے اور جبتک کہ گورنر جنرل اوسکو منظور کرکے مشتہر نکرے
وہ حسب قانون کے نا جائز رہیگا۔ اور اگر گورنر جنرل کسی قانون کو نامنظور
کرے تو جواب تحریری اوسکا گورنر کے پاس بھیجدے۔ جبکہ

منظور کرین تو ایک نقل مصدقہ قانون ہذا کی ولائت مین بہیجنی لازم ہوگی اور جناب ملکہ معظمہ کو اختیار ہی کہ بعد منظوری گورنر جنرل اوس قانون کو منظور یا نامنظور فرماوین ✢

اختیارات گورنران

گورنران مدراس و بمبئی کو اپنی اپنی کونسل و اضعان آئین و قوانین مین اپنے علاقونکے احسن انتظام اور نیز واسطی ترمیم و تنسیخ قوانین و آئین کے جو قبل ۱۸۶۱ سنہ ہندوستانمین مروج تہے اختیار دیا گیا لیکن گورنرانکو یہ اختیار نہوگا کہ ایسا قانون مرتب کرین جس سے مندرجہ انڈین کونسل ایکٹ یا کسی ایکٹ پارلیمنٹ مین جو علاقہ مین جاری ہو فرق عائد ہو۔ بجز منظوری گورنر جنرل کے گورنرانکو امور ذیل کی نسبت قوانین تیار کرنیکا اختیار نہوگا ✢

(۱) نسبت قرضہ ملکی یا کسٹم یعنی پرمٹ یا ٹکس جو بروقت جاری ہونے انڈین کونسل ایکٹ کے مروج اور بحکم گورنمنٹ ہند کے عام گورنمنٹ کے مطالب کیواسطی جاری کیے جاتے ہین ✢

(۲) نسبت کسی سکہ مروجہ کے یا اجراے بل و نوٹ کرنسی یا کرنسی پیپر کی

(۳) براے ڈاک خانہ جات اور تار برقی ✢

(۴) نسبت ترمیم تعزیرات ہند کی ✢

(۵) کوئی ایسی تجویز جس سے کسی مذہب یا رسوم مذہبی یا رواج کسی قوم مین فرق عاید ہو ✢

(۶) نسبت انتظام قائمی فوج بحری یا بری کی ✢

(۷) قوانین نسبت استحقاق تصنیف کنندگان ✢

(۴) نسبت رابطہ باہمی گورنمنٹ ہند اور ریاست غیر کے ؛

واضح رہی کہ اگر بعد تصفیہ ہو جانے کسی قانونکے منظوری گورنر جنرل کی ہوئی ہو تو وہ سب اسوجہ سے نا جائز ہوگا کہ منظوری اوسکی بعد تصنیف کے حاصل ہوئی۔ حسب دفعہ ۴۴ گورنر جنرل کو اختیار دیا گیا کہ بعد مشتہر کرنے اشتہار کے جیکہ اختیارات درباب تیاری قوانین گورنران مدراس اور بمبئی کو عطا ہوئے ہین لفٹنٹ گورنر بنگال کو عطا فرما وینگے اور اوسکے واسطے کونسل مقرر کرے۔ چنانچہ ۱۸۶۲ء مین لفٹنٹ گورنر بنگال کو اختیارات درباب تیاری قوانین سکے دئے گئے۔ اور بذریعہ ایکٹ ہذا گورنر جنرل کو اختیار ہوا کہ واسطے ممالک مغربی وشمالی و پنجاب کے کونسل واضعان آئین وقوانین تجویز کرین جس سے معلوم ہوتا ہی کہ کبھی اس علاقہ مین بھی لیجس لیچر یعنی جماعت واضعان قانون ہوگی۔ لیکن ابتک اوسپر عمل درآمد نہین ہوا۔ حسب دفعہ ۴۶ گورنر جنرل کو اختیار ہوا کہ بمنظوری ملکہ معظمہ واسطے ملک ہندوستانکے صوبجات اور لفٹنٹ گورنر تجویز کرے اور ان صوبجات کی حدود معین اور تغیر وتبدل کرنیکا اختیار ہوا بشرطیکہ یہ امر قرین مصلحت اور مناسب متصور ہو۔ نتیجہ اسکا یہ ہی کہ بالفعل بموجب ایکٹ ہذا چار لیجس لیٹو کونسل ہوئی ؛

(۱) لیجس لیٹو کونسل گورنر جنرل ہند کل ہندوستانکے واسطے ؛

(۲) لیجس لیٹو کونسل مدراس ؛

(۳) لیجس لیٹو کونسل بمبئی ؛

(۴) لیجس لیٹو کونسل بنگال ؛

چنانچہ یہ ہر سہ کونسل تابع گورنر جنرل ہند کی ہین ؛

۲۸- جلوس ملکہ معظمہ باب ۷ ا پاس ہوا اس غرض سے کہ گورنر جنرل مع کونسل کو اختیار دیا جاوے کہ قانون نسبت برٹش سب جکٹ تیار کرسکے اور اختیار دیا جاوے کہ انڈیا کی کسی صوبہ کی حدود مین تغیر و تبدل کرے اور لفٹنٹی مین تغیر و تبدل کرے سوا ایسا اختیار گورنر جنرل کو دیا گیا کہ بذریعہ اشتہار مندرجہ گزٹ آف انڈیا کے کسی لوکل گورنمنٹ سے کچھ علاقہ دوسرے لوکل گورنمنٹ مین شامل کردیوین جیسا کہ مناسب بموجب حالات ہو مگر یاد رہے کہ ایسی تبدیلی بلا منظوری بادشاہ وقت مشتہر کرنیکا اختیار نہین ہے ❊

جلوس ۲۹ و ۳۰ ملکہ معظمہ باب ۱۱۵ پاس ہوا جسکے ذریعہ سے قلعہ ملاکا اور جزیرہ سنگاپور انڈیا سے علحدہ ہوا یعنی جزائر پرنس آف ویلس کے اور ملکہ معظمہ کو اختیار ہوا کہ نسبت اوس آبادی کے انتظام کرے اور قانون تیار کرکے مروج کرین ❊

۳۲ و ۳۳ جلوس ملکہ معظمہ باب ۹۷ واسطے ترمیم ایکٹ ۱۸۵۸ء باب ۱۰۶ اسکے پاس ہوا کہ نسبت تقرری وظیفہ ممبران انڈین کونسل اور چند امور کی ترمیم کی جاوے ❊

دفعہ ۱- جو عہدہ ممبری کا کونسل مین خالی ہو تو وزیر اعظم مع کونسل مقرر فرماوینگے ❊

دفعہ ۲- ہر ایک ممبر جو اس ایکٹ کے بموجب مقرر ہو دس سال کی میعاد کیواسطے مقرر ہوگا اور پہر دوبارہ مقرر نہو سکیگا ❊

دفعہ ۳- وزیر اعظم کو اختیار ہوگا کہ کسی شخص کو بعد گذرنی میعاد کے دوبارہ مقرر کرے سوا ایسی تقرری کے دلائل پارلیمنٹ تک مین وزیر اعظم

کو بیان کرنے ہونگے کہ کیون مقرر کیا اور وہ دلایل پارلیمنٹ مین پیش ہونے چاہئین ٭

دفعہ ۴ - تمام قواعد و قوانین بابت کونسل جو آجتک جاری ہو چکے ہین نئے ممبران سے بہی متعلق ہونگے ٭

دفعہ ۶ ہر ایک ممبر کو اختیار رہیگا کہ بذریعہ تحریر کی استعفا دیوے اور بادشاہ وقت کو اختیار ہے کہ اگر ایسے ممبر نے دس سال یا زیادہ کام کیا ہو تو پنشن نصف تنخواہ تک بمہر شاہی سالیانہ عطا کرے ٭

دفعہ ۷ - اگر کسی وقت پارلیمنٹ کی مرضی ہو کہ تعداد ممبران کونسل کی کم کیجاوے تو وہ کرسکتے ہین - اور جس شخص نے دس سال کم کام کونسل مین کیا ہو وہ مستحق کسی معاوضہ کا نہوگا ٭

دفعہ ۸ - گورنر جنرل کی کونسل کے ممبران معمولی جنکی تقرری وزیر اعظم مع کونسل کے اختیار تہی آیندہ کو ایسے ممبر کی تقرری بمہر شاہی بادشاہ وقت کے اختیار مین ہوگی ٭

۲۴ و ۲۵ جلوس ملکہ معظمہ باب ۶۷ پارلیمنٹ سی اُس غرض سے پاس ہوا کہ گورنر جنرل کے اختیارات نسبت تیاری قوانین کے ظاہر کئے جاوین - چونکہ اس امر مین شک پیدا ہوا ہے کہ گورنر جنرل کو قانون نسبت ایسے شخص کی بنانیکا اختیار ہے یا نہین جو علاقہ غیر مین بود و باش یا سکونت رکھتے ہون اسواسطے ضرورت ہوئی کہ واضح طور سے ظاہر کیا جاوے ٭

دفعہ ۱ - گورنر جنرل کو اختیار ہوگا کہ نسبت رعایا ہند کی اور اونکی اولاد کے تمام طرحکے قانون تیار کرے ٭

دفعہ ۲ - تمام قوانین مرتبہ گورنر جنرل یا گورنران مدراس و بمبئی جائز ہونگے

نسبت رعایا ہند کی خواہ وہ کسی جگہہ ہون +

دفعہ ۴۳ - تمام قوانین مرتبہ نسبت رعایا ہند صرف اس وجہ سے ناجائز نہونگے کہ وہ خلاف ایکٹ پارلیمنٹ باب ۸۵ دفعہ ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ مجریہ جلوس چار و پانچ ولیم چہارم یعنی ایکٹ ۱۸۳۴ء کے سوا اس ایکٹ سے گورنر جنرل کو پورے پورے اختیارات نسبت قوانین حاصل ہوگئے جس اختیار کی ایکٹ نمبر ۱۸۵۰ء بابت ایسے اشخاص کے تدارک کی جاری ہوا جو سابق بغیر اجازت سرکار دوسری ریاست مین چلے جاتے تھے اور معاون دشمنان ہوسکتے تھے +

جلوس ۳۳ و ۳۴ وکٹوریہ باب ۱۴ مطابق ۱۸۷۰ء

اس ایکٹ کا مضمون یہ ہے کہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ موروثی و پیدا کردہ کسی ایسے شخص کی جسنے قبول کرلیا ہو کہ وہ برٹش سب جکٹ ہے خواہ وہ کسی ریاست یا کسی اور سلطنت مین رہتا ہو پس قانوناً اوس شخص کو استحقاق برٹش سب جکٹ کی نسبت پیروی مقدمات اور وراثت کی موافق برٹش سب جکٹ کے حاصل ہونگے اور واسطے قبولیت کی موافق ایکٹ کے اقرار نامہ اوسنے تصدیق کردیا ہو اور وہ باضابطہ رجسٹر ہوگیا ہو اور اسکے مطابق ایکٹ نمبر ۳ ۱۸۵۲ء مجریہ گورنر جنرل بھی جاری ہے - ضرورت اُس ایکٹ کی یہ تھی کہ رعایا برٹش بغیر اجازت سرکار کسی دوسری ریاست کی متابعت اختیار نکرے اور ایسے جرائم کا تدارک ہو اور ایکٹ نمبر ۳ ۱۸۶۴ء مجریہ گورنر جنرل جسکے ذریعہ سے گورنمنٹ کو ایسے ملزمونکو سزا دینے کا اختیار ہے بلکہ غیر ریاست کے مسافرونکی نسبت بھی تدارک کرسکتے ہین - بموجب جلوس ۳۳ و ۳۴ وکٹوریہ باب ۱۰۲ اس ایکٹ کی ترمیم ہوئی +

جلوس ۳۲ و ۳۳ وکٹوریہ باب ۹ مطابق ۱۸۶۸ء

یہ ایکٹ اس منشا سے جاری کیا گیا ہے کہ جب کبھی ریاست غیر سے شاہ انگلنڈ یا کسی اونکے دوست کا جنگ ہو تو اوسوقت رعایا برٹش ملازمت اوس دشمن کی اختیار نہ کرے اس ایکٹ کی ذریعہ سے اون اشخاص کا تدارک ہو سکتا ہے جو وقت جنگ کے کسیطرح متابعت یا اعانت کرین ٭

۲۴ جلوس ملکہ معظمہ باب ۶۷ اس غرض سے پاس ہوا کہ انڈیا مین تیاری قانون واسطے بعضے صوبہ کی اچھیطرح سے انتظام کیا جاوے چونکہ یہ امر ضروری ہے کہ گورنر جنرل کو واسطے تدارک بعض حصہ انڈیا کی ایکٹ اور ریگیولیشن تیار کرنیکا اختیار دیا جاوے اور ایکٹ ۱۸۶۱ء مین ایسی اختیارات صریح طور پر نہین ہین ٭

دفعہ ۱ - ہر ایک گورنر اور لفٹنٹ گورنر اور چیف کمشنر کو جنکو وزیر اعظم مع کونسل نے ایسا اختیار دیا ہو کہ واسطے انتظام اپنے علاقہ کی ریگیولیشن تیار کرکے مسودہ مع دلائل ایسے ریگیولیشن گورنر جنرل کی خدمت مین پیش کرے اور ایسا مسودہ گورنر جنرل مع کونسل معہ دلائل کونسل مین سوچ کر اگر پاس و منظور کرے تو گزٹ سرکار مین مشتہر ہوگا - اور ایسی تاثیر اوسکی ہوگی کہ گویا قانون مرتبہ گورنر جنرل ہے - مگر وزیر اعظم کو اختیار ہے کہ کسی گورنر یا لفٹنٹ گورنر یا چیف کمشنر کو کسی وقت ایسے اختیارات عطا کرین یا اوسکی موقوفی کرین ٭

دفعہ ۲ - گورنر جنرل نقل مصدقہ ایسے ریگیولیشن کی وزیر اعظم کی خدمت مین روانہ کریگا جنکو اختیار منظوری ترمیم یا نامنظوری حاصل ہے ٭

دفعہ ۳ - جب گورنر جنرل مع کونسل کسی علاقہ مین اجلاس تیاری

قانون کا کرین تو اوس علاقہ کا لفٹنٹ گورنر یا چیف کمشنر بہی جلسہ مین بطور زائد
ممبر کی شامل ہوگا جبکہ تعداد ۱۲ ممبر سے کم ہو ؀

دفعہ ۵ ۔ جب کسی امر کو گورنر جنرل مفید اور ضروری خیال کرے اور
کونسل اوس مین مخالف ہو تو گورنر جنرل کو اختیار ہی کہ اپنی ذمہ واری سے
اوس امر کا اجرا یا التوا جیسی حالت ہو کرے مگر جبکہ دو ممبر کی درخواست
ہو کہ وہ امر جو اونکے دلائل کہ جنمین ناموافقت تہی وزیر اعظم کی خدمت
مین روانہ ہو ؀

دفعہ ۶ ۔ گورنر جنرل کو اختیار ہی کہ کسی باشندہ ہند کو جو موافق
قواعد معینہ وقت لائق ہو کسی عہدہ سول سروس پر مقرر کرین چونکہ یہ
اختیار سابق بموجب ایکٹ ۱۸۵۸ء وزیر اعظم کو تہا گورنر جنرل کو اختیار ہوگیا
اور ویسے آدمی بہی مستحق ایسے عہدہ کے قانوناً ہوئے بشرط لیاقت اور
گورنر جنرل کو تیاری قواعد و قوانین نسبت لیاقت امیدواران سول
سرویس ہو گیا مگر منظوری وزیر اعظم و پارلیمنٹ ایسے قواعد مین ضرور ہے
جلوس ۳۳ و ۳۴ ملکہ معظمہ باب ۵۹ پارلیمنٹ سے پاس ہوا جسکے بموجب
گورنر جنرل کو اختیار ہوا کہ جو معاہدہ اور اقرار کمپنی کی زمانہ مین ہوئی ہون
اون مین تغیر و تبدل کر سکے اور ایسے معاہدہ بابت خرچہ کی کہی
ہوئے اوسکے جائز ہونگے ؀

۲۴ و ۲۵ جلوس ملکہ معظمہ باب ۶۷ پارلیمنٹ سے پاس ہوا جسکا منشا تہا
کہ لوکل گورنمنٹ کی اختیارات بعض امور مین ایزاد کیجاوین ؀

دفعہ ۱ ۔ کوئی قانون یا ریگیولیشن مرتبہ گورنر یا لفٹنٹ گورنر
بنگال اسواسطی ناجائز نہوگا کہ وہ قانون برٹش سب جکٹ پر موثر ہے

بلکہ وہ قانون ایسا سمجھا جاویگا کہ گورنر جنرل مع کونسل کے اجلاس
سے جاری ہوا تہا ٭

دفعہ ۲ - جب شہادت پیش کردہ سے پایا جاوے کہ ملزم
لائق سزا ہے اور مجسٹریٹ کو اختیار ہے کہ بموجب حالات خود سزا دیوے
یا سشن جج کے یا ہائی کورٹ مین سپرد کرے ٭

دفعہ ۳ - جو قوانین گورنر مدراس و بمبئی و لفٹنٹ گورنر بنگال نے
جاری کئے یا کرین ویسے موثر ہونگے جسطرح گورنر جنرل کے اور اونکو
وہ گورنر منسوخ و ترمیم بہی کر سکتے ہین ٭

۱۸۷۵ء مین پارلیمنٹ سے ایکٹ پاس ہوا جسکے بموجب ملکہ معظمہ وکٹوریہ کو
خطاب قیصر ہند کا عطا ہوا - جسکا اشتہار دربار دہلی مین پہلی جنوری ۱۸۷۶ء
پڑہا گیا اور اوسوقت سے نئی ضرب جاری ہوئی ٭

۱۸۷۷ء مین جماعت واضعان قانون سے عمدہ طور پر ترتیب دیکر ضابطہ
دیوانی جاری کیا جسکے قواعد موافق قانون انگریزی کے ہین اور بہت سے
قانون منسوخ ہوئے چونکہ واضعان قانون کا ارادہ ہے کہ ہند مین تمام قانون
پانچ جلد مین تیار ہو جاوین جسطرح تجویز ہوا تہا ٭

۱۸۷۸ء ۱۲ نومبر کو نواب گورنر جنرل بہادر نے ایک اشتہار واسطے
جنگ قابل جاری فرمایا سو نتیجہ جنگ نیک معلوم ہوتا ہے کہ ہماری
سرکار کے قبضہ مین علاقہ قابل تہوڑے دن مین تمام
ہو جاویگا ٭

بنیاد عدالت ہائی کورٹ بنگال مع حالات متعلقہ کے

سنہ ۱۶۲۲ مین جیمس اول نے کمپنی کو عدالت کا اختیار دیا کہ وہ اپنی ملازمان کو سزا قانون مارشل کے موافق دیا کرین +

سنہ ۱۶۶۱ مین جیمس دوم نی ایسٹ انڈیا کمپنی کو بذریعہ فرمان شاہی اختیار دیا کہ انگریزونمین فیصلہ موافق قانون انگریزی اور دیسی لوگونمین موافق قانون اونکے ملک کی کمپنی کی عدالت مین ہوا کرے سو قانون دیسی لوگون کے واسطے قانون محمدی ہی تہا +

سنہ ۱۶۸۳ مین چارلس ثانی نے کمپنی کو بذریعہ فرمان شاہی اختیار دیا کہ جہان ضرورت ہو عدالت موافق ضرورت تعین کرین جسمین ایک فاضل قانون دیوانی کا اور دو سوداگر اجلاس کیا کرین اور فیصلہ موافق معدلت عامہ اور رواج سوداگری ہوا کرے +

سنہ ۱۶۸۶ جو اختیارات سابق کمپنی کو نسبت عدالت دی گئے تہے بحال رہے +

سنہ ۱۶۹۸ مین جبکہ پہلے کمپنی کے حقوق زائل ہوئے تو جدید کمپنی کو وہی اختیارات جو کمپنی اول کو دئے گئے تہے عطا ہوئے +

سنہ ۱۷۲۶ مین بذریعہ فرمان شاہی کے عدالت دیوانی جسکا نام عدالت میور تہا مقرر ہوئی جس عدالت کے حکام ایک میور اور نو ایلڈرمن تہے اور تمام طرح کے دیوانی اختیارات اس عدالت کو دئے گئے اور اپیل اس عدالت کا بادشاہ مع کونسل کے پاس جبکہ دعوے چار ہزار روپیہ سے زیادہ ہو ہو سکتا تہا اور عدالت اُور وٹرمینر یعنی عدالت فوجداری جسکے حکام گورنر مع کونسل تہے مقرر ہوئی اسوقت عدالت مین تمام قانون مروجہ

انگلنڈ اِن عدالتون مین رائج ہوئے اور فیصلہ موافق قانون انگریزی ہوتا تھا +

سنہ ۱۷۵۳ مین دوبارہ عدالت میور اور عدالت اُور وٹر منبر مقرر ہوئی جسکو اختیارات سابق دیئے گئے جیسے تواریخ مین بیان ہوئے - اسی سال عدالت ریکیوسٹ یعنی عدالت خفیفہ بنگالہ موجودہ بنگال مدراس و بمبئی مقرر ہوئے ہیں +

سنہ ۱۷۶۹ و ۱۷۷۲ مین بنگالہ مین صدر دیوانی اور صدر نظامت مقرر ہوئی یہ ہر دو عدالت کمپنی کیطرف سے ملک مین مقرر ہوئی تہین +

سنہ ۱۷۷۴ مین بموجب ایکٹ سنہ ۱۷۷۳ سوپریم کورٹ مقرر ہوا اور یہ عدالت بادشاہ انگلنڈ کیطرف سے مقرر ہوا تہا یہ عدالت سنہ ۱۸۶۲ تک قائم رہا +

سنہ ۱۷۸۱ مین صدر نظامت اور صدر دیوانی بنگالہ کا بادشاہ انگلنڈ کیطرف سے منظور ہوا اور عدالت جائز سمجہا گیا اور اپیل پچاس ہزار روپیہ سے جب دعوی زیادہ ہو بادشاہ مع کونسل کے پاس ہو سکتا تہا +

سنہ ۱۸۰۱ مین صدر نظامت و صدر دیوانی مین بجائے گورنر جنرل معہ کونسل کے جج مقرر ہوئے اس عدالت کا اپیل بہی بادشاہ مع کونسل کے پاس بدستور ہوتا رہا +

سنہ ۱۸۳۸ مین صدر دیوانی کا اپیل دس ہزار روپیہ سے زائد کا بادشاہ مع کونسل کے پاس ہونیکا حکم ہوا +

سنہ ۱۸۴۵ مین حکم ہوا کہ صدر دیوانی مین یورپین برٹش سب جگٹ کا اپیل بجائے سوپریم کورٹ ہوا کرے +

سنہ ۱۸۶۲ مین صدر دیوانی و صدر نظامت و سوپریم کورٹ کو توڑ کر

ہائی کورٹ کلکتہ مقرر ہوا مگر یہ عدالت بدستور سابق عدالت شاہی سمجھا
جاتا ہے اور ابتک کلکتہ مین موجود ہے +

ہائی کورٹ مدراس کی بنا

مدراس مین بطور بنگالہ عدالت رہی اور سنہ ۱۷۲۶ء مین باقاعدہ عدالت مقرر
ہوئی مگر سنہ ۱۷۴۶ء مین تہوڑا عرصہ عدالت میور موقوف رہا +
سنہ ۱۷۵۲ء مین عدالت میورو عدالت اور وڈرمیترو عدالت ریکیوسٹ موافق
بنگالہ مقرر ہوئی جو عدالت سنہ ۱۷۹۷ء تک قائم رہی +
سنہ ۱۷۹۷ء مین عدالت میورو اور وڈرمینر کو بدلکر عدالت ریکرڈ مقرر ہوا
اس علاقہ مین بہی صدر دیوانی اور صدر فوجداری موافق بنگالہ مقرر
ہوئی جسکا اپیل جبکہ دعوے پنتالیس ہزار روپیہ سے زیادہ کا ہو تو گورنر
جنرل مع کونسل بنگالہ کے پاس ہو سکتا تہا مگر سنہ ۱۸۱۸ء مین گورنر جنرل نے
سماعت اپیل علاقہ مدراس سے انکار کیا جس وقت سے وہانکا اپیل بہی جبکہ
دعوے پچاس ہزار روپیہ سے زیادہ کا ہو تو بادشاہ مع کونسل کے پاس جائز
تہا یہ عدالت بہی سنہ ۱۸۶۲ء تک قائم رہی جبکہ موافق بنگالہ شامل ہائی کورٹ ہوگئی +
سنہ ۱۸۰۲ء مین عدالت ریکرڈ کو سوپریم کورٹ مدراس مین بدل دیا
جو عدالت سنہ ۱۸۶۲ء تک قائم رہی جبکہ ہائی کورٹ مدراس مقرر ہوا +

ہائی کورٹ بمبئی کی بنیاد

بمبئی مین بہی موافق مدراس سنہ ۱۷۹۷ء تک حالت عدالت رہی جبکہ وہانکی
عدالت میور کو اور عدالت اور وڈرمینر کو عدالت ریکرڈ مین بدلدیا +
سنہ ۱۸۱۲ء مین اس علاقہ مین بہی صدر دیوانی اور صدر فوجداری مقرر

ہوئی مگر اُنکا اپیل گورنر جنرل یا بادشاہ کے پاس نہین ہوتا تہا +

سنہ ۱۸۱۸ء مین صریح طور پر اجازت اپیل بادشاہ مع کونسل کے پاس ہوئی مگر تعداد مقرر نہ تہی +

سنہ ۱۸۲۰ء مین گورنر مع کونسل نے کام جوڈیشل سے انکار کیا تو عدالت دیوانی و صدر فوجداری مین جج مقرر ہوئی +

سنہ ۱۸۲۳ء مین صدر دیوانی و صدر نظامت موافق بنگالہ اور اضلاع ممالک مغربی و شمالی مین مقرر ہوئی جو عدالت سنہ ۱۸۶۴ء تک قائم رہی جبکہ ہائی کورٹ نورتھ وسٹ پروولس مقرر ہوا +

ابتدا چیف کورٹ پنجاب

پنجاب جبکہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے ماتحت ہوا تو اس علاقہ مین ایک بورڈ مقرر ہوا جسمین جوڈیشل کمشنر و فنانشل کمشنر اور چیف کمشنر وغیرہ واسطے اخیر اپیل کے مقرر ہوئے جنکا اپیل بموجب شرائط سوپریم کورٹ بنگالہ مین ہوتا تہا اور مقدمات برٹش سب جگٹ کے سوپریم کورٹ مین سپرد ہوتے تہے +

سنہ ۱۸۶۱ء مین بجائے چیف کمشنر لفٹنٹ گورنر پنجاب مین مقرر ہوئے اور جوڈیشل کام علٰحدہ ہوگیا +

سنہ ۱۸۶۶ء مین بموجب ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۶۶ء گورنر جنرل نے پنجاب کیواسطے ایک عدالت چیف کورٹ پنجاب کے نام مقرر کیا چونکہ گورنر جنرل کو بموجب ایکٹ پارلیمنٹ سنہ ۱۸۶۱ء اسے اختیار دیا گیا ہے کہ انڈیا مین کوئی عدالت مساوی عدالت شاہی یعنی ہائی کورٹ کی جو بذریعہ فرمان شاہی مقرر ہوئی ہو پہلے منظوری وزیر اعظم کی حاصل کرکے مقرر کرین

سواونہون سے نے منظوری حاصل کر کے چیف کورٹ کو مقرر کیا ✢
اس عدالت کو صوبہ پنجاب مین اختیارات مساوی ہائی کورٹ کلکتہ و بمبی
نسبت اپیل دیوانی حاصل ہین اور اس عدالت کا اپیل پریوی کونسل
مین ہوتا ہے اور فوجداری مین بہی اوسکے اختیارات نسبت یورپین
برٹش سب جگٹ موافق ہائی کورٹ کے ہین بلکہ اوسکے اختیارات نسبت
یورپین برٹش سب جگٹ ایسے ہین جیسے کمشنران کورعایا ہند پر یعنی
سزاموت و حبس دوام کا دینا اور بعض مقدمات مین چیف کورٹ عدالت
ابتدائے ہے تمام پنجاب مین جو پیدا ہون درمیان یورپین برٹش
سب جگٹ کے۔ مثلاً نکاح و طلاق و وراثت وغیرہ اور نسبت مقدمات
ہنڈی جبکہ چہہ ماہ کے اندر دعوے کیا جاوے۔ لیکن اس عدالت
کو ابتدائے اختیارات نسبت عام مقدمات کی کسی حد معین کے اندر
حاصل نہین موافق ہائی کورٹ کلکتہ و مدراس کی وہان ہر ایک مقدمہ
ابتدائے عدالتہائے ہائی کورٹ مین دائر ہوسکتا ہی اون حدود کی اندر
جو پہلے بیان ہو چکی ہین۔ فرق درمیان ہائی کورٹ و چیف کورٹ
پنجاب کے ہین ✢

(۱) ہائی کورٹ فرمان شاہی سے مقرر ہوئی۔ چیف کورٹ منظوری
وزیر اعظم گورنر جنرل نے مقرر کیا ہے ✢

(۲) ہائی کورٹ مین ۱۲ جج ہین اور دیسی جج بہی شامل ہین چیف کورٹ
مین تین جج ہین اور کوئی دیسی نہین ✢

(۳) ججان ہائی کورٹ ملکہ معظمہ قیصر ہند مقرر کرتے ہین و ججان چیف
کورٹ گورنر جنرل مع کونسل ✢

(۴) ہائی کورٹ علاقہ معین مین نسبت ہر ایک مقدمہ کی ابتدائی اختیارات حاصل ہین چیف کورٹ کو ایسے اختیارات حاصل نہین ہو

(۵) ہائی کورٹ کو اختیارات عدالت جہازی حاصل ہین ۔ چیف کورٹ کو ایسے اختیارات کی ضرورت نہین کہ ہون ہو

(۶) فیصلہ جات ہائی کورٹ تاثیر قانون نسبت کل انڈیا کی رکھتے ہین جنکی رپوٹ قانونمین مشتہر ہو جاوے فیصلجات چیف کورٹ کو ابتک کل ہند کیواسطے یہ حیثیت حاصل نہین صرف پنجاب پر اونکا اثر ہے ہو

ذکر پریوی کونسل

پریوی کونسل سب سے اعلے درجہ کی عدالت اس ہندوستان کے واسطے ہے پریوی کونسل سے مراد اپیل بحضور بادشاہ انگلستان ہے لیکن چونکہ بادشاہ خود کل کام نہین کر سکتا اسواسطے اپنے مصاحبان خاص سے چند اشخاص صاحب لیاقت و قانون دان کی ایک کمیٹی مقرر کیجاتی ہے جسکو جوڈیشل کمیٹی پریوی کونسل کی کہتے ہین اس کمیٹی کو اختیار دیا گیا ہے کہ اپیل سماعت کرکے رائے مناسب تحریر کرے یا اپنی رائے بحضور ملکہ معظمہ یا بادشاہ وقت کے پیش کرین جبکہ بادشاہ اوس رائے کو منظور کرے وہ فیصلہ ناطق متصور ہوتا ہے ہو

پریوی کونسل کی اپیل کا حال

سنہ ۱۷۲۶ء مین اول دفعہ بادشاہ ولائت کو اختیار دیا گیا تہا کہ وہ انڈیا کی اپیل سماعت کیا کرے یعنی جب انڈیا کے تینو علاقہ مین میور کی عدالت مقرر ہوئی تو اپیل گورنر کی فیصلہ کا جبکہ دعوی چار ہزار روپیہ یا ہزار پگوڈہ سے زیادہ ہے

تو فریق ناراض کو اختیار تہا کہ بادشاہ مع کونسل کے پاس اپیل کرے
سنہ ۱۷۷۳ مین بادشاہ کو اختیار ہوا تہا کہ سوپریم کورٹ کا اپیل جو بنگالہ مین
مقرر ہوئی تہی سماعت کرے جبکہ دعوی ہزار پگوڈہ سے زیادہ ہو ٭
سنہ ۱۷۸۱ مین گورنر جنرل مع کونسل کے فیصلہ کا اپیل یعنی صدر دیوانی سے
جبکہ دعوی پچاس ہزار روپیہ سے زیادہ کا ہو تو بادشاہ کی عدالت مین ہو سکتا تہا
سنہ ۱۷۹۷ مین جبکہ ریکرڈر کا عدالت بمبئی اور مدراس مین مقرر ہوا بادشاہ
کو سماعت اپیل انڈیا کا اختیار دیا گیا ٭

مگر یاد رہی کہ شاہ انگلنڈ کو اختیار تہا کہ بموجب درخواست کسی فریق کے جو
فیصلہ سوپریم کورٹ سے ناراض ہو تو اونکی مثل طلب کرکے خود فیصلہ دیوے
اور حکم کو بحال یا ترمیم یا منسوخ کرے مگر کوئی قواعد واسطے داخلہ اپیل ولایت
مرتب نہین ہوئے تہے کہ کسطرح اور کن شرائط کی پابندی سے اپیل
داخل ہوگا۔ سنہ ۱۷۹۷ مین جبکہ ریگولیشن نمبر ۱۶ پاس ہوا اوس مین قواعد
نسبت اپیل پریوی کونسل درج تہے کہ نسبت خرچہ و ضمانت وغیرہ
کسطرح ہونا چاہیے ٭

سنہ ۱۸۰۱ جبکہ صدر دیوانی عدالت بنگالہ کی مین جج مقرر ہوئی تو اوسکا
اپیل موافق قواعد معینہ سابقہ شاہ انگلنڈ کے پاس کرنیکا اختیار ہوا اسی
طرح رفتہ رفتہ مدراس و بمبئی مین بہی نسبت عدالتہاے صدر دیوانی
کے قواعد مقرر ہوئے کیونکہ ابتدا مین اون عدالت کا اپیل گورنر جنرل
کے پاس ہوا تہا جسطرح پہلے حالات مین بیان ہوا ہے۔ علاقہ بمبئی
سے سنہ ۱۸۱۳ تک معلوم نہین ہوتا ہے کہ کوئی اپیل صدر دیوانی کا گورنر
جنرل سے بادشاہ مع کونسل کے پاس ہوا ہو مگر اس سال سے قواعد نسبت

اپیل صدر دیوانی جبکہ دعوے زیادہ پچاس ہزار سے ہو تو بادشاہ
مع کونسل کے پاس اپیل کی اجازت ہوئی - بموجب ریگیولیشن نمبر ۴
۱۸۱۳ء مدراس کا اپیل سماعت کرنا گورنر جنرل نے ۱۸۱۸ء مین موقوف کیا
جبکہ بموجب مدراس ریگیولیشن نمبر ۸ ۱۸۱۸ء کے حکم ہوا کہ آئندہ صدر
دیوانی کا اپیل ولائت ہونا چاہیئے جبکہ دعوے پچاس ہزار روپیہ سے
زیادہ کا ہو ❊

بمبی کے علاقہ مین چونکہ شک تہا کہ اپیل بادشاہ کے پاس ہوا کرے یا نہین
جس واسطے اس سال واضح طور پر ظاہر کیا گیا کہ صدر دیوانی بمبئی کا اپیل
بادشاہ کے پاس ہوا کرے مگر تعداد کی بیان نہ تہی ❊

۱۸۴۰ء مین گورنر بمبئی نے اپیل عدالت مفصل کی سماعت موقوف
کی اور سب جج عدالت مین مقرر ہوئے - مگر اپیل ولائت کے قواعد بدستور
سابق رہے مگر یاد رہے کہ بادشاہ کو اختیار تہا کہ اپیل خاص کسی فریق کی
درخواست پر قبول کرے اور فیصلہ ماتحت تبدیل یا منسوخ یا ترمیم یا بحال
رکہے - اگرچہ قواعد اپیل مرتب ہوئے تہے مگر باعث ناواقفی لوگ
انصاف سے محروم رہے - اگرچہ سوپریم کورٹ مین وکیل موجود تہے
جو کاغذات مقدمہ اپنی معرفت کسی وکیل کے پاس ولایت مین روانہ کرتے
تہے اور وہ وکیل باقاعدہ پریوی کونسل مین مقدمہ کو پیش کرتا تہا
مگر صدر دیوانی مین کوئی ایسا ذریعہ نہ تہا اگرچہ دیسی وکیل موجود تہے
مگر باعث ناواقفی کارروائی ولائت وہ بہی مجبور تہے اور کاغذات
واسطے اپیل سپرد سرکار ہوئی تو فریقین کو واسطے حکم اخیر کے سوائے انتظار
کچہہ چارہ نہ تہا کہ ولائت سے کیا حکم ہوگا ❊

اور ولائت مین جبتک کوئی شخص فریقین سے اپیل کی پیروی کو موجود نہو توکیا کارروائی ہوسکتی تہی اسواسطے بہت توقف ہوئی اور عرصہ مین جائداد متنازعہ تلف یا برباد ہوگئی اور اپیلانٹ کو بہت ہرج ہوا +

سنہ ۱۸۱۸ تک مدراس کا کوئی اپیل پریوی کونسل مین نہین ہوا۔ کیونکہ اسوقت تک گورنر جنرل کی پاس ہوتا تہا اور عوام ناواقف تہی اسواسطے اپیل سے بجائے فائدہ کے فریق اپیل کنندہ کو نقصان ہوا۔ کیونکہ خرچہ داخل ہوجاتا تہا میعاد دراز تک کچہ خبر نہین ملتی تہی اور اگر فریقین راضی ہوکر بار دعوی داخل کیا تو خرچہ واپس نہین ملتا تہا کیونکہ اس ملک کی عدالت کو معلوم نہ تہا کہ ولائت مین کیا ہوا ہے چنانچہ مسٹر آر کلارک اپنی رپوٹ سنہ ۱۸۳۰ مین بیان کرتے ہین کہ چار مقدمہ مین راضی نامہ ہوگیا مگر خرچہ واپس کرنیسے انکار کیا گیا جس مین ایک مقدمہ کا خرچہ ہزار پونڈ تہا سنہ ۱۷۷۲ اسی لیکر سنہ ۱۸۳۳ تک صرف پچاس اپیل داخل ہوئی جسمین اول اپیل سنہ ۱۷۹۹ مین ہوا تہا

سنہ ۱۸۲۶ مین جبکہ مسٹر ایل ہیگرنیڈ مڈغیز کاغذات کی پڑتال کرتا تہا تو اوسنی بہت اپیل انڈیا کی پڑے ہوئے پائے اور اوسپر باعث ناواقفی اور نہنے قانون ہند کی کچہہ حکم نہین ہوا تہا اور اسوقت ڈائرکٹران کمپنی نی بہی درخواست واسطے فیصلہ اون اپیلونکے جو ولائت مین روانہ کی تہی معہ تعریف مدعی و مدعا علیہ و تعداد دعوی پیش کیئی تاکہ اون اپیلون کی نسبت پریوی کونسل سی فیصلہ ہونا چاہیئے اور اس رپوٹ سے یہ حالات معلوم ہوسے کہ سنہ ۱۷۹۰ مین بنگالہ سے پہلا اپیل ہوا تہا کیس ۱۲۱

اپیل بنگالہ کی دس مدراس سے اور ستترہ بمبئی سی مگر مدراس سی سنہ ۱۸۱۸ کے
اول زمانہ کی کوئی اپیل نہ تہی سنہ ۱۸۱۲ سے اول کی کوئی اپیل بمبئی
سے نہ تہی سنہ ۱۸۳۲ مین ڈائرکٹران بمشورہ جیمس میکین تاش اور سر ایل
الیگزینڈر وغیرہ کی یہ تجویز کیا کہ کسیطرح پریوی کونسل مین رپوٹ پیش کر کی
انڈیا کے اپیلونکا فیصلہ کرایا جاوے جو اوسوقت پریوی کونسل کے
دفتر مین پڑی ہوئی تہین اور جنکے فریقین مقدمہ موجود نہ تہی تو
اسواسطی لیجس لیٹو کونسل ولائت سی تیسرے اور چوتہے سنہ جلوس ولیم
چہارم کی باب اکہ پاس ہوا جسکے بموجب بادشاہ کو اختیار دیا گیا کہ وقتا
فوقتا ایک عدالت ایسا مقرر کیا کرے جسکا نام پریوی کونسل ہے اور اسمین
افسران ذیل اجلاس کیا کرین یعنی وہ بورڈ جو محافظ ہین اور اونکے
قبضہ مین رہتی ہے مہر شاہی گریٹ برٹن کی اور بورڈ چیف جسٹس یا جج
بادشاہ کی عدالت کی اور ریا جج بادشاہ کی بنچ کے ماسٹر آف رولس وائس
چنسلیر اوف انگلنڈ چیف جسٹس عدالت کامن پلی کی اور بورڈ چیف بیرن یا
بیرن عدالت ایکس چکر کا اور جج عدالت پری روگیٹیو کی تین برائے کی
بورڈ آرچ بی شپ اور جج ہائی کورٹ ایڈمیریلتی کے اور بڑا جج عدالت
دیوانی کا اور تمام ممبر اونکے پریوی کونسل کی جو رہتے ہون
یا رہین لوڑ چین سیلر گریٹ برٹن کا یا دوسرے عہدہ متعینہ بالا کا تو
بموجب حکم شاہی کی جو ڈیشل کمیٹی خطاب ہوا اور بادشاہ کو اختیار دیا گیا تہا
کہ دو اور ممبر واسطی پریوی کونسل علاوہ ممبران بالا کے مقرر ہوئی اس ایکٹ
کی دفعہ تین سے اختیار دیا گیا تہا کہ بادشاہ کو اختیار ہوگا جو اپیل اوسکے
حضور مین واسطی انصاف پیش ہو یا ابتک ہوئی ہو اور فیصلہ نہ دیا گیا ہو

اوس کمپنی کی سپرد کری تاکہ وہ سوچکر واسطی اخیر حکم کی بادشاہ کی حضور مین پیش کرین جسطور سی کہ قاعدہ ہی عدالتونکا عام طور پر دفعہ ۲۲ مین یہ حکم تہا کہ جسقدر اپیلین آجتک انڈیا کی تین صدر دیوانی سے پریوی کونسل مین داخل ہوئی اور فریقین نی پیروی نہین کی ڈائرکٹران کمپنی کو حکم دیا جاوے کہ اپیلانٹ اپیلونکی پیروی کیو واسطی وکیل مقرر کرین۔ اور بابت خرچہ بموجب حالات ہر ایک مقدمہ کی نسبت ضمانت جیسا کہ مناسب ہو بادشاہ کو دیوے ایسے اپیل کی پیروی سے کے اختیارات دو سال تک محدود ہونگے ٭

دفعہ ۲۴ سے بادشاہ کو اختیار تہا بنانے ضابطہ اور قواعد کا نسبت انڈیا کے اپیلونکی بابت خرچہ اور دیری سماعت اور نقصان جائداد اپیل شدہ کی دفعہ ۳۰ کی بموجب یہ حکم ہوا تہا کہ ممبر جوڈیشل کمیٹی کی بطور اسیسران کے ہونگے جنہون نے سمندر سی پار ہی یا انڈیا مین جج کا کام کیا ہو مگر اونکو اختیار بولنے کا نہوگا اور تنخواہ چار سو پونڈ سالانہ ملیگی ٭

سواس ایکٹ کی پاس ہونیسے فائدہ ہوئی کہ آئندہ جلدی اور سہولیت اپیل مین ہوگی اور تقرری اون ججونکی جو انڈیا سی بعد نوکری کی جاکر بہرتے ہوئے جنسے انڈیا کی حالات کی موافق فیصلہ مین سہولیت ہوئی ٭

۱۸۳۴ء مین جوڈیشل کمیٹی سے تین حکم دئے جو یاد کرنیکی قابل ہین

(۱) ایسٹ انڈیا کمپنی کو تمام اپیل مندرجہ فہرست جو صدر دیوانی عدالتون سے ہوئے ہین پیش کرین عرصہ دو سال تک جنکے انگلنڈ مین فریقین سے پیروی نہین ہوئی ٭

(۲) حکم تہا کہ کمپنی فریقین کیطرف سی وکیل واسطی پیروی اپیلون کی مقرر

کرسے جسطرح کہ ہوا کرتا ہے ❊

(۳) یہ حکم تہا کہ کمپنی کو اختیار ہوگا جو کچھہ خرچہ اپیل مین ہو فریقین سے وصول کرین۔ بموجب اختیار اس ایکٹ کی ❊

سنہ ۱۸۳۶ مین قواعد واسطے پیروی اپیلون کے پاس ہوئی مگر کبہی استعمال نہین ہوئی ❊

سنہ ۱۸۳۸ مین ملکہ معظمہ وکٹوریہ قیصر ہند نے تمام قواعد سابق کو منسوخ کیا اور نئے قواعد جاری کئے ❊

(۱) کوئی اپیل انڈیا سے سوپریم کورٹ یا صدر دیوانی سے معرفت کمپنی نہوگا الا تاریخ فیصلہ سے چہہ ماہ کے اندر درخواست گذری ہو اور تعداد دعوے کی دس ہزار روپیہ یا زیادہ ہو اور تعداد پچاس ہزار روپیہ کی موقوف ہوئی ❊

(۲) جس عدالت کا اپیل ہو اوس عدالت کا سارٹیفکیٹ اس امر کا ہونا چاہیے کہ دعوی کی حقیقت دس ہزار یا زیادہ کا ہے ❊

(۳) بادشاہ یا اوسکے قائمقام کو اختیار ہوگا کہ کسی فریق ضرر رسیدہ کی درخواست پر کوئی اپیل جسمین شرائط بالا موجود نہون منظور کرے اور ایسا اپیل جائز سمجہا جاویگا ❊

سنہ ۱۸۴۴ جولائی جلسے اور ساتوین جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ کی باب ۲۸ پاس ہوا جسمین ذکر اپیل عدالت مذہبی اور جہازی کا اپیل تہا موافق عدالتہاے ولائت کی ❊

سنہ ۱۸۴۴ مین ساتوین اور آٹہوین جلوس مین باب ۲۳ پاس ہوا جسمین کوئی پاس بابت منسوخی باب ۴۱ سنہ ۱۸۳۴ کی نسبت اپیل پریوی کونسل

نہین ہے کیونکہ ان دونون ایکٹ مین کوئی ہی تجویز تہی کارروائی جو دائر کمپنی سے بموجب پیروی باب ۴۱ ہ ۱۸۳۴ء اور قواعد ۱۸۳۶ء ہوتی رہی ۱۸۴۵ء مین بابت ۳۰ جلوس ۸ و ۹ ملکہ معظمہ پاس ہوا اور باب ۴۱ ہ ۱۸۳۴ء منسوخ کیا گیا جسکے بموجب اپیل پریوی کونسل مین ہوتی ہین اور خلاصہ مضمون اس ایکٹ کا یہ ہے ❊

۳۰ جون ۱۸۴۵ء

جو اپیل انڈیا کی کسی عدالت صدر دیوانی کی معرفت کمپنی پریوی کونسل مین ۱۸۳۴ء تک داخل ہوئی تہی اور اونکی فریقین سے پیروی نہین کی اور ڈائرکٹران کی پیروی برابر پیروی فریقین کی سے ہے اور فیصلہ اور ڈگری وغیرہ عدالت کا نسبت فریقین ویسا ہی موثر کیا گیا کہ اونہون سے خود پیروی کی تہی چونکہ یہ حکم نسبت اون اپیلونکی تہا جو دائر تہی اور ایسا حکم منسوخ کرنا درست تہا اون احکام کو منسوخ کرکے جدید حکم ہوتا ہے بموجب اجلاس پارلیمنٹ اور ہدایات بورڈس ملکی اور مذہبی کی بموجب منظوری ملکہ معظمہ کی کہ آیندہ کو کسی اپیل مین جو انڈیا کی کسی عدالت صدر دیوانی سے ہو متعلق نہوگا ❊

(۱) آیندہ کو جو اپیل صدر دیوانی سی ہوا ونمین بازدعوے اور راضی نامہ ہونا حسب مرضی فریقین باجازت عدالت جائز ہوگا اسلئے انڈیا کی عدالتون کو حکم ہونا چاہئے کہ وہ سارٹیفکیٹ ایسی بازدعوی یا راضی نامہ ہونا عدالت ہذا مین دیا کرین تاکہ سمجھا جاوے کہ ویسا ہوا ہے اور بہت امور ہونگی مگر لائق یادداشت چندان ضروری نہین ہین ❊

۱۸۴۵ء کے بعد بابت اپیل پریوی کونسل بہت ایکٹ جاری ہوئی ❊

لیکن نسبت اپیل دیوانی بموجب ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۷ء ضابطہ دیوانی باب ۴۵
مین صریح طور پر بیان ہے - کہ پیروی قواعد منضبطہ نسبت خرچہ و پیش
کرنے اپیل کے جو جاری ہوئے ہون یا آئندہ ہون ملکہ معظمہ قیصر ہند
مع کونسل سے پیروی ایسے قواعد کی اپیلانٹ پر لازم ہوگی ✢
ان امور کا اپیل پریوی کونسل مین ہوسکتا ہے ✢
(۱) جبکہ دعوی یا شئے متنازعہ در حقیقت دس ہزار روپیہ یا زیادہ کی ہو -
(۲) فیصلہ ایسی عدالت کا ہو جسکا فیصلہ انڈیا مین نسبت ایسی رقم کے
اخیری ہے اور اوس عدالت کو اون حدود مین اختیارات اخیر اپیل کے
سماعت کی ہون جیسا ہائی کورٹ یا چیف کورٹ پنجاب کو ✢
(۳) فیصلہ عدالتہاے کورٹ کا یا چیف کورٹ کا جبکہ بموجب اختیارات
ابتداے کی عدالت سے فیصلہ کیا ہوا ہو اور ہمکی تعداد کی حد نہین بلکہ لفظ
ہر ڈگری اخیر درج ہے ✢
اور چند شرائط ہین سو بہتر ہے کہ باب مثنیہ بالا ضابطہ دیوانی ملاحظہ
کیا جاوے ✢

خلاصہ حالات علاقہ مدراس

یہ امر بہی معلوم ہو چکا ہے کہ کمپنی کو اختیار تہا کہ جو معاملات اونکے علاقہ
مین اونکی رعایا یا ملازمان کمپنی سے پیدا ہون خود فیصلہ کیا کرین -
یہ امور پہلے چارٹروںمین مندرج تہے مگر سنہ ۱۷۲۶ء مین صریح تجویز واسطے
معاملات فوجداری عدالت اور وڈرمین مقرر ہوئے تہے جو سنہ ۱۷۴۶ء
مین موقوف ہوئی مگر اسوقت بہی انگلے قانون کے بموجب کارروائی
فوجداری ہوئی رہی اور پہر بموجب چارٹر سنہ ۱۷۵۳ء عدالت اوروڈرمین

مقرر ہوئے جو ۱۷۹۳ تک قائم رہی اگرچہ بنگالہ کے ۱۷۷۳ کی ایکٹ آف پارلیمنٹ کے بموجب ۱۷۷۴ مین سوپریم کورٹ مقرر ہوا مگر یہان عدالت سابق قائم رہی اور ۱۷۹۷ مین عدالت ریکرڈ مقرر ہوئی جسکے اختیارات دیوانی و فوجداری موافق عدالت سوپریم کورٹ کلکتہ عطا ہوئے تہے

اور ۱۷۹۷ مین عدالت ریکرڈ بہی سوپریم کورٹ مین تبدیل ہوئی اور اوسکو تمام اختیارات صریح طور پر موافق عدالت سوپریم کورٹ کلکتہ ہوئے علاقہ مین موافق بنگالہ کے عدالت مفصل کا انتظام جدید شروع ہوا اور رفتہ رفتہ تمام صوبہ مین عدالتہای موجودہ قائم ہوگئین اور انتظام عدالت علیحدہ علیحدہ مندرج ہوا تہا

۱۸۰۲ مین ایک عدالت فوجداری مقرر ہوئی جسکو اختیارات مساوی صدر نظامت کلکتہ دئے گئے اسوقت تک یہان اختیارات عدالت اور وٹرمنیر کے تہے اور عدالت ہائے مفصل کا اسطرحپر انتظام ہوا کہ مجسٹریٹ اور اسسٹنٹ مجسٹریٹ علاقہ مین مقرر ہوئے جنکو اختیارات فوجداری اپنے اپنے علاقہ مین دئے گئے اور سزا قید و جرمانہ اور بید کا اونکو اختیار دیا گیا ۔ یہان سے تمام تجویز موافق انتظام بنگالہ کے ہوئی اور مجسٹریٹان کو جسٹس آف دی پیس بنایا گیا تاکہ ملزمان یورپین کو گرفتار کرین اور تحقیقات کرکے سپرد عدالت سوپریم کورٹ کرین اس عدالت کو اختیار سزا کا تہا اور اونکے تعداد تمام علاقہ مین چار ہیر یہ عدالت تمام جرائم سنگین مین سزا دیسکتے ہین لیکن یہ لازم تہا کہ منظوری عدالت فوجداری کی تعمیل سزا سے پہلے حاصل کرلیوے

اس عدالت کو اختیارات پولیس بہی حاصل تہے مگر انتظام پولیس کا اسوقت تک بطور ریاست ہمارے دیسی رہا کیونکہ تواریخ مین کوئی نشان انتظام کا اچہیطرح نہین پایا جاتا مگر شمالی سرکارون مین کچہہ سوراغ پایا جاتا ہے اگرچہ اسوقت ہر ایک گانو مین چوکیدار مقرر ہوئے اور اونکو گرفتاری ملزمان کا اختیار دیا گیا ✤

١٨١٠ع مین مجسٹریٹ کو اختیار قید ایک سال اور بیس ضرب بید اور دوسو روپیہ تک جرمانہ کا اختیار دیا گیا تہا مگر جو اسسٹنٹ مقرر تہے اونکو اختیار فوجداری حاصل نہ تہے ✤

١٨١٦ع مین مجسٹریٹ اور اسسٹنٹ کو اختیار گرفتاری ملزم اور سپردگی ملزم بعد تحقیقات عدالت صدر فوجداری مین دیا گیا اور یہ بہی اختیار ہوا کہ مقدمات خفیف مین سزا دیوین جسکی مقدار ١٥ یوم قید اور ١٨ ضرب بید اور ۵ روپیہ جرمانہ سے زیادہ نہو ✤

ضلع جج اپنے علاقہ کے جج مقرر ہوئے اور جب ملزم چہہ ماہ سے زائد سزا کے لائق ہو سپرد عدالت سرکیوئٹ ہوتا تہا اور ریگیولیشن بہی پاس ہوا۔ داروغہ اور تہانہ دار موقوف ہوئے اور انتظام پولیس سپرد تحصیلداران اور نمبرداران وغیرہ ہوا جنکو لازم تہا کہ گرفتاری ملزمان کرین اور ٢٤ گہنٹے تک ملزم کو عدالت مجسٹریٹ مین پیش کرین اور تحصیلدار کو مقدمات خفیف مین ایکروپیہ جرمانہ کا اختیار تہا اور ٢٤ گہنٹے تک قید۔ مقدمات سنگین مین چالان کا اختیار تہا اور مجسٹریٹ کو اختیار تہا کہ امین و زمیندار و تحصیلدار کو ذمہ دار امن کا قرار دئیے ✤

۱۸۱۸ء مین ضلع جج کو اختیار دیا گیا تہا کہ اگر وہ ماتحت اپنے کو لائق سمجھین تو اونکو اختیارات فوجداری عطا کرین ❊

۱۸۲۰ء مین تمام انگریزی رعایا ماتحت عدالتہاے کمپنی کے ہوئے اور مجسٹریٹ کو اختیار تہا کہ جرائم خفیف مین اونکو سزا دیوین اور جب ملزم لائق زائد سزا ہو تو اوسکو سپرد سوپریم کورٹ کرین - مگر سوپریم کورٹ کو اختیار تہا کہ بموجب درخواست ملزم یا خود مقدمہ کو عدالت ماتحت سی طلب کر کے خود تجویز کرے اس سال تحصیلدار کو تین روپیہ جرمانہ کا اختیار دیا گیا تہا اور زمیندار کو بہی جرائم خفیف مین ایک روپیہ کا اور سزا چھہ ضرب بید تک اختیار دیا گیا تہا ❊

۱۸۲۲ء مین مجسٹریٹ کو اختیار قید دو سال تک دیا گیا جب ملزم لائق زائد سزا ہو تو سپرد عدالت سرکیوٹ کرین جس عدالت کو اختیار ۱۴ سال قید کا تہا اور جب ملزم اوس سے زیادہ سزا کی قابل ہو تو سپرد عدالت فوجداری کیا جاوے جو ہر اس مین تہی ❊

۱۸۲۵ء مجسٹریٹونکو حکم ہوا تہا کہ جب مقدمہ چوری تین سو روپیہ سے زیادہ کا ہو تو سپرد عدالت سرکیوٹ کرین ❊

۱۸۲۷ء مین جائینٹ مجسٹریٹ اور ہندوستانی مجسٹریٹ مقرر ہوئے جنکا اختیار انگریزون پر نہ تہا یہ افسران ۱۸۳۶ء مین پرنسپل صدر امین کے نام سے مقرر ہوئے جس سال مین فتوے لینا موقوف ہوا تہا مگر جوری ہو کر فیصلہ ہوتا تہا ❊

۱۸۲۸ء کو اس علاقہ مین بجاے دُرّے کے جو مسلمانونکا آلہ سزا تہا کوڑا مقرر ہوا - لیکن ۱۸۳۰ء مین درّا بدلا گیا لیکن اس زمانہ مین بہی عموماً

سزا بید سے مستثنی تھین ✦

سنہ ۱۸۳۲ مجسٹریٹونکو قید تہا دینے کا اختیار دیا گیا تہا کہ جہان اونکی راے
مین واسطے سزا ملزم مناسب جانین ایسے سزا دیوین اس سال بموجب
اختیارات بحیثیت انتظام پولیس نمبردارانکو دس یوم تک قید کا اختیار جرائم
خفیف مین دیا گیا تہا اور سزا بید کے اختیارات موقوف ہوئے تہے ✦

سنہ ۱۸۳۳ مین مجسٹریٹونکو اختیار دیا گیا تہا مقدمات یورپین کی سماعت
کرین اور تجویز کرین ✦

سنہ ۱۸۳۷ مین اختیارات پولیس نمبرداران موقوف ہونیسے اونکو اختیار
سزا کا نہ رہا اور حکم ہوا کہ ملزم کو مجسٹریٹ کے پاس پیش کرین ✦

سنہ ۱۸۴۰ مین فتوے لینے سے عدالت فوجداری مطلق روکی گئی تہی
مگر اس علاقہ مین اسوقت تک فتوے شرع محمدی کا جائز تہا ✦

سنہ ۱۸۴۱ مین ضلع مجسٹریٹ کو اختیار دیا گیا تہا کہ وہ مقدمات بغاوت مین
تفتیش و تحقیقات کرکے مثل عدالت صدر فوجداری مین روانہ کرے
جس عدالت کو اختیار تہا کہ گورنمنٹ سے نسبت سزا منظوری منگاوے

سنہ ۱۸۴۳ مین یہ حکم ہوا تہا کہ یورپین کا اپیل موافق عام قواعد کی ہوا کرے
یعنی عدالتہاے کمپنی مین بجاے سوپریم کورٹ کے اور جو عدالت
سرکیوٹ علاقہ مین مقرر تہی موقوف ہوئی اور کمشنر ہر ایک علاقہ مین مقرر ہوے
بموجب ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۴۳ ضلع مجسٹریٹ کے اختیارات نسبت عام مقدمات
کی قائم ہوئے اور ماتحت مجسٹریٹ یورپین کو مقدمات خفیف مین سزا
دینے کے اختیارات ایزاد ہوئے جنکو ماتحت جج اب کہتے ہین —
کمشنر انکو اسی سال مین یہ اختیار دیا گیا تہا کہ مقدمات کی تجویز کیواسطے

دیسی آدمی جوری و اہیسر کی راے لیوین اور حکم اخیر دیوین بحالت اختلاف راے صدر فوجداری عدالت سے راے طلب کرین —
ضلع جج کو یہ اختیارات سشن جج کے بموجب ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۴۳ کے دیے گئے تہے جو اختیارات سابق عدالت سرکیوٹ کو تہی جو عدالت موقوف ہوئی تہی — بموجب ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۵۴ کے منصفونکو اختیارات فوجداری مقدمات خفیف مین دئے گئے تہے عدالت علاقہ مدراس مین —
یہ صاف معلوم ہو چکا ہے کہ کمپنی نسبت دیوانی یا فوجداری معاملہ کے ماتحت عدالت اسملک کی نہین ہوئی کیونکہ شروع سے کمپنی کو اختیارات اپنے بادشاہ سے حاصل تہے کہ وہ خود فیصلہ کیا کرین تمام معاملات کا جو پیدا ہون اونمین بلکہ سنہ ۱۶۱۸ مین اونکو بادشاہ ہند سے بہی یہ اجازت حاصل ہوئی تہی کہ جو تنازع پیدا ہو اونمین موافق اپنے قانون کی فیصلہ کر لیا کرین اور مختلف اوقات مین مختلف طرح سے کارروائی ہوتی تہی چنانچہ سنہ ۱۷۲۶ مین میور کی عدالت واسطے معاملات دیوانی مقرر ہوئے جو سنہ ۱۷۴۶ مین بلغش چہین جانے مدراس کے موقوف ہوئے مگر پہر سنہ ۱۷۵۳ کے چارٹر کے بموجب مقرر ہوئے جو سنہ ۱۷۹۷ تک قائم رہے جسوقت عدالت ریکرڈ کے اختیارات اوسکو دئے گئے جسکے حاکم تین ایلڈرمن اور ریکرڈر بادشاہ انگلنڈ کیطرف سے ہوئے اور جسٹس آف دی پیس کے اختیارات جسطرح ولائت مین ہوتے ہین اونکو عطا ہوئے بلکہ اوسکے اختیارات زیادہ موافق عدالت سوپریم کورٹ کلکتہ ہوئی نسبت معاملات دیوانی اڈمیرلٹی مذہبی فوجداری وغیرہ کے اور قانون بہی وہ استعمال ہوئی جو سوپریم کورٹ کلکتہ مین تہے اور نسبت دیسی آدمیونکی یہ حکم ہوا کہ اونکی مقدمات

ہین اونکا قانون اور رواج قوم لیا جاوے اور اپیل مین بہی وہی
قواعد متعلق اس عدالت کے ہوئے جو سوپریم کورٹ کلکتہ کے تہے
اور اس عدالت کو اختیار نسبت تیار ہی قواعد کارروائی عدالت اور
مقرر کرنے ماتحتونکے اوسیطرح ہوئے جیسے سوپریم کورٹ کلکتہ کو تہے
کیونکہ بنیاد اوسکی بہی اسیطرح تہے اگرچہ کسی جگہ صریح حکم درج نہین ہے
۱۷۹۹ء مین مدراس کی عدالت ریکرڈ کو بموجب باب ۷۹ جارج سوم
جلوس ۳۹ مین سوپریم کورٹ مدراس مین بدلدیا اور اختیارات سابق
اوسکو عطا ہوئے اور اومین تین جج جنہون نے بیرسٹری کا کام ولایت
مین پانچسال تک یا زیادہ کیا ہو اور لائق اور تجربہ کار مقرر ہوئے جنکی تقرری بہی
بموجب رائل چارٹر مورخہ ۲۶ - دسمبر ۱۸۰۱ء کے ہوئی ✦

۱۸۰۰ء مین گورنر مدراس کو قواعد اور ریگیولیشن اپنے علاقہ مین بنانیکا
اختیار دیا گیا تاکہ وہ ریگیولیشن موافق معاملات وضروریات اپنے علاقہ
کی تیار کرے اور منظوری گورنر جنرل ضروری تہی جو ۱۸۳۲ء تک
رہی یہ اختیارات گورنر جنرل کو بذریعہ ایکٹ پارلیمنٹ ۳۹ و ۴۰
جلوس جارج سوم یا ۱۷۹۹ء ہوئی تہے بلکہ ہر ایک علاقہ مین گورنر انکو اختیار
تہا کہ موافق بنگالہ کے اپنے اپنے علاقہ کے احسن انتظام کیواسطے
قواعد اور قانون مرتب کرین ✦

۱۸۰۲ء مین بہت تبدیلی ہوئی کیونکہ مفصل عدالت کا ہی وہی حال
رہا جسطرح بنگالہ مین جو ۱۷۹۳ء تک رہا مگر اسوقت سے یہان بہی انتظام مثل
بنگالہ کے ہوگیا اور کام ہر ایک صیغہ کا علیحدہ علیحدہ ہوگیا اسوقت
یہ تجویز ہوئی کہ اس علاقہ مین بہی تمام عدالت موافق علاقہ بنگالہ بنائی

جاوین اور ہر ایک صیغہ مین جدا جدا حاکم اجلاس کیا کرے اور اسوقت
علاقہ مین مال کا انتظام بندوبست دوام ہوا تہا سو وہ تو ماتحت دیوانی
ہوا اور تحصیل کیواسطے افسران مقرر ہو گئے بموجب ریگیولیشن نمبر ۲۵
سنہ ۱۸۰۳ دیوانی صیغہ مین کمشنران دیسی مقرر ہوئے جنکو فیصلہ اور سماعت
کا اختیار ۵۰ روپیہ تک تہا اور اخیر پورہ مین یہان بہی مقرر ہوئی جنکو اختیار
سماعت اور فیصلہ مقدمات دوسو روپیہ تک تہا اور اپیل کمشنر دیسی کا سماعت
کرتے تہے انکا فیصلہ ۵۰ روپیہ تک قطعی تہا اوس سے زیادہ کا
اپیل صاحب ضلع کے پاس ہو سکتا تہا اور ہر ایک فریق ناراض اگر چاہے
تو صاحب ضلع کے پاس کمشنر دیسی کا اپیل ہو سکتا تہا اور ہر ایک ضلع مین
ایک ایک ضلع جج مقرر ہوئے جنکے معاون مولوی اور پنڈت مقرر
ہوئے تہے تاکہ فیصلہ مین مدد دیوین اور ضلع جج کا فیصلہ ہزار روپیہ
تک قطعی تہا اوس سے زیادہ کا اپیل عدالت پروونشل مین ہو سکتا تہا
جنکی تعداد تمام صوبہ مین چار عدالت تہی اور اونکا فیصلہ پانچہزار روپیہ
تک قطعی تہا اوس سے زیادہ کا اپیل صدر عدالت مین جسکے حاکم گورنر
مع کونسل تہے اور اونکے معاون بہی دیسی قاضی اور مفتی مقرر ہوئے
تہے اور یہ عدالت بہی موافق صدر دیوانی کلکتہ کے مقرر ہوئی تہی اور
اوسکو گورنر جنرل نے اختیارات دئے تہے اس عدالت کا فیصلہ
۵۰ ہزار روپیہ تک قطعی تہا اور اوس سے زیادہ کا اپیل صدر دیوانی کلکتہ مین
ہو سکتا تہا اور وہان سے اگر دعوی پچاس ہزار یا زیادہ کا ہو تو اپیل
پریوی کونسل مین ہو سکتا تہا اور اپیل کی اجازت وجوہات قانونی سے
تہے خواہ دعوے کسیقدر ہو

سنہ ۱۸۰۳ع مین ہر ایک ضلع مین جج مقرر ہوئے اور جو صدر عدالت مقرر تہی بجائے گورنر اور کونسل کے اونمین حکام تین جج مقرر ہوئے اور گورنر کو اختیارات دیوانی نہ رہے اور گورنر کو اختیار دیا گیا کہ جسقدر جج وہ اپنے علاقہ مین چاہین مقرر کر لین ۔ گویا یہ اول وقت ہے کہ لوکل گورنمنٹ کو اختیار تقرری ججان حاصل ہوا ہے تقرری صدر عدالت کو حکام کی اختیار گورنر جنرل سے ہے ✤

سنہ ۱۸۰۹ع مین یہ ہوا کہ گورنر کو اختیار تقرری ججان و اسسٹنٹ ججان و آئین و منصفان کا ملا اور اجازت ہوئی کہ وجوہات قانون پر اپیل صدر عدالت مین یا جس عدالت مین کہ اپیل ہو سکتا ہو لیا جاویگا اور آیندہ دعوی پانچہزار کا عدالت پروونشل مین ہوا کرے جو سابق عدالت ضلع مین ہوتا تہا ۔

سنہ ۱۸۱۶ع مین نمبردار منصف مقرر ہوئے جسکا فیصلہ دس روپیہ تک قطعی تہا اونکو یہ بہی اختیار تہا خواہی کسقدر دعوے ہو پنچائت مین فیصلہ کرین جن فیصلہ کو پروونشل کورٹ منسوخ کرکے سپرد دوسری پنچائت کر سکتے تہے اور اگر فیصلہ برائے پنچائت ثانی موافق پنچائت اول ہو تو فیصلہ قطعی تہا اور جب فریقین مقدمات مین نمبرداران و منصفان کو ثالث کر لیوین تو اونکا فیصلہ سو روپیہ تک قطعی تہا ۔ اور اسی سال مین یہان ہر ایک ضلع مین منصف مقرر ہوئی جنکو دو سو روپیہ تک فیصلہ کرنیکا اختیار تہا الا مقدمات خراج مین جسمین بیس روپیہ کا مقدمہ سماعت کر سکتے تہے اور دو روپیہ تک اون مین اونکا فیصلہ قطعی تہا لیکن ضلع کی منصفونکو زیادہ کا ضلع جج کا اپیل پروونشل مین ہوتا تہا مگر صدر عدالت کو اپیل خاص لینے کا اختیار جبکہ فیصلہ ماتحت مین ناانصافی پائی جاوے اور دوسری اپیل ضلع جج اور صدر امین کا

پروشل مین ہوتا تہا اور پروشل کا صدر عدالت مین ہوسکتا تہا ٭

سنہ ١٨١٨ مین گورنر جنرل نے سماعت اپیل سے انکار کیا تاکہ آئندہ وہ سماعت نکریگا اوسکا انتظام موافق صدر عدالت کلکتہ ہوا اپیل اوس عدالت کا بموجب ریگیولیشن بنگالہ نمبر ١٦ سنہ ١٧٩٦ کے تہا ترتیب ہو جسکی بموجب حکم ہوا تہا کہ مدراس صدر عدالت سے اپیل پریوی کونسل مین آیندہ ہوا کرے اونہین شرائط اور قواعد کے موافق جیسا کہ عدالت صدر دیوانی کلکتہ سے ہوتا ہے اسوقت تک کوئی اپیل مدراس کا پریوی کونسل مین نہین ہوا ٭

سنہ ١٨٢٠ مین حکم ہوا تہا کہ یورپینا کا اپیل ہر کسی اپیلانٹ عدالت کمپنی یا یا سوپریم کورٹ مین جائز سمجہا جائیگا اسوقت تک معاملات دیوانی و فوجداری مین اپیل مقدمہ کا جسمین یورپین فریق ہو بجاے پروشل و صدر عدالت سوپریم کورٹ مین کرنیکا حکم تہا اور جارج سوم کا باب ١٥٥ جلوس ٥٢ کا زبان دیسی مین ترجمہ ہو کر مشتہر کیا گیا تہا ۔

سنہ ١٨٢١ مین رجسٹر کے اختیارات ہزار روپیہ تک ہوئے اور امین کے ٧٧٥ تک اور منصف کے پانچسو تک ٭

سنہ ١٨٢٧ مین اسسٹنٹ جج اور منصف مقرر ہوئے جج کا اختیار پانچہزار تک اور منصف کا اور جج کا اپیل ہزار روپیہ تک صاحب ضلع کے پاس ہوسکتا تہا اور زیادہ کا عدالت پروشل مین مگر دیسی افسران کا اختیار واسطے سماعت مقدمات یورپین کے نہ تہا ٭

سنہ ١٨٣٣ مین رجسٹر کے اختیارات تین ہزار تک اور صدر امین کے دو ہزار پانچسو تک اور منصف کے ہزار روپیہ تک ہوئے ٭

۱۸۳۶ء مین یورپین ماتحت عدالتہای کمپنی ہوگئے اور دفعہ ۱۰۷ باب ۱۵۵ جارج سیوم جلوس ۵۳ کا جسمین حکم تہا کہ یورپین کا اپیل سوپریم کورٹ مین ہوگا بموجب ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۳۶ء کے موقوف ہوا اور حکم ہوا کہ آئندہ کمپنی کی عدالت مین اپیل ہوا کرے اور کمپنی کی عدالت سے باعث نسل یا زاد بوم یا مرتبہ کی کسیکو عدالت کی حاضری سے معافی نہوگی اسوقت دیسی حاکمان کو بہی اختیار سماعت مقدمات یورپین کا حاصل ہوا تہا ۔

۱۸۳۸ء مین یہ حکم ہوا کہ جب فیصلہ مین خلل معلوم ہو تو بوجوہات قانون عدالت اپیل مین اپیل سماعت ہو سکیگا ۔

۱۸۴۳ء مین حکم ہوا تہا کہ اپیل خاص صدر دیوانی مین ہوسکیگا جبکہ فیصلہ خلاف قانون یا رواج یا رسم قوم کے ہو اور عدالتہای مدراس حالت موجودہ مین کردیگی یعنی عدالت پرونشل اور رجسٹر کی موقوف ہوئی اور دیسی افسران مقرر ہوئے جنکو اختیار دیا گیا کہ وہ تمام قسم کی عایا کے مقدمات سماعت کرینگے بموجب ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۴۳ء کے اور صاحب ضلع کو اختیارات مقدمات دس ہزار روپیہ تک دئے گئے اور یہ بہی اختیار دیا گیا کہ کسی درخواست پر یا خود کوئی مقدمہ کسی عدالت ماتحت سے اوٹہا کر خود تجویز کرے یا دوسرے ماتحت کو جو لائق سماعت ہو سپرد کرے اور گورنمنٹ کو اختیار دیا گیا تہا کہ جہان وہ چاہے جج اور مجسٹریٹ اپنے علاقہ مین مقرر کرے اور اپیل ماتحت ضلع جج کا عدالت ضلع جج مین ہوا کرے اور یہ ظاہر کیا تہا کہ کوئی شخص باعث زاد بوم یا نسل کے عدالتہای کمپنی سے بری نہوگا یعنی عدالتہای کمپنی کو ہر ایک شخص پر اختیار تہا کہ اوسپر مقدمہ سماعت کرے اور اوسکو عدالت مین واسطے جوابدہی

یا شہادت کی طلب کرے +

سنہ ۱۸۴۴ء مین حکم ہوا تہا کہ مقدمہ جس عدالت کی سماعت کے لائق ہو ابتدا مین وہان دائر ہوا کرے مگر ضلع جج کو اختیار تبدیل حاصل تہا۔ اگر ضروری ہو اور ضلع جج کو اختیار تہا کہ سرسری اپیل خاص اپنے ماتحت حاکم کا سماعت کرے جہان اور کوئی نامنظوری ہو یا ناانصافی پائی جاتی ہو +

سنہ ۱۸۵۴ء مین اجازت ہوئی تہی کہ اگر فیصلہ مین کوئی فریق ناانصافی معلوم کرے تو اختیار رہوگا کہ صدر امین سے دوسرا اپیل دائر کرے اور ایسا اپیل امور قانونی پر نہ واقعاتی پر یعنی ایکٹ سنہ ۱۸۴۳ء منسوخ ہوا اور ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۵۴ء پاس ہوا جسمین حکم تہا کہ ان وجوہات پر اپیل خاص دائر ہو سکیگا +

(۱) جبکہ کوئی خاص امر فیصلہ نہین ہوا +

(۲) ترتیب دستاویزات باقاعدہ نہین ہوئی +

(۳) فیصلہ مین نقص صریح ہو +

(۴) ضابطہ کی غلطی ہو +

(۵) جسقدر عدالت کو اختیار تہا برخلاف اسکے عمل کیا ہے +

(۶) صریح غلطی ضابطہ کی تحقیقات یا تجویز مین +

سنہ ۱۸۵۳ء مین حکم ہوا کہ اس علاقہ سے ایک ممبر جو واقف حالات ملک ہے گورنر جنرل کی کونسل قانونی مین شامل ہو کر مسودہ قانون واسطے اپنے کے تیار کیا کرے لیکن تاہم بہی قانون موافق حالات ملک تیار نہو سکے اور بہت شکایت ہوتی رہی جسطرح تواریخ بنگالہ مین درج ہے +

سنہ ۱۸۶۱ء مین بموجب ایکٹ پارلیمنٹ گورنر مدراس مع کونسل کو اختیار دیا گیا کہ واسطے اپنے علاقہ کے قانون تیار کرین جو ابتک اونہین قواعد کے موافق تیار ہوتے ہین ✤

حالات بمبئی

سنہ ۱۷۴۸ء مین جبکہ جزائر سال سیتی اور کرنا جا حاصل ہوئے اور اونکے علاقہ جات مین ہوگ اور انفتا ما تحت ہوئے تو یہ تجویز ہوئی کہ رزیڈنٹ مقرر ہون اور تا وقتیکہ کوئی ریگیولیشن پاس نہو معاملات علاقہ بموجب ثالثی فیصلہ ہوا کرین ✤

سنہ ۱۷۹۴ء مین ڈائرکٹران نے ریگیولیشن جو بنگالہ مین جاری ہوا تہا بمبئی مین روانہ کیا جسکی بابت عاملان بمبئی نے نہایت خوشی سے ظاہر کیا کہ اس ریگیولیشن کے اجرا سے نہایت سہولیت ہوگی واسطے فیصلہ کرنے مقدمات کے جو تمام دیسی عدالتوں مین جو اسوقت علاقہ مین مقرر تہین اسوقت سے پیشتر فیصلہ عدالت بموجب مشورہ سرکار دیا جاتا تہا اور کوئی قانون یا ضابطہ واسطے عدالتہای بمبئی کے نہ تہا اور گورنر جنرل کے ریگیولیشن عدالت شاہی مین جو سنہ ۱۷۹۳ء مین مقرر ہوئی تہے کار آمد ہوتی تہے ✤

سنہ ۱۷۹۷ء مین گورنمنٹ بمبئی کو گورنر جنرل نے اختیار دیا کہ موافق عدالتہای بنگالہ اپنے صوبہ مین جہان ضرورت عدالت مفصل ہو مقرر کرے ✤

سنہ ۱۷۹۹ء مین وقت گورنر ڈین کن سن کے ایک کوڈ بمبئی مین تیار ہوئی جسمین ترتیب اور ضابطہ اور قانون دیوانی موافق بنگالہ کے عدالتہاے مفصل کے تہا مگر عدالت فوجداری کے واسطے یہ فرق تہا کہ سزا مجرم مسلمان کو موافق قانون محمدی اور ہندو کو

موافق قانون دہرم شاستر اور فارسی اور انگریزی کیواسطے قانون انگریزی مقرر تہا ✤

تین مجسٹریٹ مقرر ہوئے اور سشن کورٹ مقرر ہوئے اور رجسٹر اور دیسی افسر مقرر ہوئی جنکو خفیف سزا کا اختیار دیا گیا مگر اوسکے حکم پر مجسٹریٹ کا دستخط ہونا ضروری تہا اور پہر اپیل صدر عدالت مین جسکے گورنر مع کونسل مقرر تہے اور اونکو اختیار تہا منسوخی یا بحالی حکم ماتحت کا اور معافی سزا کا بہی اختیار تہا ✤

سنہ ١٨٠٢ مین مجسٹریٹ کی علاقہ کے رجسٹر کا فیصلہ ٥ روپیہ تک قطعی سمجہا گیا ✤

سنہ ١٨٠٥ مین پروشل کورٹ اور سرکیوٹ کورٹ بروچ مین مقرر ہوئی جسمین تین جج اور رجسٹر حکام مقرر ہوئی اور صورت کی شن جج مقرر ہوگئے اور اسی سال مین بروچ اور کیرا مین جج اور مجسٹریٹ مقرر ہوئی تہے ✤

سنہ ١٨٠٧ مین باعث کثرت مقدمات اسسٹنٹ جج مقرر ہوئی جسکو پانچسو تک مقدمہ سماعت کرنیکا اختیار دیا گیا تہا ✤

سنہ ١٨٠٨ مین صدر امین مقرر ہوئے جنکو سو روپیہ تک مقدمہ فیصلہ کرنیکا اختیار دیا گیا اور رجسٹر اور امین مقرر ہوئی جنکو دو سو پچاس روپیہ کی مقدمہ مین فیصلہ کرنیکا اختیار دیا گیا اور اونکا اپیل ضلع جج کی پاس اور وہانسے بروچ مین اور وہانسے صدر عدالتمین جبکہ دعوی آٹہہ سو روپیہ سی زیادہ ہو

سنہ ١٨١٠ مین سال کی عدالت شن مع رجسٹر کی موقوف ہوئے اور عدالت پروشل اور سرکیوٹ کی اختیارات زیادہ ہوئے جبکہ بروچ سے بدلکر صورت مین مقرر ہوئی اور پروشل کو اختیارات واسطے سماعت

اپیل ضلع سائستنی - صورت - ترویج اور کیراپر زیادہ حاصل ہوئے
اور جج مجسٹریٹ اس سال ہر علاقہ مین مقرر ہوئے اور یہ ظاہر کیا گیا کہ عدالت
پرونشل کا اپیل صدر عدالت مین اور صدر عدالت کا اپیل عدالت
بادشاہ مین مع کونسل ہوا کرے اور پابندی اون قواعد کے اپیل مدیں ہے
جکے موافق صدر نظامت کلکتہ مین ہوا کرتے ہین اس زمانہ سے پیشتر
اپیل گورنر جنرل مع کونسل کے پاس ہوا کرتا تہا اور نسبت اختیارات واضح
طور پر ظاہر کیا گیا تہا کہ انڈیا کے کس عدالت کو کیا اختیار حاصل رہے
اور عدالتہای اپیل کو ماتحت کا اپیل سرسری طور پر لینے کا اختیار دیا گیا
سنہ ۱۸۱۲ مین گورنر اور دو مسلمان افسر ایک عدالت فوجداری کے
مقرر جنکو اختیار دیا گیا کہ مقدمات بغاوت مین وہ سزا دیا کرین ٭
سنہ ۱۸۱۴ کو اس علاقہ مین بہی رعایا انگریزی ماتحت عدالتہای کمپنی
ہوئی کہ عدالت مفصل کو اختیار ہوا کہ انگریزونکے مقدمات سماعت کرے
اور تجویز کرے اور سزا دیوے مگر عدالت ریکرڈ جو اس علاقہ مین بادشاہ
کیطرف سے مقرر تہے اوسکو اختیار تہا کہ مقدمہ اپنی عدالت مین طلب
کرلیوے اور فریق اپیل کو اختیار تہا کہ عدالت ریکرڈ مین بجای عدالت
کمپنی کے اپیل کرے ٭
سنہ ۱۸۱۵ مین اسسٹنٹ جج اور رجسٹر اور کلکٹر مقرر ہوئی اور اونکی اختیارات
مین بہی ازادی ہوئی اور پولیس کی اختیارات اونکے سپرد ہوئے ٭
سنہ ۱۸۱۸ مین اختیارات عدالتمین بہت تغیر ہوا اور تعریف اختیارات
بخوبی ظاہر ہوئی عہدہ ضلع مجسٹریٹ کا کلکٹر کو دیا گیا اور اسسٹنٹ مجسٹریٹ ہوئے
اور صاحب ضلع کو اختیارات فوجداری اپنے اپنے ضلع مین اونکو

پورے دے دئے گئے ۔ اختیارات پولیس بھی انکی سپرد ہوئی ۔ مجسٹریٹون کو اختیار دیا گیا کہ ملزمونکو گرفتار کرین اور جرائم خفیف مین سزا دینے کا اختیار لیئے حدود کی موافق ہوا ماتحت مجسٹریٹ کو اختیار قید ۱۵ یوم تک جرمانہ دو سو روپیہ تک اور ۱۰ ضرب بید کا اختیار رہا جرائم خفیف چوری مین ایک ماہ قید تک اور ضلع مجسٹریٹ کو اختیار قید چہہ ماہ اور ۳۰ ضرب بید کا تہا نسبت جرائم خفیف چوری وغیرہ اون ملزمونپر جو اونکی سپرد ہون ماتحتون اور پولیس افسران سے اور جن جرائم مین ملزم لائق زائد سزا ہو سپرد عدالت سرکیوٹ کرتے تہے اور عدالت فوجداری کو تمام عدالتہائی ماتحت پر اختیار تہا اور اوس عدالت کا حکم اخیر تہا اسسٹنٹ ضلع جج اس سال مقرر ہوئے ۔

پولیس کا انتظام یہان پر موافق بنگالہ اور مدراس اسی سال مین ہوا ہے اور کوتوال تمام علاقہ مین مقرر ہوئے ۔

۱۸۱۹ سنہ مین دیسی ملزمونکو اختیار دیا گیا تہا کہ وہ مستحق ہین نسبت جرائم کی فیصلہ کرانیکو موافق لیئے قانون کی سابق اس زمانہ سے قانون محمدی عدالت مین مروج تہا ۔

۱۸۲۰ سنہ مین بہت تغیر و تبدل ہوا یعنی عدالت سرکیوٹ موقوف ہوئی اور صدر عدالت بمبئی سے صورت مین بدلی گئی اور انمین چار جج مقرر ہوئی اور رجسٹرار اور اسسٹنٹ رجسٹرار مع دوسرے افسران کے مقرر ہوئے اور اس عدالت کو اختیار دیا گیا کہ اپیل جج کا سماعت کرین بوجوہات ذیل اور اپیل خاص ان وجوہات پر قبول کرین ۔

(۱) جبکہ فیصلہ خلاف قانون یا رواج کی جو تاثیر قانون کی رکہتا ہو ۔

(۲) جب کسی عدالت کے اختیار مین جسکا فیصلہ ہو نقص ہو ؀
(۳) جبکہ نا انصافی پائی جاوے اور اپیل خاص اِن وجوہات پر ہو سکتا
تہا جبکہ جج ضلع نے دعوی قبول نکیا ہو ؀
(۴) بغیر تفتیش خارج کیا ہو ؀
(۵) باعث کسی غلطی یا نقص صریح کے ؀

اور اسسٹنٹ جج بہی مقرر ہوئے۔ ضلع جج کو اختیار تہا کہ ماتحت کا اپیل
سماعت کرے اور رجسٹر کو ہزار روپیہ تک کی مقدمہ و انسکی فیصلہ کی سپرد کرے
اونکے فیصلہ کا اپیل صدر عدالت مین ہوتا تہا رجسٹر کو اختیار تہا کہ اپیل ماتحت
کے ججونکا سماعت کرے اور فیصلہ دیوے ؀

فوجداری عدالتمین بہی چار جج مقرر ہوئے اور ایک جج اونکا سشن کا اجلاس
ششماہی کیا کرتا تہا اور اونکو اخیر اختیارات حاصل تہے ضلع مجسٹریٹ
کو سات سال تک قید کا اختیار دیا گیا ان شرائط سے کہ جب سزا زائد
از دو سال ہو تو منظوری صدر فوجداری کی حاصل کر لیوے۔ اور
چند مقدمات مین اسسٹنٹ رجسٹر مقرر ہوئے اور ایک جج جو اجلاس سشن
کا کرے اور حکم سزا موت یا حبس دوام کا دیوے اونکی منظوری پوری اجلاس
صدر فوجداری سے درکار تہے ؀

۱۸۲۷ء مین تمام ریگولیشن کو جمع کر کے ایک کتاب موافق حالات ملک
بنائی گئی جو موافق تہی ترتیب مین موافق بنگال ریگولیشن ۱۷۹۳ء کے
کیونکہ سابق ریگولیشن موافق نہ تہے بموجب حالات ملک کے اور وہ بنائے
ہوئے تہے گورنر جنرل کے سو یہ وقت تغیر و تبدیل بمبئی مین موافق بنگالہ
زمانہ ۱۷۹۳ء مشہور ہے۔ اس کوڈ کے بموجب یہ تبدیلی ہوئی

کہ دیسی کمشنر ہر ایک ضلع مین مقرر ہوئی جنکو دیوانی مین پانچسو سی لیکر پانچہزار
تک مقدمہ سماعت یا فیصلہ کرنیکا اختیار دیا گیا سوای افریق یورپین سے
یا امریکن کے اور اونکے فیصلہ کا اپیل ضلع جج کے پاس ہوتا تہا جسکا
فیصلہ قطعی تہا ضلع جج ہر ایک ضلع مین مقرر ہوئی جسکا اپیل صدر دیوانی
مین ہوتا تہا اور اونکو اختیار تہا کہ مقدمہ یا اپیل اپنے ماتحت کو سپرد کرین
جو پانچہزار سی زیادہ نہو مگر یاد رہی کہ جن مقدمہ مین یورپین فریق ہوتا تہا
اوسکو اختیار تہا کہ اپیل بجای صدر دیوانی کی سوپریم کورٹ مین کرین
اپیل کی اجازت اسوقت بہی جائز تہی وجوہات سابقہ پر اور صدر
دیوانی کو اجازت سابقہ نسبت اپیل خاص یا عام بدستور قائم رہی
تہی اور اسسٹنٹ جج مقرر ہوئی جنکا خطاب سینیر اور جونیر پانچسو سی
پانچہزار تک کا مقدمہ کرنیکا اختیار تہا اور جونیر کا کو پانچسو تک اور
جونیر کا اپیل سینیر کے پاس ہوتا تہا مگر یاد رہی کہ جبکہ اپیل ضلع جج نے
سپرد سینیر جج کیا ہوتا اوسکا اپیل صدر عدالتمین ہوتا تہا اور صدر عدالت
کو اختیار تہا تمام صوبہ کی عدالت پر نسبت اپیل اور طلب کرنی یا اوٹہانے
کسی مقدمہ کے اوس عدالت کا اپیل بادشاہ مع کونسل کے پاس
ہوتا تہا اور ججونکو اختیار تہا کہ دیسی لوگون سے مقدمہ مین مدد لیتین
بطور پنچائت یا اسیسر کے ۔

یعنی بڑا و چہوٹا

اس سال فوجداری عدالت کا عجیب حال تہا یعنی اختیارات
پولیس نسبت گرفتاری اور اختیارات مجسٹریٹی یعنی دینا سزا کا
سپرد افسران پولیس تہا جسکا علیحدہ کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے
اور ضلع جج کو اختیارات مجسٹریٹی اپنے اپنے ضلع مین دئے گئے

اور اوسکی سپرد ملزمان جرائم سنگین کو جنکو سپرد عدالت سرکیوٹ کرنا لازمی تہا ہوتے تہے ✤

اسسٹنٹ جج کو اختیار چہہ ماہ قید تہا اور سات سال قید کا اختیار تہا مگر جب قید دو سال سے زائد ہو تو منظوری قید صدر فوجداری سے لازم تہی - اسیسر جج کو اختیارات دو سال قید کا یعنی اختیار جو اس زمانہ مین مجسٹریٹ درجہ اول کو حاصل ہی مگر بعضے وقت اونکو اسسٹنٹ جج کی اختیارات بطور خاص دی جاتے تہے رجسٹر کو قید دو ماہ اور جرمانہ اور ربید کا اختیار تہا ضلع مجسٹریٹ کو اختیار تہا کہ ماتحت کی حاکم عدالت سی مقدمہ اوٹہا لیوی اور تجویز کری مگر اوسکے حکم کو منسوخ نہین کرسکتا تہا اور ماتحت سی مقدمہ کو مرتب کرا کر خود تجویز کرسکتا تہا عدالت سرکیوٹ اس زمانہ مین صدر فوجداری کی اوس جج کی اجلاس کا نام تہا جو ضلعجات مین مقدمات سشن کرتا تہا اس عدالت کو سزا جرائم بغاوت سب مین حکم دینی کا اختیار تہا مگر بطور سابق منظوری سزا موت وحبس دوام کی صدر فوجداری سی درکار تہی ✤

ایک خاص عدالت صدر فوجداری کی تین جج مقرر ہوئی جنکو تحقیقات مقدمات پولیٹیکل کا اختیار تہا اور منظوری گورنمنٹ سزا مین درکار تہی صدر فوجداری کی عدالتین وہی جج جو صدر دیوانی مین تہی اور اونکو اختیارات حبس دوام عبور دریاء شور سزا موت اور تمام اسطرح کے اختیارات حاصل تہے مگر یاد رہی کہ گورنر کو اختیار تہا کہ باشرائط یا بلا شرائط کسی ملزم کا جرم بخشدے ✤

قانون مروجہ عدالت ریگیولیشن نمبر ۹ سنہ ۱۸۳۱ع مین درج تہا اور کل قوانین تحریر مین آگیا تہا اسوقت بہی عدالت کو ایسے آدمیون سے اعانت لینے کا

اختیار تہا اور اختیار پولیس کا فوجداری عدالت کو حاصل تہا - نتیجہ یہ ہوا کہ بمبئی مین اسوقت کی تبدیل ایسے ہوئی کہ زمانہ حال تک اوس قاعدہ پر انتظام عدالت چلا آتا ہے اور قدری تغیر و تبدل بعضے وقت ہوا جنکو مختصر طور پر بیان کرنا ضروریات سے ہے ؎

سنہ ۱۸۲۸ مین ضلع عدالت کی عدالت اپیل صورت سے بمبئی مین تبدیل ہوئی یعنی گجرات بہی ماتحت بمبئی ہوا یہ عدالت سنہ ۱۸۳۰ تک قائم رہی اونمین پانچہزار تک اپیل قطعی تہا اوسکے اوپر کا اپیل صدر دیوانی مین ہوتا تہا اور سنہ ۱۸۲۸ مین عدالت سرکیوٹ فوجداری کیواسطے گجرات مین مقرر ہوا - مگر حکم سزاموت و حبس دوام کی منظوری صدر فوجداری سے لازم تہی بموجب ریگیولیشن نمبر ۸ سنہ ۱۸۲۸ اور بموجب ریگیولیشن نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۲۸ اختیارات پولیس سپرد اسسٹنٹ ججان ہوئے اور ضلع جج کو حکم ہوا کہ مقدمات اونکی کرہی اور نگرانی رکہے ؎

سنہ ۱۸۳۰ مین درمیانی عدالت اپیل موقوف ہوئی اور کمشنر کے اختیارات تمام قسم کی مقدمات مین موافق برٹش سب جلبٹ فیصلہ کرنیکو ایزاد ہوئی اور ضلع جج کو اختیار ہوا کہ ماتحت کو اپیل سماعت کیواسطے سپرد کرہی اور پہر اپیل صدر دیوانی مین ہوتا تہا - فرق بہت بڑا یہ تہا کہ ماتحت عدالتونکو دس ہزار تک اختیار دیا گیا اور پروونشل سرکیوٹ فوجداری موقوف ہوئی اور اختیارات سرکیوٹ فوجداری کا جج اور اسسٹنٹ جج کو دئی گئی واسطی تجویز مقدمات بغاوت کی کمشنر سرکیوٹ مقرر ہوئی اور ضلع جج کو سشن جج کا خطاب ہوا اور سنہ ۱۸۳۰ مین سرکیوٹ کی پولیس مین بہت تبدیل ہوگئے اختیار فوجداری ججونکے سپرد مجسٹریٹان ہوئے -

جرمانہ اور قید مین مجسٹریٹ اور اوسکے معاون کی اختیارات ایزاد ہوئی مگر یہ شرط تہی کہ حکم ماتحت کا جب نسبت قید تین ماہ سی زائد ہو تو مجسٹریٹ کے دستخط ضروری تہی ۔ اور ضلع جج کو پولیس افسر کی اختیارات مقدمات خفیف مین حاصل تہی اور کلکٹر کو بہی اختیارات سزا سپرد ہوئی بموجب ریگیولیشن نمبر ۵ سنہ ۱۸۲۰ ضلع جج کو اس سال قید تہا ہی کا اختیار دیا گیا اور جو ڈیشل کمشنر کو سزا موقوف کرنیکا اختیار ہوا ٭

سنہ ۱۸۳۴ جائنٹ پولیس افسر کی تقرری ہوئی جو ماتحت ہوئی ہیڈ کلکٹر کی اور اونکے اختیارات مساوی ضلع پولیس افسر کی ہوئے ٭

سنہ ۱۸۳۵ مین بموجب ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۳۵ گورنر کو اختیار ہوا کہ کسی جنگلی افسر کو اختیارات مجسٹریٹی عطا کری بموجب ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۳۵ گورنر کو اختیار دیا تہا کہ وہ پولیس کی اختیارات مالگذار کو دیوے ٭

سنہ ۱۸۳۴ مین واسطی فوجداری کی جوڈیشل کمشنر سرکیوئٹ کا مقرر ہوا بموجب ریگیولیشن نمبر ۸ سنہ ۱۸۳۴

سنہ ۱۸۳۶ مین جو استحقاق یورپین کو نسبت اپیل سوپریم کورٹ تہا بموجب ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۳۶ زائل ہوا یعنی یہ حکم دیا گیا کہ کوئی شخص باعث نسل یا زاد بوم کمپنی کی عدالت کی حاضری سی معاف نہوگا اور اپیل یورپین کا بجای سوپریم کورٹ صدر دیوانی مین ہوا کری اور آیندہ کو یورپین صدر امین اور منصف ہوا کرین ٭

سنہ ۱۸۳۷ مین مقدمات بغاوت اور ریاست جنکا اپیل سابق گورنر کے کی پاس ہوتا تہا حکم ہوا کہ صدر فوجداری مین ہوا کری اور صدر فوجداری کو اخیر حکم پر منظوری گورنمنٹ درکار تہی بموجب ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۳۷ ٭

۱۸۳۸ء مین یہ حکم ہوا تہا کہ مقدمات مال اور بابت جائداد غیر منقولہ یا کسیطرحکا
دعوی ہو کمپنی کی عدالت دیوانی مین دائر ہوا کرے اور صدر دیوانی کو اختیار تہا
واسطے سپرد کرنیکے عدالت جائز مین جبکہ تنازع نسبت اختیارات عدالت کی
واقع ہو بموجب ایکٹ نمبر ۶ ۱۸۳۶ء ؎

۱۸۳۹ء مین بموجب ایکٹ نمبر ۱۹ ۱۸۳۹ء یہ حکم ہوا تہا کہ اسسٹنٹ جج کا حکم سزا
اگرچہ دو برس سے زیادہ ہو سشن جج کے پاس اپیل ہوا کرے اور منظوری صدر
فوجداری آیندہ کو درکار نہ رہے ؎

۱۸۴۱ء مین ایکٹ نمبر ۵ ۱۸۴۱ء پاس ہوا جسمین حکم ہوا کہ آیندہ جرائم بغاوت
اور ریاست تمام عدالت مین ہوا کرے اور صدر فوجداری مین رپوٹ ہو جو عدالت
منظوری سزا گورنمنٹ سے حاصل کرے ؎

۱۸۴۳ء مین صدر دیوانی مین اپیل خاص کے اختیارات ہوئے جبکہ عدالت ماتحت
کے فیصلہ مین نقص قانونی یا ضابطہ کا یا فیصلہ خلاف کسی قانون یا رواج موجودہ
کے ہو جسکا اثر قانونی ہو بموجب ایکٹ نمبر ۲ ۱۸۴۳ء کے نمبر ۵ اور یہ تبدیل ہوئی کہ
جب یورپین کو عدالت کمپنی سے سزا ہو تو اپیل عدالت کمپنی مین ہوا کرے اور دستاندازی
سوپریم کورٹ کمپنی کی عدالت پر موقوف ہوئی ؎

۱۸۴۴ء مین بموجب ایکٹ نمبر ۱۸۴۴ء یہ حکم ہوا تہا کہ ہر ایک مقدمہ ایسی عدالت
مین دائر ہوا کرے جسکی سماعت کے لائق ہو۔ مگر ضلع جج کو اختیار تہا کہ مقدمہ عدالت
ماتحت سے اوٹہالیوے خود تجویز کرے یا کسی ماتحت کو جو مجاز سماعت کا ہو سپرد کرے ؎

۱۸۴۵ء مین جائینٹ جج مقرر ہوئے جنکے اختیارات مساوی ضلع جج کے تہے
نسبت اون مقدمات کی جو سپرد ہون ضلع جج سے بموجب ایکٹ نمبر ۲۵ ۱۸۴۵ء
۱۸۴۵ء مین ایکٹ نمبر ۲ ۱۸۴۵ء پاس ہوا جسمین یہ حکم تہا کہ مجرم زناہ کو سزا قید و

جرمانہ ہوا کرے اور دعوی عورت کا خاوند کرے اور عورت سزا سے مستثنیٰ رہے
بموجب ایکٹ نمبر ۲۹ ۱۸۴۵ء جائینٹ سشن جج مقرر ہوئے جنکو سشن جج مقدمہ سپرد
کرین اور اونکے اختیارات ماتحت سشن جج کے ہوئے +

۱۸۴۶ء مین صورت کے ضلع مین بھی اختیارات پولیس ماتحت مجسٹریان
ہوئے بموجب ایکٹ نمبر ۵ ۱۸۴۶ء +

۱۸۵۱ء مین بموجب ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۵۱ء گورنر کے اختیارات نسبت تعین مجسٹریان
پولیس موقوف ہوئے اور بموجب ریگولیشن متعلقہ پولیس استعمال اختیارات کا دینا سپرد ہوا

۱۸۵۲ء مین بموجب ایکٹ نمبر گورنر کو اختیار رہا کہ نمبرداران دیہ کو اختیارات
سزا واسطے خفیف جرائم کے دیوے +

۱۸۵۳ء ایکٹ نمبر ۱۶ ۱۸۵۳ء پاس ہوا اور ایکٹ نمبر ۳ ۱۸۴۳ء منسوخ ہوا جسمین
یہ امر صریح درج ہوا کہ صدر دیوانی مین اپیل خاص ان وجوہات پر ہوا کرے +

(۱) جبکہ تجویز مین کسی امر کی فرو گذاشت ہوئی +

(۲) جسمین فیصلہ خلاف قانون ہو +

(۳) غلطی ضابطہ کی ہو اور دست آویز باقاعدہ مرتب نہین ہوئی +

۱۸۵۳ء مین حکم ہوا کہ اس علاقہ سے ایک ممبر جو واقف حالات ملک ہو
گورنر جنرل کی کونسل قانونی مین شامل ہو کر مسودہ قانون واسطے اپنی علاقہ کے
تیار کیا کرے۔ لیکن تاہم بھی قانون موافق حالات ملک تیار نہو سکے اور بہت
شکایت ہوتی رہی جسطرح تواریخ بنگالہ مین درج ہے +

۱۸۶۱ء مین بموجب ایکٹ پارلیمنٹ گورنر مدراس مع کونسل کے اختیار دیا گیا کہ وہ واسطے
اپنے علاقہ کے قانون تیار کرے جو اب تک وہ نہین قواعد کے موافق تیار ہوئے ہین +

تمت

اشتہار

این کتاب بمراد قانون بستم سنه ۱۸۴۲ داخل بهی رجسٹری گردیده

واز مصنف حق کاپی رائٹ به سید میر شاه گردیزی ساکن گجرات شاه دولا صاحب

سهروردی لاهور میونسپل ڈویژن و مختار رسیده - بدون اجازت مومی الیه احدی قصد

طبع و ترجمه این کتاب نفرماید

العبد سید میر شاه سهروردی لاهور میونسپل دویزن و

